بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
بالطاف ربانی و تائیدات یزدانی کارنامہ شاہان عجم تاریخ فرمارویان
عالی ہمم اعنے ترجمہ شمشیر خانی معروف بہ
۱۸۸۷
سلطانی
باہتمام احقر الانام ابو الحسنات قطب الدین احمد عفر اللہ لہم
بماہ ربیع الاول ۱۳۰۵ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۸۷ء بار اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
باہتمام احقر الانام ابو الحسنات قطب الدین احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در گنجینۂ سخن کی کنجی حمد محمود کون و مکان مسجود انس و جان ہی جسنے کن کے کنائے مین جو ہوا اور ہے
یا ہوگا پردۂ غیب سے ظاہر کیا اور ہر کیفیت کے اسرار سے اپنے برگزیدونکو ماہر کیا ماہ سے
تا ماہی اور ذرے سے خورشید تک اوسکی یکتائی کا گواہ ہے جزو کل کی زبان پر کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ
ہے صانع لاشریک لہ ہی ایک خلقت وشر مین کیا کیا مختلف صورتین بنائین کس کس رنگ مین قدرت کی
نیرنگیان دکھائین اگر ماہ ہی تو مشعل خانہ قدرت کا چراغ افروختہ ہے اور اگر مہر ہے تو بصد محبت سوختہ ہر
شہسوارونکا کمیت فکر اس دوادوش مین لنگ ہوا حوصلہ تنگ ہو کے مجبور رہا اس مرحلے سے ہزارہا
فرسنگ دور رہا کبھی پشتے سے کار پیل ہوتا ہے کبھی ذرہ جبیل ہوتا ہے مدعی ذلیل ہوتا ہے غواصان بحر
زخار آشنایان محیط ناپیداکنار نے ہزارون غوطے کھائے در مطلب ہاتھ آیا ساحل مقصد کا پتا نہ پایا
گھبرائے جس جگہ مقربان بارگاہ الوہیت تاجداران اریکۂ نبوت کو صم و بکم کا حال ہا ہو فناک کے
سوا کچھ کہا دوسرے کی کیا مجال ہے یہ اندیشہ کرنا نرا وہم بیجا ہے فاسد خیال ہے **نعت خلاصۂ**
کائنات عزم نعت سید انام اور پیشکش کرنا تحفۂ درود و سلام کا ذریعۂ سعادت ابدی و وسیلۂ

عنایت سرمدی ہے کہ وہ ہادی دین سالک مسالک شرع متین خاتم المرسلین ہے خورشید سپہر
یثرب و بطحا شکنندہ قصر قیصر و طاق کسریٰ شاہراہ شرع گمراہونپر کھول کا باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنونکو
شمع ہدایت دکھائی نصیحت کی پند کیا بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندھی لوائے ظفر پیکر بلند کر کے پرچم نصرت
کھولا سنگریزہ جب نرہا نبوت کی گواہی مین اشہدان محمدا رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول
پیمبر کا بھائی برگزیدہ کبریائی کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار آیہ رحمت خداہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا
قوت بازوے مصطفےٰ کیا کہون کہ کیا ہے اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و سلم اور مدح سلطان زمان خدیو کیہان
شاہ شاہان تاج بخش باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت
زیب وارنگ جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان
ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ
خلد اللہ ملکہ دست و زبان کا مقدور نہین جو تحریر کر سکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکھتا ہے زہد و
ورع کو بصد نیاز ناز ہے عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہے اس نوشاہ کے جلوہ حسن
عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہے اور عندلیب
خوش صدا نظارہ جمال پر دبدبہ و جلال سے سدا گلشن در آغوش ہے وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت ہے کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قد بالا حلقہ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ وار
کوکو کنان گم کردہ آشیانہ ہے اور شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہالے ضیاے رخسار تابان مین غیرت پروانہ
ہے اور بار حلم و وقار سے کمر فلک کوزہ پشت دوتا ہے قدمبوس کو سر جھکاتا ہے زمین عجز و تنزل سے
امان پا کے سرکار ثریا پر پابرجا ہے قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے
باین عظم و شان دھوئین اڑین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم خشم زمین چکر کرنے لگے آسمان
تھمے لے بہتا ہوا دریا شیشۂ حلب سا جمجائے صاحبان کرسی عقلائے فرنگ عن ہر شے کی کیفیت
مین تبدل ہو فتور ہو مرچین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سدراہ کافور ہو ناخن سر پنجہ عطار رشتہ
امید کا سر رشتہ گرہ کشا ہے ہمت حاتم کا مرتبہ طے کیا وہ حاجت روا ہے اور رعب عدالت کا سبن جا

مذکور آئے فتنۂ خفتہ فساد بیدار چونک کے وہانسے بھاگ جائے غم لاغر گرگ دریدہ دہن سے منھ بھیڑ ہو
وہ آنکھ چورانے لگے باز کبوتر کا ہمراز بیہودہ بازی سے خوف کھانے لگے نالۂ عندلیب شیدا کے عوض پہلوے
گل مین خلش خار ہو مشاطۂ بہار مورد عتاب ہے اور دست برد خزانسے بہمن و دی لونڈ کے حسابمین سر دفتر
خراب ہے گلچین سر شاخ گل تر بلبل کا گھر بناتا ہے صیاد بندۂ بے دام ہو جا لگے بدلے سر راہ آنکھین بچھاتا ہے
صدای مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر چونکے تو یہ حرکت اوسکے حق مین بُری ہو فوراً گلا ہو اور چھُری ہو اور دم
رزم ہیبت شمشیر برق دم سے اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خارا کی سل دو نیم ہوتا ہے رستم بیزال
کیصورت کانپے اسفندیار ہو تو پردۂ قاف سے منہ ڈھانپے ایسا حال سقیم ہوتا ہو وہ راست جم منزل رسان
ملک عدم چلکر سراسر چرخ پر جھکے قدم گاڑ زمین تک نہ رُکے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہے جو سرکش سنہ
چڑھا اولٹا گرا دم مین تن و سر جدا ہے جوہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنا نہ خراسانی مین ہے تشنۂ خون اعدا رہتی
ہے حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بجھی کس پانی مین ہے مرنیکے بعد بھی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہے ادنے
سی صفت یہ ہے کہ حشر تک زخم آلا رہتا ہے الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمۂ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان
جاہ سریر سلطنت پر باجاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورۂ دوران رہے دن رات در دولت پر عیش
و طرب کی دہوم جہان نثار ترقیخواہونکا ہجوم رہے جبتک کہ یہ طلسم نہ زنگاری ہے چشمۂ فیض جاری ہے ہیچ مچ
زبان ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور رجب علی
سرور کہ گردش بخت واژون اور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہائے دراز سرگشتہ کوی ناکامی خستہ تن
گرفتار رنج مبتلائے محن رہا کوئی پرسان حال نہوا نہ میری سنی نہ اوسنے کچھ کہا جب یہ شاہ خجستہ نہاد والا نژاد
زیب سریر سلطنت ہوا جلوس فرمایا ہر ناکام کامیاب ہوا عالم کا مطلب بر آیا تاریخ جلوس میمنت مانوس یہ ہے للمولفہ

بہار جوش مین ہے اور نئی ہے کیفیت — سرور سب کو ہے کہتے ہین متقی و رند
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر — ہوا ہے سال جلوس اس لیے چراغ ہند
۱۲۶۳ھ

اس تاریخ کو قطب الدولہ مفتاح الملک مونس دلپذیر محمد قطب علیخان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ ناموستودہ افعال بیمثال ہے ہر علم

علم و ہنر کا قدردان خود صاحب جوہر با کمال ہے مرد میدان جان نثار و شیدای سلطان زمان ہے اس عصر میں
جو نظم و نثر کا چرچا پایا کسی کمال کی قدر پایا توقیر صاحب ہنر کی ہے تو اسکی ذات فرخندہ صفات سے ہے ورنہ فقط مصرف میدان صاف ہے
غرضکہ جب حضور قبلہ عالم و عالمیان افصح فصحای زمان نکتہ سنج معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا سر خاک
افتادہ اسمان پر پہونچایا ملازموں کے زمرے میں آبرو بخشی سرفراز کیا خواہش برائی تمنا سے بے نیاز کیا بعد چند کے سن ہجری
بارہ سے چونسٹھ ۱۲۶۴ تھے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ شمشیر خانی زبان اردو میں لکھیں لیکن طول نہو تا قاری سامع ملول نہو اگرچہ فقیر کو
یہ لیاقت نہ تھی مگر فیضان ارشاد ہدایت بنیاد سلطان عالم حامی مددگار ہوا یہ نسخہ تیار ہوا انگلیتی ورنہ نثار یہ نثر اور فقیر عاری ہے
خلاصہ مضمون اور مطلب رنگ رہے جو کچھ فردوسی سخندان نے نظم کیا ہے وہی مضمون شمشیر خانی ہے لیکن اس تحریر جالمین مقدمہ
ثانی ہو کہ حسب نشا بادشاہان مدار میں تحقیق سیر طبیعت متوجہ نہیں ہوئی فقط شاعری کی طاقت سے مرقع بنایا ہر شرح تصویر
تحریر کرکے دکھایا الا تاکتب تواریخ معتبرہ سے گراونکا نام موقع اور محل پر آجائیگا دیکھکے لکھا کیونکہ ان کے نزدیک اسکا عز و وقار ہو
کہ کسی باقی نسبت نسخہ ذی اعتبار ہو امید خالق لیل و نہار سے یہ ہے کہ سلطان عالم کو پسند ہو تو خاص عالم کو مقبول ہو
جان نثار کی محنت و مشقت بیکار نجائے ناموری حصول ہو جسدم تمام یہ ترجمہ شمشیر خانی ہوا نام اسکا سرور سلطانی ہوا
جملہ معترضہ سرزمین الملجا خانہ بے نیاز کے باعث سمت سجدہ و نماز ہوئی کیسا شرف حاصل ہوا کسقدر ممتاز ہوئی اور
تیرہ بین خاص عرب کا مسکن ہوا دمین مدفن ہوا اسلام کا رواج ہوا پیغمبر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا نبی ہمارا صاحب
معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر جھکاتے ہین دوسری جانب زیارت کو جاتے ہین اور ممالک ہندوستان کہ سواد اعظم
چار دانگ عالم مشہور ہے اگر بنظر غور دیکھو تو یہ بھی منظور رب غفور ہے یہ مقدمہ صریح ہے کہ اور ملکوں پر اسکو ترجیح ہے اسواسطے
کہ خلیفہ روی زمین جنت سے تشریف جو لائے خطہ ہند مین آئے علم ادب نے یہیں سے رواج پایا نظم و نسق سلطنت ہوا
بادشاہوں نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو پنڈت تونکا ہے اونکی عبادتکی دہوم کو دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کان مین
وہ دیوتا کہتے ہین پہلے وہی راگ لائے عبادت سمجھکے کیا کیا بھجن گائے حقیقت مین اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت
پایہ ہے کہ اسکی خاک مخزن الماس ہے پتھرونکا یہ حال تھا کہ سینہ اونکا معدن لال تھا سردی یا گرمی خواہ برسات ہر
ہر فصل اعتدال کے ساتھ ہے نسیم معطر کا گرد و فر کیفیت صبا و شمال دیکھکے یہانکی زراعت کا حال دیکھیے کہ کیسی زر ریز ہے
کوہ و صحرا کو غور کرو ہر تختہ گلریز ہے چاندیکا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی سبد ایرنجونکے مکان سونے کے مثلا سقف

دھار دریا میں چاندی کی ریت پانی میں نقرے کا کھیت ہاتھی دکھنی نیل فلک جنکے رو برو پست دانتوں پر پلنگ کچھ چالی
پیٹھہ پر فیلبان نظر آئے ایسے سربلند بجہول سبکرفتار عین مستی میں ہوشیار تیغ ہندی کی آبداری اوسکا کاٹ اوبلا ہوا خمیر
دم کش میں بے نظیر کٹھی سے پہلے تک اجل کا گھاٹ دوشالے گرانبہا زربفت گجرات کا ڈھاکے اور بنارس کا ریزہ نادر تحفہ خلق
ومروت ہمت وجرات مردونکے آب وگل میں رحم اور خوف خدا دلمین نڈیان کہ خلقت اونکی کبہی بیوفا ناآشنا مشہور ہین
اونکے حصے مین شرم وحیا عصمت وعفت ازسرتاپا مہر ووفا اور نشاۂ غیرت مین ایسے چور ہین مصرعہ گزبرای مردہ بعزد زندہ
جان خویش را خاکساران ہند اور جگہ کے متقی یہانکے رند فرمانروایونکی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت کے
ساز وسامان سپاہ جرار سرفروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان ہے
جہان کا فرمان روا سلطان عالم ساخسرو ذی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے

شروع داستان نادربیان

راویان اخبار رفتگان آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثبات مین روش سلطنت نکالی تخت وتاج کی بنا ڈالی
عدل وداد کو رواج دیا محصول وخراج لیا وہ کیومرث تھا الابود وباش کو کوہ وبیابان کی اور پوشاک پوست حیوانکی
بیٹا اوسکا سیامک نام تھا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچہہ کام تھا دیو نے اوسکو مارا کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنک
سیامک بیٹا تھا اوسنے باپکے خونکا بدلا لیا دیو کو قتل کیا تیس برس کیومرث نے سلطنت کی پہر دار فانی سے
رحلت کی یہ قول فردوسی ہے اس نام کی تحقیق مین کیومرث کاف فارسی اخیر تا فوقانی اور ائمۂ اخبار نے اختلاف
کیا ہے امام غزالی نے اس وادی سے رم کیا ہے بزرگترین اولاد صلبی آدم ع لکھا ہے بعضے کہتے ہین ولیم بن
لاود بن سام بن نوح ہے اور مصنف روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہے عرب اوسکو عامر عجم کیومرث
کہتے ہین اور علماے مجوس آدم اسی کو جانتے ہین گلشاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن اور چالیس برس سلطنت
کے دن **ہوشنگ کا حال** بعدہ ہوشنگ تخت پر بیٹھا پتھر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنیاد اوس سنگدل
نے ڈالی جشن سدہ اوسی آگ کے جشن کا نام ہے یہ جو گبر و مغین ترس نہین باہم لاگ ہے اس آتش افروز یکا باعث وہی
آگ موجد آہنگری ہوا چشمہای خوشگوار پہاڑ سے شہر کیطرف وہ نامدار لایا ثمر و قاقم سمور بہم پہونچایا اوسی دانا نے زمین مین
دانہ ریزی کی زراعت ہونے لگی پھل درختونکی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پہر دنیا سے چلنے کے

ٹھہری آور عجم کہتے ہین وہ انبیائے مرسل سے تھا حکمت عملی مین اوسنے کتاب لکھی ہے جاودان خرد نام حسن نفض کا
بھائی مامون رشید کا وزیر جو ہوا اوس نسخے کی کچھ عبارت زبان سریانی سے عربی کی اور ابو علی کہ مشاہیر حکمائے اسلام
ہے کتاب آداب الفرس و العرب مین حسن کا ترجمہ لایا ہے اوس سے وفور دانش اور جودت طبیعت ہوشنگ معلوم ہوتی ہے اور جو
باتین طہمورث کو سمجھائی ہین اوسکی تیزی طبعکی گواہ ہین **نظم**

سہ فعلست بد در نہاد بشر | گزان نفس را میل باشد بہ شر
یکی نقص عہد ست کاندر وجود | ازو خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم چیست بغی | گزو دین و دانش بود در خطر
گرت ہست مردی و ہوش و خرد | ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

بخشش مین اعتدال رکھے افراط و تفریط کا خیال رکھے **نظم**

مدہ راہ حساد غرض پیش خویش | بناخن مکن سینۂ خویش ریش
کز آنجملہ نیرنگ و مکر و فن ست | برون دوست دارد درون دشمنست

اور بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہے کہ حفاظت خلق خدا اوسکا کام ہے غضب کی جاہی کہ جب نگہبانکو اپنی نگہبانیکی
حاجت ہوگی تو جنکا یہ محافظ تھا اونکی کیا حالت ہوگی لکھا ہے کہ یہ بھی غار مین عبادت کرتا تھا دیونے فرصت پاکے
سجدے مین پتھر مارا کہ پھر سر نہ اوٹھ سکا ادریس علیہ السلام کا ہمعصر تھا یہ قول بھی اوسکا ہے کہ دنیا مین چار چیزین سخت ہین
بڑھاپے مین بینوائی و خواری غربت مین بیماری اور قرض ہنگام قلت رفیق کا چھٹنا دم مسافرت اور تین باتونکی خوگری
تاخیر عقوبات مین جلدی خیرات مین اور حادثے مین صبر کرے مشہور ہے دلیر جبر کرے

بیان طہمورث

دیوبند بیٹا طہمورث سریر جہانبانی پر متمکن ہوا عجب بادشاہ متین آل بین تھا باز و شاہین کا شکار ایجاد اوس نامدار
کا ہے دیوونسے بڑی لڑائی ہوئی شکست دی گرفتار کیا ذلیل و خوار کیا دیو قلم دوات لائے تقریر سے تحریر کی نوبت
آئی تیس برس زور و شور سے فرمانروائی فرمائی لکھا ہے کہ جب دیوونکی لڑائی فتح کی تو **بیت**

بفرمود نا اہل دیوان سپاس | نگشتند از رعیت نخواہند مال

دیوونکو مسخر جو کیا تھا اس لیے خسرو خردمند کو
طہمورث دیوبند کہتے تھے عدل انصاف مین وہ موصوف داد و دہش مین معروف تھا بخشش و جود مین ابر مطیر رزم مین برق نگی شمشیر **نظم**

سموم قہر تو ہر جا کہ بگذرد گردد | لبان آتش دوزخ طبیعت کافور
نسیم لطف تو ہر گل زمین کہ وزد | چو سنبلہ سر بر آرند کشتگان تنور

سنت صوم اوسیکے زمانے سے ہے قحط اوس عصر مین واقع ہوا ایسا ننگ کہ دنکو قرص خورشید تابانسے آدمی آنکھین سینکتے
رانکو کلیجہ ماہ تابانسے دل ٹھنڈا کرتے سلطان عاقل نے فرمایا غذائے شام پر لوگ بھوک کو تمام کرین چاشت کا حصہ
محتاجونکو دین وزیر اوسکا بہت صائب تدبیر تھا **بیت**

دستور نیکخواہ چو با شاہ یکدلست | عقد امور منتظم و عدل شاملست

کو زمک زوال سے ہمراہ آئین چند مفسد تیرہ روزگار جمع ہوے شاہان اطراف کو آمادہ کیا کہ بادشاہ نوجوان ہے عیش و طرب کی جانب میلان ہے **نظم**

شاہ این دور کار سکندر از کار باز ماند | چند انکہ مسکینی در احوال و نظر
یاد در شکار گاہ کند صید جانور | یا در شراب خانہ خورد بادہ جوش

اور ظاہر ہے کہ نگاہبان کشور قہرمان لشکر بضاعت عنفوان شباب شکار اور شراب یا لہو و لعب مین خراب کرے تو ملک کا انتظام سپاہ کا اہتمام مظلوم کی داد شہر ویران ہو یا آباد کیا اثر کیونکر دیکھ کس طرح خبر سے غرضکہ حسن تدبیر دبیر نیک نہاد سے اوس شر و فساد سے نجات پائی بد باطن فتنہ پرداز دونے منہ کی کھائی باب شمشیر بران حمایت فوج جرار سر فروش جانفشان وہ اگن بھی وہان سخت مشکل ہوتی ہے جہان نیزہ و شمشیر بیکار ہو فقط تیر تدبیر برسر کار ہو روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ مدۃ العمر طہمورث سکلف ملت اور آئین کا ہو انکم و دنیکم دل دین پر مدار رکھا ملک بہت بنا کے نیک کام کیا کیا تاریخ جعفری مین لکھا ہے کہ ایک ہزار چار سو اسی برس اوسنے ہاتھ سے مار کے آٹھ سے برس زندگی کی تیس سال بادشاہی کی مگر قضاے مہلت نہ ملی مال دنیا سے ہمراہ دو گز کا کفن ہوا باغ مدفن ہوا بیان **جمشید** کے حال اور ملال کا جمشید دلو العزم طبیعت کا تیز تھا لوہے کو گلا یا زرہ جوشن بنایا ریشمی کپڑا ایجاد کیا رعیت کو شاد کیا جس جگہ زمین قابل زراعت دیکھی پانی کا چشمہ پایا خلق کو بسا یا دیو محکوم تھے اونسے عمارت مستحکم ایوان محل سرا پختہ بنوائی آدمیونکو ترکیب سکھائی تخت مرصع جواہر نگار تیار ہوا شروع سال کا نوروز نام رکھا جشن کا سرانجام ہوا جب تخت پر جلوس کر کے جیا کا عزم ہوتا دیو دیری ہوا تخت اوڑا لیجاتی ہاتھوں ہاتھ پہونچاتی سات سے برس سلطنت کی **فردوسی**

یکایک بادہ نخوت کا دماغ مین | ندید ند مرگ اندر ان روزگار | درین سال مقصد ہمین بخت کار

جوش ہوا دفعتہً خود فراموش ہوا عبدیت بھولا معبودی کا دعوی کیا شیطان سنے رسوا کیا **فردوسی**

یکایک تخت شہی بنگرید | بگیتی جز از خویشتن را ندید
اندرہ مین گمر ابقول مشہور ع | چون باز دگشتی ہمہ چیز از تو گشت

جسوقت وہ پروردگار سے پہرا خلق نے اوس سے سرتابی کی لکھا ہے اوسی زمانے مین ایک بادشاہ مرتاش تازی تھا چار ہزار شیر دار جانور پانے اوسکے پاس تھے دودہ اونکا کھاتا جو نیرو قف بیا تھا ضحاک اوسکا بیٹا تھا دس ہزار تازی گھوڑے اوسکے پاس تھے ہیو اسپ اوسکو کہتے تھے ہیور اوس زبان مین دس ہزار کو کہتے تھے ایکدن ابلیس پر تلبیس اوسکے پاس آیا تقریر دلپذیر سے اوسے رام کیا زیر دام کیا اور کہا جو تو افشاے راز کی قسم کھائے کیسے روبرو وہ کلمہ زبان پر نہ لائے تو ایک نکتہ بتاؤن کہ وہ کافی ہو تیرے کام آسے بہت لطف دکھائے اس سادہ لوح نے بے تامل عہد کیا قسم کھائی علیہ اللعنۃ نے کہا تیرا باپ کثرت مین سے ضعیف ہو رہا ہے شایان سلطنت نہین مکابیہے اوسکو قتل کر کے سلطنت کر پہلے اسنے انکار کیا وہ بولا عہد شکنی

تجھے ہلاک کریگی زیر خاک کریگی یہ مرگ کہ خود بسبب راضی ہوا قتل کی تدبیر پوچھنے لگا مرتاس کی عادت تھی کہ اخیر شب سے تا صبح
عبادت معبود کرتا تھا سبنے کے مکان سے نزدیک عبادتخانہ بنایا تھا راہ میں شیطان نے کنواں کھدوا کے منہ پر
گھاس کھوا دی یہ جو عبادت کی چاہ سے اندھیرے میں اوٹھکے ادہر کو گیا تو چاہ کنوے میں گر کے سیدھا جناں کو چلا
وہ مرگیا ضحاک پادشاہ ہوا شیطان مقرب درگاہ ہوا روز غذا میں لطیف پکا کے کھلاتا تھا ہر دم ہنساتا تھا وہ چار سے
بیچارے کو دام مکر میں پھنساتا تھا ایک دن اوس گندہ ذہن کو انڈے پکا کے کھلائے بہت پسند آئے اوسی شلور میں کہا جو حاجت ہو مجھسے
طلب کر شیطان نے کہا تیری عنایت سے سب کچھ مہیا ہے لیکن امیدوار ہوں کہ تیرے شانوں کو چوموں آنکھیں ملوں ضحاک
نگاہ ہوا وہ شانے چومکے چلا نکلا کچھ پراگندہ سی اکہ دو مار خونخوار پانی خود اوٹھے ضحاک گھبرایا اوسکو ڈھونڈھا تو نپایا کئی دن کے بعد
وہ علیہ اللعن تشکل انسان طبیب بنکے آیا غور و تامل کرکے کہا یہ مرض لا دوا ہے اگر انکی غذا کے واسطے آدمی کا بھیجا کوئی نہیں تو تسکین
ملے اوس بے عقل نے قبول کیا دو آدمی روز قتل ہونے لگے اور ضحاک کی ہیبت کا غلغلہ تمام ایران میں مچا امیر وزیر
امرا جمشید کے برگشتہ ہو کے ضحاک کے پاس آئے جمشید سے لڑوایا برگشتہ ایام تو ہو چکا تھا شکست ہوئی خود تو
فرار ہوا ملک و مال ضحاک کا ہوا فردوسی

جہان زیر فرمان ضحاک شد　　ز ہر نامہ نام جم پاک شد

اون دنوں مہرنگ بلستان کا پادشاہ تھا بیٹی اوسکی حسین مہ جبین شوخ و شنگ لعبت فرنگ غمزہ و عشوہ میں مشتاق فن
سبھی میں بھی طاق شہرہ آفاق تھی فردوسی

بگیسو افگندہ شکنش بناز　　غم از سینہ بردے بلعہد ساز
دو ابرو زخندہ شوخ پر شرم　　برفتار نیکو بگفتار گرم
لب پر ز شیریں سخن همی داد زہر　　[illegible]

باین حسن خوبی دم جنگ میدان اریکی کرتی پہلوانوں کی عاری کرتی شاہان سوز گار نامدار کو اوسکی تمنا تھی باپ اوسکا ہمی
شدہ تھا اعتقاد اوسکا اوسکی پیشین پر وقوف تھا فردوسی

مر اورا یکے کابلی دایہ بود　　کہ افسون و نیرنگ سرمایہ بود

اوسنے کہا تھا کہ تیرے طالع میں میں نے دیکھا ہے کہ تو جمشید کے عقد میں آئیگی اور لڑکا پیدا ہوگا آبرو پائیگی اس امید پر اوسکے
باپ کو انکار تھا جم کا امیدوار تھا اتفاقات زمانہ کہ جم جو بھاگا پریشان و سرگشتہ با جان سوگوار و دل برشتہ
وہاں وارد ہوا موسم بہار تھا کوہ و دشت لالہ زار تھا شہر سے باہر کورنگ کا باغ تھا کہ رضوان کے دلمیں اوسکا داغ تھا اوس دن
شہزادی چند خواصیں ہمراہ لیکر سیر کو آئی تھی جمشید بھی در باغ پر آیا سیر کا قصد کیا شہزادی کے باعث نگہبانوں نے
راہ نہ دی مجبور جم در باغ پر با دل پر داغ زیر درخت بیٹھ رہا ناگہان کسی ضرورت کو ایک خواص خاص دروازے پر آئی

اور جمشید پر آنکہ پڑی ہر چند کہ چہرہ درخشان جم پر گرد صعوبت جمگئی تھی مگر نشان فر وشان رفتہ کچھ چہرے سے عیان تھا اوسنے پوچھا صاحب تم کون ہو کہان سے آئے ہو کیا مصیبت پڑی جو ایسے از خود رفتہ گبہرائے ہو جم نے جواب دیا کہ مرد گم کردہ راہ غریب الوطن خستہ و تباہ فلک ویسی آزار مونس غمگسار ایک عالم سرگشتہ دشمن ہے مین تنہا ہزار طرح کا رنج و محن ہے اگر صاحب خانہ سے تھوڑی شراب لا دے تو مجہ دل کباب کو بند الم سے چھڑا دے خواص شاہزادی پاس جو اس گئی یہ نقل بیان کی پہر کہا اگر حضور اوسکو ملاحظہ فرمائین تو اپنی شوکت و شان بھول جائین شہزادی یہ کلمہ سنکے دروازے پر آئی اور جم سے آنکہ ملائی پہر دفعتاً دل سے سرد آہ نکلی ہوش فراموش عقل کو رخصت ملی جم سے کہا ای وطن آوارہ سرگشتہ دشت غربت مبتلای رنج و مصیبت باغ مین آ القصہ جمشید کو لیجا کر مکان پر تکلف مین مسند شاہانہ پر بٹھایا جم کو کچھ رعب اوس مکان کا اور خیال اوسکا فر فرنگستان کا ہوا بے تکلف جا بیٹھا اسکے حسن کا شہرہ سُن چکا تھا بغور دیکھنے لگا گلابیان موجود تھین شراب پلائی پہر دل مین سوچی کہ یہ سب قرینے اسکے کہتے ہین کہ یہ کوئی تاجداری ہے کہ گردش چرخ سے ذلیل و خوار ہے اور تصویر جمشید کی دیکہی تھی سمجھی کہ عجب نہین کہ یہ جم ہو اور مرقع طلب کیا اس عرصے مین باغکی دیوار پر کبوتر کا جوڑا باہم سرگرم اختلاط نظر پڑا اوسنے تیر و کمان اوٹھا کی جم سے کہا جسکو تو بتادے انہین سے مین اوسکو گرا دون جمشید نے کہا مرد کے سامنے عورت کو پیشدستی روا نہین کسینے ایسا کیا نہین اوسنے شرما کے اوسی آن ہاتہ سے کمان رکھدی جمشید نے کمان اوٹھا کے مشت کو برابر کیا پہر کہا جو اس کبوتر کو گرا دون تو اس جلسے مین جس عورت کو چاہون اپنے تصرف مین لاؤن یہ کہکے تیر جو مارا کبوتر ہی چہید کے گر پڑی شاہزادی نے کہا تو مقرر جمشید ہے اوسنے انکار کیا اور کہا وہ شاہنشاہ دوران مین غریب ناتوان ہون کہان جم کہان مین اور یہ بیجا گمان ہے شہزادی سنے پہ تصویر پیکر جم جسمین تحریر کیا تھا اوسکے ہاتہ مین دیا جم نے کہا یہ صنعت مصور ان ہے اکثر ایسا دیکھا ہے کہ ایک کی صورت دوسرے سے ملجاتی ہے عقل دہوکا کہاتی ہے مگر اپنی شوکت و سلطنت جم یاد آئی آنکھ ڈبڈبا آئی بہت ضبط کیا کہ راز کہل نجائے زنلیست مین خلل نپڑے لیکن آنسو ٹپک کے نکل پڑے شہزادی نے رونے کا سبب پوچہا جم نے کہا فردوسی

بدین نیان ان غم شد دژم زخوی بدی چہرہ غم اندر شگفت	که دیدم و روپیکر شاہ جم که مهار چنین پادشہ برگرفت	بیاد آمدم فر و فرہنگ او یکی نشست اگر و گیہان خدیو	بزرگی و دیہیم و اورنگ او کہ برکف پاد ست و زچہرہ دیو

القصہ منت و سماجت حد سے زیادہ شہزادی نے کی جم کو خوف خدا آیا کہا دو جہین ہمنشی کی ہین ایک یہ کہ دشمن زبردست مین ہمقدور دوسری راز نہ سکو کہنا عقل کے نزدیک دور ہے فردوسی

دل آرای گفت ای شہ نیکوان	نہ ہر زن و دل یا شد و زبان

جب اوسنے قسمین کھائین اور موکد عہد و پیمان کیا تب جم نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اور اپنا قصہ بیان کیا **فردوسی**

سنان بد جم را سوی کاخ ماہ ... بشکوی زرین آراستگاہ
فگندید بر مہد از جای خواب ... بہار دل افروز شد در نقاب
چو جم سوی آن حور جنت شتافت ... ہمان غنچہ از رحمت خار یافت
یہ قصد غزالی فرو بست شست ... خدنگی چنان زد کہ تا پر نشست
بران عقد شد بخت بیدار گواہ ... در آمد چو در عقد جمشید شاہ
سراز دیدن گنج بر داشت مار ... شد از پردہ گنج پنہان آشکار
قلم در شدہ تنگنای ہوس ... بہ عیسی دم خویش شد ہمنفس

اوسی روز حاملہ ہوئی باپ کے پاس آنا جانا کم کیا جم سے صحبت جمانی غلط غم کیا کورنک کو معلوم ہوا کہ اوسنے شوہر کیا اور حاملہ ہے بہت آزردہ ہوا درشت کلمے زبان پر لایا کہ میری آبرو کو خاک مین ملایا وہ دائیہ پیرزال فرہادکش حاضر تھی اوسنے سب داستان بیان کی زابلشاہ بہت مسرور ہوا ملال خاطر دور ہوا دلسے کہا گل بخلش خار و گنج بے زحمت مار ہاتہ آیا مگر یہ فرحت شادی جم کی دامادی کی نہتھی یہ غم ہوا کہ ضحاک اسکا طلبگار ہے یہ ہمارے دام مین گرفتار ہے قید کرکے لیچلو ملک اور مال اسکے بدلے لو جسدم یہ خیال شہزادیکو معلوم ہوا لہو زمین پر گرا رونے لگی باپ سے کہا یہ قصہ عجب ہے حرکت ناسزا ہے ایسا بادشاہ گردش چرخ سے غریب الوطن گھر مین پناہ لے اوسکے قتل کی تدبیر کرے خوف خدا البشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے اگر تجھے سر اوسکا درکار ہے تو پہلے میرا گلا کاٹ لے پھر تجھے اختیار ہے جسدم بیقراری بیٹی کی دیکھی اوسکو رحم آیا کہا جا اوسکی تسکین کر صبح کو دیکھنے آونگا اپنی جان لڑاونگا صبح ہوتے ہی جسدم تردد فر زابلشاہ باغ مین آیا اوس سرو سہی بوستان سلطنت کو دیکھکے بھولا سب قصہ بھولا کہا نخل امید پر ثمر بار لایا بہت اعزاز و احترام کرکے **فردوسی**

بجم گفت شاہی جہان شہریار ... ازین بندہ بر خود گمانی مدار
کہ با دختر خویش انباز من ام ... پرستار تست او و من بندہ ام

ہرچند زابلشاہ نے جم کی تسلی و تشفی کی لیکن اوسکی وحشت کم نہوئی ایکروز کسینے پوشیدہ جم سے کہا کہ امیر وزیر بادشاہ سے کہتے ہین کہ اگر جم کو قید نکروگے ضحاک سے جان نبچیگی ملک تباہ ویران ہوگا سب برا سامان ہوگا یہ کلمہ سنکے وہ وحشی ہوئی کہ دیوانہ راہو سے بدست وحشت یا بس تھے رفیق پر اس سے کسی سے کہا نہ سنا سر جنون خیز دہنا اور پوشیدہ چمن نکلا لکھا ہے کہ وہ غزال رم خوردہ دشت سلطنت آوارہ مملکت غریب دیار با دل خار خار اندوہگین چین پر جبین چین کیطرف چلا لشکر آلام ہمراہ نوبت نشان کے بدلے چھاتی پر دست ماتم کے نشان یاس مین وہ وفغان کراہ کراہ بے توشہ و زاد راہ نہ نقارہ دو نہ کوس پیادہ پا یکہ و تنہا وہ بیچارہ کالے کوس طے کرتا چین مین داخل ہوا جل جلالہ نیرنگ دنیا کے دو دن گردش چرخ دوار دیکھیے جمشید سا بادشاہ کہ آجتک جسکی شوکت و شان کی فخریہ مثال دیتے ہین

اور جشن کی سند لیتے ہین اوسکا یہ حال ہو کہ پیادہ پائی سے کام فرسائی محال ہو جب ابن حیات کذائی سے شہر مین وارد ہوا وہان کے حاکم نے خوف ضحاک سے پہلو تہی کیا رہنا وہانکا ناگوار ہوا مجبور ہندکا رستا لیا مگر استقبالکو آئی فلک شعبدہ پرداز نے بے مہری کمائی کئی دنکے بعد تھکے ایک منارے کے تلے لیٹا اور شکایت چرخ ستمگر پرور دنکی گلہ بخت برگشتہ واژون کا کرنے لگا **فردوسی**

بچرخ انگہے گفت کای خود پرست — چنین بایدم کرد در خاک پست

نزادی مرا کاشکے مادرم — وگر زادی این نامدی بر سرم

اسی گفتگو مین طالع خفتہ نے سلا دیا اودہر سے ضحاک کا ایلچی مع فوج ظفر موج جمشید کی تلاش مین خاقان چین کے پاس جاتا تھا اسکے سر پر پہونچا دیکھا ایک شیر بیشۂ شجاعت روبہ بازی فلک سے غافل خواب خرگوش مین بیہوش ہے نزدیک آیا تو پہچانا اور رصید مطلب کو بستہ دام قضا پایا بہت خوش ہوکے باندہ لیا

برابی نشاندند جم را روان — دو پالیش بزنجیر و بند گران

نظارہ گر چون بود جمشید شاہ — کہ تاجش ہمی سود بر چرخ و ماہ

جہان نیست آرام جای کسے — مشو شاد زایوان دنیا بسے

جہان بند بر دست و پالیش نہاد — بدست غلامان سنانش بداد

جسوقت جمشید کو طوق و زنجیر کرکے ضحاک کے روبرو لائے تو ضحاک **فردوسی**

بدو گفت کو تاج کو تخت تو — چو برگشتہ از تو چنین بخت تو

کجا است آن ہمہ شاہی و گیر و دار — کجا است آن ہمہ سیم و آئین کار

بدو گفت جمشید کای یاوہ بس — بہ بیداد منیم ترا دست رس

چو از من چنین روی برتافت بخت — چہ بازی تو بازی بدین تاج و تخت

غرضکہ بعد گفتگو ضحاک نے ظلم کا ڈہنگ نیا نکالا جم کو تختے مین باندہ کے چیر ڈالا اور فتنۂ طالع بیدار برگشتہ ہو گئے جو سو گئے ایک گئے ہین جسکے دو ہو گئے **فردوسی**

چرا دل نہد کس بدین جہان — کہ ناپایدار است نامہربان

منہ دل برین گردش چرخ دون — کہ دون پرور است این خم سرنگون

جسدم خبر قتل جمشید مشہور ہوئی اور زابلستانمین آگاہ دہ مہجور ہوئی از بسترا یا آغشتہ بخون ضحاک گلی تھوڑے دنونمین بہت رنج اوٹھا کے ہلاک ہوئی یہ سچ ہے کہ اسکے زخم کا کیا چارہ ہو جسکی آرزو جفائے فلک سے دل دوپارہ ہو **فردوسی**

شب و روز بیخواب و خور زیستی — زمانہ نبود کہ نگریستی

سرانجام از رشک آن پر ہنر — بگشت از غم جفت و بگذشت سر

اور جمشید کی دو بہنین یعنی شہرناز و ارنواز وہ ضحاک کے محل مین گئین اوسکی خدمت مین رہین

کیفیت نام

جمشید اسم اور لقب سے مرکب ہے جم تو نام ہے اور شید لقب ہے شید کے معنی شیر کے ہین اور شعاع شمس اصطلاح اہل عرب ہے قیل من ذلک یقال الضوء الشمس اور ابو حنیفہ دینوری کہ کبار ائمہ تاریخ سے ہے اوسنے لکھا ہے کہ جمشید نوح علیہ السلام کا پوتا ہے سلسلہ اسکا جسے ہوتا ہے ارفخشد بن سلم بن نوح بعض کہتے ہین

طہمورث کا بھائی ہے بعضون نے بھتیجا ہونیکی سند بہم پہنچائی ہے ایک روایت مین بسر صلبی طہمورث رقم ہے آئندہ واللہ اعلم ہے فارسیونکا یہ قول ہے کہ اقالیم سبعہ پر فرمانروا ہوا ہے جن و انس کو مسخر کیا ہے اور یزدان پاک سے دعا کی کہ موت اور مرض سے میری مملکت دریم و برہم نہو تین سو برس تک دعا قبول ہی تمنا حصول ہی اور جہلائے فارس کا گمان ہے کہ یہی سلیمان ہے مگر یہ قول سراسر غلط ہے گمان بیجا فقط ہی کسواسطے کہ آخر سلطنت مین جمشید کافر ہوگیا وہان خدا فرماتا ہی دما کفر سلیمان دوسرے مورخین کا اتفاق ہی کہ کوئی دشمن سلیمان پر مسلط نہین ہوا یہان ضحاک نے جمشید کو چیر ڈالا اور بیت السلطنت جمشید والاشان سجستان تھا ایکبار فارس کو چلا راہ مین مکان بنوایا طول و عرض سکا کیا عرض کرون بار فرسنگ لکھا ہے آجتک چند ستون اوس بنا سے برپا ہین چہل منارہ نام ہی عجب غریب کام ہے ایسا بادشاہ منتظم دوسرا نہین ہوا خلق کو چار طرح پر مثل اربع عناصر منقسم کیا تا خلل انتظام مین نہو تاکید تھی کہ ایک کی شرکت دوسرے کے کام مین نہو علما اور ارباب قلم سپاہ و اہل حشم اور اصحاب حرث اور زراعت جو زمین کو جوت کے بوتے ہین یا اہل حرفہ جو پیشہ ور ہوتے ہین حکم تھا اہل علم کی توقیر اور تعظیم کرو خدمتگزاری اور تکریم کرو دوسرے پیرایہ اہل قلم کہ عمر خامہ اونکا چہچہہ بلبل گلزار بلاغت کا ہے اور زبان کلکت شکبار منقار طوطی فصاحت کی ہے دستور صائب تدبیر یعنی وزیر کا دستور ہے کہ جسدم سے تحریر قلم ہاتھ سے آشنا ہوا اور سطر ہائے مسلسل سے دام عنبر فام صفحہ کاغذ پر کہی اور بین السطور سے چشمہ آب بقا لہرایا جب بحر ظلمات مداد مین قلم نے غواصی کی دریائے گوہر نکالکے دکھایا اور زمین کی تہ سے قارون کا خزانہ اوبہر آیا قطعہ چنانکہ تیغ شہنشہ اساس ملک نہد + زبان خامہ دستور کار دین سازد + دو توامند حسام و قلم کہ خسرو عہد + بہ پشت گرمی این ہر دو گردن افرازد + اور مقدمہ جوانان جرار یلان خنجر گذار کا یہ ہے کہ زبان تیغ آبدار اونکی تفسیر آیت فتح و نصرت ہی اور چمک اونکی سنان جانستان اعدا کی پاسبان دین و دولت ہی مرد میدان کارزار سر فروش جان نثار سرکشونکی گردن کیواسطے حلقہائے کمند کہتے ہین گرز کی ضرب کو جب ہاتھ کھولتے ہین دشمن کا دم بند کرتے ہین نظم

اگر سوی فلک بازو کشایند
بناوک خوشهٔ پروین ربایند
چنان شمشیر کین از کف برآرند
که دریا از نهیبت کف برآرند

اور مملکت کی آبادی زمین کی رونق زمینداروں سے ہے کہ عین جاڑو نمین بستی کو چھوڑکر اور جاڑو نمین کنوین کھودے نہرین بنائین کھیت کے واسطے کھیت ہین پانی لائین گرمی مین یونہین جوتین غلے کا انبار کرین سرکار کا روپیا تیار کرین انہینکے اعمال سے مال بڑہتا ہے بھوک بھاگ جاتی ہے دال روٹی کی صورت نظر آتی ہے اگر وہ مشقت سے پہلو تہی کرین خزانے کسطرح بہرین قحط ہو گرانی ہو مملکت کی ویرانی ہو

بقول سعدی شیرازی شعر ے	گوش تواند کہ ہمہ عمر وے	نشنود آواز دف و چنگ و نے	دیدہ شکیبد ز تماشای باغ
بگل نسرین بسر آرد دماغ	ورنہ بود بالش آگندہ پر	خواب توانگر و حجر زیر سر	ورنہ بود دلبر خوابہ بپیش
دست توانگر در آغوش خویش	این شکم بے ہنر پیچ پیچ	صبر ندارد کہ بسازد بہیچ	اور اہل حرفہ کو تکلیف نہ دو

بلکہ انعام سے اور عطاسے محظوظ رکھو کہ زینت شہر ہین اور صناع جو راضی ہونگے طبیعت لڑاوینگے اختراع پردازی کرینگے نئی نئی
چیزین درست کرکے لائینگے اور چار انگوٹھیان مختلف کندہ کین یعنی دم جنگ جو ہاتہ مین رکھتا اوسمین یہ کندہ
تھا آہستگی و مدارا یعنی شجاعت یہ نہین کہ قتل مین جلدی کرے مشہور ہے کہ جلدی کا کام خراب تا ہی ناحق حجاب ہوتا ہے
دوسری مین عدل او رعایت یعنی بے عدالت و رعایت رعیت شہر آباد نہین ہوتا غربا کا دل شاد نہین ہوتا تیسری مین آہستی
او شتاب یعنی مدار سلطنت خبر پر ہے ہر کار ہائے خبر رسان ماجرائے راست بے کم و کاست بجلدی تمام پہونچا ئین
جسمے وہ متعلق ہون امین ہون رشوت نکھائین اور ضرورت تو یہ ہے کہ سلطان اولوالعزم یہ مقدمہ ذات خاص پر رکھے محول
بغیر نکرے اسواسطے کہ آدمی نہین ملتا دوسرے متدین یہ لوگ جو کہتے ہین ہم بہا وصاف آدمی ہین نرے غلاف آدمی ہین
اگر اسکا نفع و ضرر بیان کرون یہ قصہ ہوجائے نئی کہانی کی جلد ثانی ہوجائے چوتھی مین سیاست او انصاف یعنی مظلوم
کی داد ظالم سے لینا اور ظالم کو حکومت یا کسی چیز پر اختیار ندینا لکھا ہے کہ جمشید کی عبادتگاہ خدا قبول ہوئی تین سو
برس تک زمانے کا طور ایک سا رہا اس گرگ نے رنگ بدلا نہ کوئی بوڑہا نہ بیمار ہوا نہ کوئی اجل رسیدہ گور کے در کنار ہوا
اور خزانہ کیسا گنج بیز حمت و رنج جمع ہو تاج رکھا ایسا بھولا ٹوپی ٹیڑہی کرکے دعوی الوہیت کیا ایسا بندہ خدا کو بھولا
اپنی صورت کے بت ترشوا کے ملکو نمین بہیجے کہ ہر ایک ونکو پوجے غرضکہ جسنے پرستش کی دنیا مین مورد انعام ہوا جسنے
سرتابی کی خانہ خرابی کی وہ جلا یا گیا یا تہ صمصام ہوا دین ہاتھ سے ندیا جیتی راحت آلام ہوا جب ہنگامی مجی سہام آہ
ستم رسیدگان سینہ چرخ کو توے کی طرح توڑ کے گوش حاملان عرش تک پہونچا حاکم روز معاد نے شداد عاد کے بہتیجے کو جم پر
غالب کیا شکست فاش ہوئی بہاگا پیچہے بعد لوگ پکڑ لائے اوسنے مچھلی کی ہڈی سے اوس ماہی مراتب والے کو چیر ڈالا اوشکی
پاشی پاش ہوئی او حافظ ابرو نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مدتوں بعد شکست سرگشتہ دشت ادبار رہا سیستان کے
حوالی مین تو شیدہ نام چار عورت کی اولاد ہوئی چنانچہ گرشاسپ اوس نسل و رستم اوس اسمین سے ہے
بعضی تاریخ مین نظر سے گذرا کہ زوال سلطنت کو جب سو برس گذرے اثنائے راہ مین ضحاک گمراہ نے جم کو درخت کے کول

مین پایا نخل حیات قطع کیا ہزار برس کا سن سات سو برس سال سلطنت کے دن بعض کہتے ہین تین سو برس بادشاہی کی کل سات سو برس مین جان دی اور وہب منبہ لکھتا ہے کہ ہود علیہ السلام اوسی زمانے مین قوم عاد کے نبی ہوئے جمشید کا قول ہے کہ اگر سعادت جلادت سے اور ریاست کیاست سے حاصل ہوتی تو ہر صاحب علم صاحب علم و کوش کو موروث سلطنت ہوتا زندگی بیکار رکھتا اور روز ایک ور آور دستور مملکت ہو کر پاؤن پھیلا کے سوتا اور نزول نوائب اور حدوث حوادث مین نسب ظاہر کا کام آتا ہے نہ حسب فاخر بلاسی بجا تاہے بیت

نہ مردی کند یا مردی را آسے		اگر چون یابسی دولت بلغزد رجائے	

خلاصہ یہ کہ بیک گردش چرخ دون فلک واژون نہ جم کی رفعت و شوکت رہی نہ جام جہان نما کی عزت و وقعت رہی جم پر خاک گور جنگلی حشرات زیر رہا ۔ جام کاسہ گدایہ ہو کے دست بدر رہا قول فردوسی بعد قتل جمشید ضحاک کے ظلم نے تر و خشک سب جلایا انخاص تا عام کسی بشر نے اوسکے شر سے آرام نپایا ایک رات خواب غفلت مین ضحاک بدذات کیا دیکھتا ہے کہ تین شخص پیدا ہوئے دو جوان ذیشان ایک کم سن اوسنے گرز اوسکے سر پر مارا اور پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندھا پھر کوہ دماوند کی طرف لے چلا ضحاک عالم رویا مین یہ ماجرا دیکھکے خوب رویا اور ایسی چیخ ماری کہ ہر ایک پرستار نیند سے چونک پڑی دم سحر اوس ستمگر نے کاہن اور تعبیر دان اور ارکان سلطنت جو دانشمند ذیشان تھے جمع کیے پھر خواب شب بیان کر کے تعبیر پوچھی جتنے زبردست کاہن تھے وہ خواب سنکے حیرت سے اوسکا منہ تکتے تھے خوف کے باعث کچھ کہہ نسکتے تھے جب ضحاک نے تعبیر پوچھنے مین کد سے مبالغہ کیا اوس زمرے سے ایک شخص جان جوکھون کرکے بولا وہ تعبیر زوال مملکات انتقال سلطنت ہے فریدون نام شاہ نبی احترام آئیگا وہی گرز لگائیگا اپنے باپ کے خون کا بدلا جبتک نہ لیگا اوسکو چین نہ پڑیگا راحت نمائیگی نہ آرام پائیگا فردوسی چو ضحاک بشنید بکشاد گوش

ز تخت		اندر افتاد دور از ہوش

نشان فریدون بگرد جہان		ہمی باز جست آشکار و نہان		لکھا ہے کہ ضحاک نے

کیا نیوں کے قتل پر کمر باندھی تھی جو ہاتھ آتا ذرہ نہ دیر ہوتی گردن تہ شمشیر ہوتی ناگہان آتبین پدر فریدون فرزند طہمورث گرد

بود دش نژاد		پدر بر پدر شاہ با عدل و داد		اوسکو ضحاک نے ہلاک کیا فریدون دو مہینے کا تھا فرانک فریدون کی

ماتھی وہ بیٹے کو لیکے بھاگی ناگہان ایک مرغزار مین اوسکا گذار ہوا مالک مرغزار مرد با وقار نامدار تھا اوسکے پاس وہ گائے تھی کہ جسکی دودھ الٹین کمائے مگر پاس جائے بسکہ دودھ کثرت سے دیتی تھی وہ مرد جلیل وقف ابن سبیل کر دیتا تھا اور فریدون کی ماکا بسبب غم شوہر و ایذای سفر دودھ خشک ہو گیا تھا اوس صحرا مین دودھ جو ہاتھ آیا فریدون کو خوب پلایا صبح کو جب

چلنے کا قصد کیا تو سوچی کہ اور جگہ دودہ کا ہیکو ملیگا اسطرح کون پلوائیگا مگر اپنا رہنا خوف ضحاک سے مناسب نجانا چارو ناچار مصلحت اسمین سمجھی کہ لڑکا بامید پرورش صاحب گاؤ کو سونپ کر آپ کوہ البرز مین جا رہی تین برس فریدون نے وہان پرورش پائی ہاتھہ پاؤنمین تاب و طاقت خوب آئی ایک دن فرانک نے خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ کہتا ہے تو اپنے فرزند کو اوسی پہاڑ پر لے آ فورًا فرانک صاحب گاؤ کے پاس آئی پالنے کا شکر ادا کر کے دعا و ثنا زبان پر لائی اور فریدون کو وہان سے لیگئی اس زمانے مین فردوسی

خبر شد بہ ضحاک بدروزگار | ازان گاو پرمایہ مرغزار
بیامد ازان کینہ چون پیل مست | مر آن گاو پرمایہ را کرد پست

اور کوہ البرز مین ایک بندۂ خدا کنج عزلت مین اہل دنیا سے جدا اصاف باطن ستودہ خصال مرد باکمال رہتا تھا فرانک فریدون کو اوسکی خدمت مین لے گئی اوس نظر کردۂ یزدان دانائے اسرار نہان نے فرمایا کہ گشتہ بہ ضحاک جسے کاہن کہتے ہین وہ یہی ہے اوسنے اپنے پاس بمحبت رکھا فردوسی

ایا آنکہ بد گفت آن مرد دین | شود این شاہ رہ بر روی زمین

جبکہ مہ شاہ ہلال سپہر شہریاری دو ہفتہ ہوا ایک روز ماں سے اپنے باپ کی سرگذشت پوچھی کہ ضحاک سفاک نے کس جرم پر اوسے قتل کیا اوسنے مشرح وہ قصہ پرغصہ بیان کیا فریدون کو بادۂ جرات سے نشا سا ہوگیا کہا جبتک ضحاک ناپاک میرے ہاتھ سے مارا نجائیگا مجکو صبر و قرار نہ آئیگا ماں اوسکی مانع ہوئی نصیحت کرنے لگی وہان ضحاک فریدون کے خوف سے دنکو نہ کھاتا نہ شب کو سوتا تھا مثل شجر خزان رسیدہ فصل بہار مین خشک ہوتا تھا ایک روز خیر خواہان دولت اراکین سلطنت کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ گو دشمن چھوٹا ہے مگر خوف بڑا ہے لہذا عزم لشکر کشی ہے وہ ساز و سامان جمع ہو کہ اس مہم سے خاطر پریشان جمع ہو لیکن سفر دور و دراز ہے منظور سب سے صلح و آز ہے ایک محضر میری عدالت اور انصاف کا لکھو فیاضی اور غریب نوازی میری اوسمین تحریر کر دو پھر اوسپر مہر خاص و عام ہو سب نے اوسکے حکم سے مہر کی میرا نام ہو اسکے خوف سے کسی نے دم نمارا اوسپر لکھا قضائے کار وہ روز تھا کہ کاوہ آہنگر کے بیٹے کے قتل کی باری تھی اور مغز اوسکا نکالکے سانپونکو دینے کی تیاری تھی کہ دفعتہ کاوہ فریاد و زاری بیقراری کرتا پہونچا فردوسی

خروشید و زد دست بر سر شاہ | کہ شاہا منم کاوۂ دادخواہ
بماران دہی مغز فرزند من | پسرا نہ نیکی و عدل گوئی سخن

کاوہ کو دیکھتے ہی ضحاک کو ایسا خوف چھایا یہ غدغہ

دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہوکے کہا مین تیرے فرزند کے قتل سے درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مُہر ثبت کر کاوہ نے محضر اپنے ہاتہ مین لیکر پارہ پارہ کیا بیٹے کو نکل چلنے کا اشارہ کیا دکا نپر آیا اپنی قوم کو بُلایا اور چرم آہنگری یعنے وہ چمڑا جو کام کرنے کے وقت کمر مین لپیٹتا تھا بانس مین باندہا نشان کیا بلوے کا سامان کیا فردوسی

خروشان بہمہ نیزہ بدست	کہ ای نامداران یزدان پرست	کسی کو ہوای فریدون کند	سر از بند ضحاک بیرون کند

القصہ جم غفیر خلقت کثیر آمادہ جنگ مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون کی تلاش مین شہر سے نکلے اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک چھانی کو بکو جستجو کی بعد مدت فریدون سے ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اور یاری عنایت باری سمجھا اور وہ نشان جسپر چمڑا بندہا تھا علامت فتح آیت نصرت جان کر زر و جواہر سے درخشندہ کرکے درفش کاویانی اوسکا نام رکھا اور یہ رسم کیانیون مین جاری ہوئی کہ جبن بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و شجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے سے کام رکھا جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر بڑہایا غرضکہ کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ ہامون جلد و جیحون طے کرتا روانہ ہوا ایکروز فریدون نے لوہار طلب کرکے مینڈہے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا گرز اوسکا نام کیا بزدلونکی سرکوبی کا سرانجام کیا ازبسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس حربے سے فریدون بہت شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خدا پرستان مین اس لشکر قلیل کا گذار ہوا جا پر فضا جو نظر آئی وہین مقام کیا راہ کی کسل سے آرام کیا شبکو عین خواب مین نظر توجہ سے کسی بزرگ نے فریدون کو دعا بتائی فرمایا اسکو یاد رکھنا ریخ مین دلکوشاد رکھنا کڑی مین آڑے آئیگی تیر بلا کی سپر بنکے جان بچائیگی بعضون نے لکھا ہے جن جن سے تاریخ کا چرچا ہے وہ کہتے ہین کوئی پری آکے افسونگری بتا گئی القصہ ہر روز بعز و تمکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تھا اور دو بھائی فریدون کے اوس سے سن مین زیادہ ہمراہ تھے عزم سلطنت سے آگاہ تھے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل تھے مگر یادگار قابیل تھے اونکو آتش رشک و حسد نے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الاوقت کے منتظر رہتے تھے

آیا لشکر نے رفاقت سے منہ پھیرا یا شب تاریک مین وہ بخت سیاہ مسلح ہو کر بقصد شبخون چلا کہ سوتے مین کام
کیجیے نصیب کو جگائیے طالع کو آزمائیے فریدون کا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ مسند شاہی پر
فریدون محو خواب ناز ہے جلیس شہزادی ارنواز ہے غیرت کی آگ مین جلا اوس سیاہ رو نے ایوان پر کمند
پھینکی چڑھ آیا یہان طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار کیا خبردار کیا یہان شہباز اجل اوس لغو پر کے
سر پر ہو پہنچکے وہی گرز لگایا ہر چند اوسنے دم دبائی لیکن سر سے اوس جفا کے صدمہ آیا شرپاش آئی دوسری
ضرب کے قصد مین غیب سے ندا آئی مارا باش ابھی اسکی اجل دور مین تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر ہے
کہ قید کر کے پہاڑ کی طرف بھیجدے تا بدترین عذاب سے ستائے اسکی یہ جان ضحاک واقف ہو ضحاک
اوسکی پشت سے کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غار مین اوسکے نصیب و اختر کی طرح اولٹا لٹکایا
آپ بے دغدغہ بے خطر سلطنت کرنے لگا ستم رسیدونکے رنج والم دور ہوے سب کو راحت ملی ایک عالم نے
دعاے خیر دی جتنا ملک مال ضحاک کا تھا اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف مین آیا شہرونکو آباد کیا
رعیت کو دل شاد کیا بیان شادی اور ملک تقسیم کے بعد نوبت زمانہ
بربادی باہم کی لڑائی کہتے ہین کہ فریدون کے تین فرزند تھے سلم اور تور اور ایرج لیکن ایرج
جو سب سے چھوٹا تھا دل پر لیا اقتدار خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل پاسبانی حکومت تھا ایک شخص
جندل نام تھا فریدون نے اوس سے فرمایا کہ کسی بادشاہ کے تین بیٹیان ہون اونکی تلاش کر کہ انکی شادی
ایک جا کرون جندل نے حسب ارشاد ہر ایک سے دریافت کیا کہ یمن مین سرو نام بادشاہ ہے اوسکے
تین بیٹیان ہین ہر ایک خوش قامت لالہ رخسار گلنام ہے القصہ یمن جا کر اوسکو راضی کیا پھر فریدون
سے یہ حال کہا شاہ والا جاہ نے بیٹونکو با ساز و سامان امرای کار گزار جان فشان ہان روانہ کیا اپنے
جانے مین تحمل امورات سلطنت کا مانع کیا سلطان یمن نے بعد فراغ مہم شادی بہت سا مال و اسباب
نقد و جنس کنیزان حور پیکر غلامان زرین کمر جہیز مین دیکر اس باب سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی
جب فریدون کے پاس بیٹے آئے اوسنے بھی کل مملکت فرزندونکو تقسیم کردی روم و خاور زمین
سلم پسر مسلم کو دی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والا شان کو ایران دیا آپ خالق کی عبادت

یزدان پرستی کو گوشہ تنہائی لیا رشک و حسد نے ہزارون فساد اوٹھائے ہین لاکھون گھر بنا کر بگاڑ دیے ہین
سلطنت کے نقشے مٹ گئے ہین بہت سے سر بے افسر و تاج ہوئے صدہا صاحب ایوان و محل گور گڑھی
کو محتاج ہوئے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے بغض و عداوت کی آگ کو
بھڑکایا تور کو خط لکھا بایں مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو میر حاصل ملک و با شہرہای ایران
پر خوف و خطر جگہ کا ہمکو تمکو حاکم کیا اوسکو دن رات شغل سیر و شکار ہے خطۂ ایران باغ و بہار ہے ہم ہر دم حیران
پریشان رہتے ہین ہمسرونکے جور سہتے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہے گرم بازاری عرصۂ قتال ہے
ہر گھڑی خون کی ندی بہتی ہے خلق خدا ہمکو مفسد آزار دہ کہتی ہے جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے
تور کے پاس پہونچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑھا باعث تنکظرفی بادۂ نخوت اُبل چلا
چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکھا کہ پہلے پدر نا مہربان کو اس حال سے مطلع کر لو جو زمین
ایران ہمین دین تو خیر نہین شعلۂ شر آسمان تک پہونچا اوسلم نے اوسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ
کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف آلام بنایا سہام ستم و جور کا نشانہ کیا مطلع ہونا فریدون کا کید
سلم و تور سے جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار مد نظر کرنے سے
سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجھایا کہ تشنہ خون تیرے دونون بھائی ہین آمادہ فساد و
بیحیائی ہین صلاح وقت یہ ہے کہ تو اونسے آشتی و نرمی کر اور فتنہ و شر سے درگذر اور نامہ لکھکے ایرج کو
دیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے تمکو بزرگ بجائے پدر جانتا ہے بجز اطاعت اور تمہاری
رضامندی کے نہ تمنائے تخت ہے اسکو نہ خواہش تاج ہے تمہاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہے تمکو لازم ہے
کہ مرآت سینہ زنگ کدورت و کینے سے صاف کرو اگر سہواً کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف بزرگانہ مقتضی
ہے کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے قصور معاف کرو باپ کا دل محزون تم سے شاد ہو ایسا
نکرنا کہ ملک ایران ہوکے برباد ہو جانا ایرج کا ترکستان مین اور سر کا آنا ایران مین ایرج
با مردم چند جیسے چھڑی سواری کہتے ہین ترکستان کیطرف چلا وہان وہ دونون مغرور یعنی سلم و تور لشکر کو
بعزم فتور فوج سے معمور کرتے تھے خبر کار ساز کارون نے عرض کی کہ ایرج محزون نامۂ فریدون

لیکے آتا ہے یہ دونون واسطے نامے کی پیشوائی کے نہ لینے کو غریب دیار بھائی کے مع فوج
باجاہ وحشم باہم چلے تھوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے یا سباب ظاہر
تشفی کی خاطرداری کی درپردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکھا سبکا میلان اوس کم سن جوان کیطرف ہوا جب خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور یعنی سلم
و تور آگاہ ہوے خوف سے سینے مین دل دھڑکا رشک کا شعلا اور بھڑکا دوسرے روز حیلے سے
اوس سرو نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کرکے فریدون کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ آج اسکو
ملک کا مالک سمجھیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر و تاج دیجیے جو ہونا تھا ہو چکا لکھا ہے کہ جب
اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑھے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب بنایا تمام شہر
کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پھاڑا سر کو در و دیوار پر دے دے مارا اسکو رنج و غم سے ہم آغوش کیا
کئی روز تمام خلقت نے تکیہ کھایا نہ پیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا ہلا دیا آخر کار اوس نونہال
بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر از تن جدا الصبد گریہ و بکا باغ مین دفن کردیا مگر فریدون کی نظرین نسانہ
سیاہ خلش خار الم سے غنچۂ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجۂ غم گریبان کے بدلے سینہ چاک کرنے
مین مشغول ہوا اور تاج ٹیکنے کے عوض سر ٹیکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام خون دلبند تھی
اپنی زیست سے مرگ پسند تھی ایک روز بہجت افروز معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج مین ایک گلفام
ماہ آفرین نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہے یہ مژدہ فرحت افزا سنکے فریدون اس مرتبہ مسرور ہوا
کہ حزن ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے یہ دعا تھی ہر شام خالق لیل و
نہار سے یہ التجا تھی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو ناپید کرے اتفاقات زمانہ جب
وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دادا نے یہ امر خداداد سمجھکر اوس مہ روشن کا پریچہر نام رکھا پرورش سے
کام رکھا حد بلوغ کو جو پہونچے پشنگ سے نامزد ہوئی چند مدت مین وہ نخل نوخیز گلستان شہریاری
بار مراد لائی لڑکا پیدا ہونیکی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین لیا مشابہ کیسا بعینہ ایرج
نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا ہر دم اوسکے دیکھنے بھالنے سے

زده برکشیدند یکسر سپاه | منوچهر چون سرو در قلبگاه
سپهدار قارن مبارز چو سام | سپه تیغها برکشید از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا او سروز تو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے دن جسوقت سلطان خاور بالباس گلنار نیزہ شعاعی در دست تخت زنگاری پر جلوہ گر ہوا نقیب دونون طرف کے نکلے کرکیتون سے کرکا شروع کیا جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی

بیابان چو دریای خون شد درست | تو گفتی زمین روی لاله برست
چنان شد ز بس کشتگان رود و دشت | که پوینده را راه دشوار گشت

سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تورنے بجوانمردی تیز کی مگر ہسطرف سے آیا سبکو ہشیار پایا بازگشت کی راہ نہ ملی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے بچستی تمام نیزہ تور پر لگایا خنجر ہاتھ سے اوسکے چھٹکے زمین پر آیا اوسی گرم جوشی مین ہاتھ کو کمربند مین ڈالکر اوس بد افعال کو گھوڑے سے اوٹھاکے سر سے بلند کیا زمین پر ٹپکدیا دہ سر تیغ دو دستی سے جدا کیا دوسری مہم سلم تاج شاہی جسپر کج دہرا تھا جسم ناہموار سے کاٹا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تھا اوسنے لہو پیا چیل کووّن کے کھلانیکو جنگل مین جسم بچا تھا بھیجا اور دادا کی نذر کیواسطے سر بھیجا کاٹ کیا جب تورنے جان دی سلم تاب جنگ نہ لایا بھاگ کے قلعے مین پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پھیرا مثل خط پرکار قلعے کو گھیرا کاکوی پہلوان بڑی شوکت و شان سے غرق دریاے آہن میدان مین آکے للکارا ایک نوجوان نے اوسکو بھی مارا ظالم غافل اس سے کہ لو کنتم فی بروج مشیدۃ قلعے سے باہر آیا طعمہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر کا کل مملکت مین عمل ہوا پھر نامے پاتھ ظفر مع فوج لشکر

منوچہر بھی گھوڑے سے کودکر شرط قدمبوس بجالایا		فریدون پیاده بیامد براه	چو آمد بنزدیک شاه و سپاه

فریدون نے مثل جان بر مین لیا چھاتی سے لگایا برابر تخت پر بٹھایا تھوڑے دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش و حواس مین خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور کہا فردوسی

سپردم بهم این نبیره بتو | که من رفتنی گشتم ای نیکخو
بدست خودش تاج بر سر نهاد | بسی پند داد و ز ره کرد یاد
فریدون بشد نام او ماند باز | برآمد برین روزگار دراز

منوچہر نے بعد فریدون بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی نمود دی خلق خدا کو آسائش ہوئی کوئی شخص محتاج نہ رہا بجز یزدان پرستی کسی ہندو بت ملت کا رواج نہ رہا یہ سب حال فردوسی اور مضمون شمشیر خانی تھا یہان سے

اور مورخونکے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکھدیا مورخان حکایات کہن و محرران صاحب سخن لکھتے ہین کہ ضحاک جمشید کا بھانجا تھا اور ایک فرقے نے یہ فرق نکالا ہے کہ اولاد سیامک سے ہے اور مجوس چھٹی پشت اسکی کیومرث تک پہونچاتے ہین اور عجم وہ اژدہاک کہتے ہین اژ بمعنی آفت و عیب دہ دس عیب اوسمین بتاتے ہین کریہ منظر قامت مین قصر قدت حیا نخوت کا زور شور احمق اور بد خو ظالم بدزبان جلد باز نامرد نطفۂ شیطان عرب نے وہ اژدہاک کو معرب کرکے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عرب نے علوان عجم والون نے مرداش لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداش خدا پرست تھا مانع ہوا اوسنے یہ حال اپنے اوستاد سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت بادۂ نخوت سے مبہوت قتل پدر پر اوس سادہ کو اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدر کش باپ کو مار کے تخت نشین ساکن اسفل السافلین ہوا اساس ظلم و جور برپا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا سات سو برس گذرے اس عرصے مین کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا اوٹھا نرہا آخرکار رسے انچہ در وقت سحر نالۂ مظلوم کند ✣ نکند اگر اثر خنجر مسموم کند ✣ تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز انسان اونکی دوا تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان جسم سے رہائی پائی پھر اہل شہر کی باری آئی خوان سالار ایک آدمی کو بھگا دیتے بکری کا بھیجا اوسکے بدلے ملا دیتے غرضکہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے دو بیٹے قتل ہوئے اوسنے در دکان بند کرکے باب فتنہ کھولا اور اصفہانیونکو کہ جرأت ذاتی رکھتے ہین اپنا شریک کیا پھر بانس مین چمڑا باندھکے نشان بنایا پہلے داروغۂ اصفہان کو مارا خزانہ اور اسلحہ اوسکا اوسکے ہاتھ آیا جوانان جرار کو چھانٹ رکھا اور سامان حرب سبکو بانٹا پھر اہواز پر لشکر کشی کی وہان گماشتہ کشتی کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مارا عراق اور فارس کے ملکونمین عمل کیا اپنا دخل کیا اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آئی کاوہ سے شکست ہوجاتی جن دنون ضحاک طبرستان مین تھا کاوہ رے مین آیا اور تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیونمین سے اگر ہاتھ آئے مقدمہ ہمارا روبراہ ہوجائے اوسکو تخت پر بٹھا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل و خوار گرفتار کیجیے یہ سنکے ساکنان رے نے کہا اولاد جمشید سے فریدون نام بخوف ضحاک اور بیسامانی کے باعث پوشیدہ ہے یہ خبر

دریافت کرکے کاوہ بشاشش ہوا سرگرم تلاش ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے
بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین لٹکا دیا سب کٹھکا مٹا دیا اور اوس
ذنکا نام فریدون نے مہرجان رکھا اور مروج الذہب مین لکھا ہے کہ گوڑے لگانے دار پر کھینچنا ایجاد
اوس ستمگر ضحاک کا ہے ہزار برس زمانہ رہا اور جناب خلیل الرحمن اوسی نطفہ شیطان کے زمانے مین
مبعوث ہوے فریدون کا حال اور فریدون کو بالاتفاق ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکھا ہے
کہ صاحب جوذی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تھا ضبط وسیاست کا کمال عقل وکیاست کا
جمال جمع رکھتا تھا اوسکے عہد مین بذل واحسان نے خوب رواج پایا اونسے بھی خاطرخواہ رعیت سے
محصول اور گرد ونکشتان نہر سے خراج پایا نظم

فریدون فرخ فرشتہ نبود
ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود
بداد و دہش یافت آن نیکوئی
تو داد و دہش کن فریدون توئی

جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما
ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بھیجا اور گرساسف جد رستم کو ترکستان کاوہ ۳۰ برس
برس پھرا جس ملک کو گھیرا جبتک عمل نکیا منہ نہ پھیرا اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اس کارگزاری سے
حکومت عراق واصفہان تا حد آذربایجان ہاتھ آئی دس سال بفر واقبال خوب نیکنامی سے حکومت
کی پھر سرای فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفائے قوم
سپاہ کے سرداروںکو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا نوکر ایسا چاہیے کہ جب وہ مرے خاوند عزیزوں سے
زیادہ ماتم کرے پھر سب مال واسباب اوسکے وارثوں کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح ونصرت کی
نشانی سمجھکے آپ منگوا لیا زر وجواہر بہت سا اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیوں مین جاری ہوئی
کہ جسکی سلطنت کی باری ہوئی وہ سامان نشان بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے
ہاتھ آیا مسلمانوں نے اوسکا جواہر اور اسباب بڑھایا غازیوں کے حصے مین آیا پھر فریدون نے
قارن اور قباد پسران کاوہ کو پاس بلاکے مقرب بارگاہ بنایا ابن المقنع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہے
تحریر اوسکی بیش نہ کم ہے لکھتا ہے کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے سلطنت جسکی تو ضحاک کی
بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم و تور اوس سے پیدا ہوے مگر جتنی بری خصلتین ضحاک مین

تھین سلم وتور نے پائین تنگی میراث سے ہاتھ آئین اور ایران دست کر مبادرات عظمائے فارس سے تہی
اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی دو دختر تھین کہ ایک جہان اسکا شیدا ہوا مقصد عہد لکھا ہے کہ جب
ضحاک کی ذلت وخواری یعنے گرفتاری سے فریدون کو فرصت ملی کاوہ اصفہانی کو روم کرسا سف
اور نریمان کو ترکستان بڑی دہوم سے بھیجا جیسا قبل تحریر ہو چکا اور قارن بن کاوہ کو چین وہان
ایک بڑا زبردست پہلوان نام فیل دندان تہا اوسکا کان پکڑ کے قارن حضور شاہ لایا اور نریمان نے
مازندران سے کردص شاہ کو کہ دم نخوت وعصیان بہرتا تہا ادر دولت دکھایا پھر ہندوستان مین آکے
رائے ہندو انکی بیٹی کو بہر کیف رام کیا دم مین جلکے بت پرستونکا کھانا پانی حرام کیا پھر حصار اسکا وندکو
تہ وبالا کیا ایک روز عالم خواب مین دشمنون نے موقع پاکے بڑا سا پتھر اوٹھا کے ایسا سر پر مارا کہ پھر نیند سے
نہ چونکا اور مہراج شاہ نے فریدون سے جو مشیا ہی سام کو ٹہرا لیا اوسوقت ملک تینون کو بانٹنا فوج کو
چہانٹنا اور ماجرائے قتل ایرج مین اتفاق ہے اس سے مکرر نہ لکھا منوچہر کا حال روضۃ الاخبار اور
مروج الذہب مین لکھا ہے کہ منوچہر پسر صلبی ایرج بطن ماہ آفرید سے ہے جب حد بلوغ کو پہونچا تو کوئی علم
وہنر ایسا نہتا کہ جسمین یہ کامل نہتا اور عدل وداد عطاوامداد مین فریدون سے بھی چل نکلا سران سپاہ
اعیان مملکت تیر قنجواہ سب جان نثار تہے اوسکے پسینے پر اپنا خون بہانے کو بہانے سے تیار تہے اوسوقت منوچہر
نے فوج کا جائزہ لیا تیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم وتور کو پہونچی خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے
منفعل سر در گریبان ہوے مصلحت اسی مین دیکھی کہ سبت سا زر وجواہر اور ایلچیان طراز سخنور بھیجے کہ زبانی
تقریر مین کام نکالین لڑائی کا انجام شکست ہے اوسکی طرح نڈالین القصہ رسولان سخن سنج جواہر اور
گنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اوسنے حکم دیا کہ دم سحر بعد گرد فرہمار اخیمہ صحرائے وسیع در پر بہار دشت
لالہ زار مین ہو صبح کو فریدون والا جاہ منوچہر کجکلاہ رونق افروز ہوے چار ہزار غلام ترک قبچاقی باشمشیرہاے
جوہر دار قبضے مطلا زرنگار مرصع پوش دوش بدوش گرداگرد چشم وگوش ایاد اور اشارے پر کھوے آمد رفت کی
راہ بند دست بقبضہ تلوارین تھے اور سر راہ تمام سپاہ صف دورویہ باندہے خود ومغفر سر پر زرہ وجوشن بر سے

تو گفتی کہ اختران لشکر کشیدند		زماہی تا بمہ صف بر کشیدند	

جسدم یہ سامان درست ہوا قاصدونکو طلب کیا فوج

ظفر موج کو دیکھکے ایلچیون کے ہوش وحواس گئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑھگیا ہانپنے لگے
بہزار دقت ولکنت سلم وتور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا اونسے وہ براکام ہوا کہ بعد مرگ
بھی نہ بھولیگا اور تخم فساد جو اون دونون نے بویا ہے قریب اوسکا گل پھولیگا اور منوچہر کا جو اونکو اشتیاق ہے
اسکو بھی یہان رہنا شاق ہے تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہاے فاخرہ زر وجواہر اونکی
لیاقت سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہونچکے منوچہر کا جاہ وحشم فوج جرار
کا خشم وجسم اسطرح بیان کیا کہ سلم وتور کا جی چھوٹگیا امید کا سلسلہ ٹوٹگیا مجبور ناچار
پیادہ وسوار جمع کرکے اجل کے منہ مین چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر نے (نظم)

بفرمود تا قارن رزم خواہ	بدشت اندر آرد سپہ سوسیاہ	سراپردہ دفرش بیرون برند
بجنگم شہنشاہ گردون شکوہ	بجوشید لشکر چو دریا و کوہ	درفش ہمایون بہامون برند

جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار
آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر گرز وخنجر کو دیکھا بھالا کمانین ٹھیک کین ترکش دیکھے نیزون کو
سنبھالا عرصہ جنگ مین قدم نکالا نامرد بھاگنے کی راہ سوچنے لگے گھبرا کر منہ نوچنے لگے دلاوران
نبرد آزما بہادران خشمگین ہزبر آسا گرز وسنان شمشیر وخنجر جان ستان لیکے غٹ پٹ ہوگئے تلوار سے
لہو جیسے ابر سے باران ہر سو برسنے لگا کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحہ صحرا کا یہ حال ہوا
کہ متنفس کو گذر محال ہوا لاشون سے مردان مبارز کی اور اعضا سے سواران دلاور کے ہامون اور
گردون کو حکم تساوی تھا تھوڑی دیر مین لشکر سلم وتور پامال فتنہ وفتور ہوا یہ دونون معرکے سے
فرار سرگشتہ وادی ادبار ہوے مگر قباد اور قارن نے تعاقب کرکے حدود بلاد شرقی مین پایا پھر لڑائی
سروتن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند شیر ژیان وببر دمان کے حملہ کرتا تھا روح سے پیکر
خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا القصہ مطلع فلق سے مقطع شفق تک دار وگیر کی صدا بلند رہی
جسوقت پیر فلک نے سلم وتور کے ماتم مین چادر سیاہ شب رنگ اوڑھی روشنی خورشید نہ رہی بچے ہوے
لشکر سلم وتور کے مجبور لاشون مین چھپے بامید صبح ستارہ شماری اور درد جراحت سے گریہ وزاری کرنیلگے نظم

ہمہ شب خستگان تیغ بیداد	الا ای شب نہ روز رستخیزی
زہر سو نالہ میکردند وفریاد	چرا آخر سحر گہ بر نخیزی

دوسرے روز سفینۂ صبح لجۂ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چھپی ہوئی سپاہ نے عذرخواہ ہو کے حلقہ اطاعت منوچہر کان مین ڈالا سر سے بلائے اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نامعقول پیش کرکے کبرسن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے سپر عذر و مکر مین پناہ لی عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر جنگجو سے تور کا سر مغرور جسم سے دور ہوکے گھوڑے کے پانون کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے سلم کو حلقۂ کمند مین پھنسایا غلغلہ فتح و ظفر گوش چرخ اخضر تک پہونچا از بان نصرت نصیب پہلوانان مہیب نے مال و اسباب لٹنا پایا لاکہ ادہمہ ننگا ہزارہا اطفال خردسال لونڈیان پری تمثال لوگونکے ہاتہ آئین بعد فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر بصد کر و فر فریدون کے پاس آیا مطالب دلی بر آیا خلق خدا کے ساتہ باعدل و احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق نورچشم مین نورچشم فریدون نے نذر گریہ کیا گوشۂ تنہائی مین بیٹھ رہا وہ جو ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہونچی اوس کوہ کو مانوشان اور مانوشہران سب کہتے تھے جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بھی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہوا جسدم سن تمیز کو پہونچا تین سے تیس مرد میدان نبرد پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر ہمراہ لیکر سلم و تور پر شبخون آیا دونوکو گرفتار کرکے قتل کیا باپ کا بدلا لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا تو کون ہے اوسنے جواب دیا ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہے دست راست میری آنکہ پر لگا جھپنائے چشم ہو تو مالک سپاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتہ رکہا پردہ ہی تو تھا فوراً پروردگار نے بینائی عطا فرمائی نیرنگی لیل و نہار نظر آئی

ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن فام کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیمرغ کی

سام بعد نریمان صاحب صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم مین سفید بال سام اوسکو دیکہکے آلام مین گہرا

قدش سرو سا چون رخ خون بہار	ہمہ موی اندام او ہمچو قار

الغرض نام اوسکا زال ہوا لوگونکے نزدیک یہ خیال ہوا سبب بدبینی جو کہا سام نے کوہ البرز مین اوسکو رکہوا دیا وہان سیمرغ رہتا تھا اوسنے لڑکا تنہا پڑا جو پایا پرورش کنندہ عالم نے محبت اوسکے دل مین پیدا کی اوٹھا لایا اپنے

بچون کے پاس کھما پالنے لگا بچون کو بھی اوسکی صحبت سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنون مین بہت محبت
ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و غریب ہین جسکو وہ پالتا ہے تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے گھر سے سر نکالا موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون نے پالا فردوسی
خداوند چہرہ بہ سیمرغ داد | نکرد او بخوردن ازان خوردہ یاد | جب زال جوان ہوا اور دم کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو
لیچلے اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تو نے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی
اپنی داڑہی کی خبر نہ لی یہ خواب دیکھتا آنکھیں ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ و زاری بیقراری کرنے لگا چارہ ساز درماندگان
نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا یہ سوداگر کے لیجانے کا حال سنکے
سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانیون سے زال کو لاکے سام کے سپرد کیا اور کچھ
اپنے پر دیے کہ عند الضرورۃ انکو آگ پر رکھنا مین آؤنگا شریک رنج و راحت ہونگا سام فرزند خوش انجام کو
ساتھ لیکے شہر کیطرف روانہ ہوا قریب جب آیا خبرداروں نے یہ ساکہ منوچہر کو سنایا نوذر کو حکم ہوا کہ
مع نوبت و نشان سب پہلوان جائین سام کا استقبال کر کے حضور مین لائین جسیدم منوچہر کے روبرو
سام آیا آداب شاہانہ بجا لایا گرز زرین کلاہ تیر تکمین سے سرافراز ہوا ہمسر و ہمنین ممتاز ہوا آخر شناسو شہنشاہ
ذی جاہ نے زال کا حال پوچھا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلوانی مین لاثانی ہو
اولوالعزم صف شکن باعث ترقی سلطنت کیانی ہو منوچہر نے یہ سنکے اوسیدم سند حکومت کابل و
زابل سام کو دی اور ہند کی خدمت بھی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے جتنے علم و ہنر اور
سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کروائے اور سلطنت زابل کی سپرد کی آپ حسب فرمان سلطان گرگسار کا
روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تھا بیٹی اوسکی پریچہرہ رودابہ تھی زال نے اوس سے
عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا کچھ دنونکے بعد وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان
تھک گئین ہمت ہاری کوئی ترکیب اور عیاری نہ چلی لڑکا اس صورت کا زبردست اور تنیار تھا کہ نکلنا اوسکا
دشوار تھا رودابہ ہلاکت کے قریب ہوئی بچے کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی زال نے مضطر ہو کے
سیمرغ کا پر آگ پر رکھا وہ طائر قوی بال عہد کا سچا فوراً آ پہونچا یہ حال دیکھا ماجرا سنا خوش ہو کے کہا یہ لڑکا

پیدا ہوگا جو دنیا مین بمثل لاجواب ہوگا گردنکشان دہر کو زبردستی سے زیر کریگا اسکے دیکھنے سے پہلوانون کا زہرہ آب ہوگا یہ کہکے اوڑگیا تھوڑی گھاس لیکے زال کے پاس آیا کہا پہلو اسکا چاک کرواس پہلو سے لڑکے کو نکال کے بجائے مرہم یہ گھاس پیسکے لگا فردوسی

بیامد یکے موبدچرب دست ۔ مران ماہرخ راہی کرد مست ۔ شگافید بیرنج پہلوی ماہ ۔ بتابید مربچہ راسرزراہ
چنان بے گزندش برون آورید ۔ اگرکس درجہان آن شگفتی ندید ۔ شگفت اندران ماندہ مرد وزن ۔ کہ آمد یکے بچہ پیل تن

منجمون نے کچہ دیکھ بھالکے رستم اوسکا نام رکھا زال نے بیٹے کی تصویر کھینچواکے اپنے باپ کے پاس بھیجی وہ مازندران مین لڑتا تھا یہ مژدہ سنکے تصویر کو دیکھکر بہت خوش ہوا سات دائیان رستم کو دودہ پلاتی تھین اسپر وہ شیر کا بچہ سیر نہوتا تھا بھوک کی جھانجہ مین روتا تھا جب دودہ بڑھایا تو پانچ دنبے کا گوشت چٹایا فردوسی

بدی پنج برہ مرادراخورش ۔ بمانند حیران ازان پرورش ۔ کس اندر جہان کودک نارسید ۔ بدین شیرمردی گردی ندید
بجنبید مرسام رادل زجائے ۔ بدیداران کودک آمدش راے ۔ چومہرش سوپوردستان کشید ۔ سپہ سا سوئے زابلستان کشید

فرط محبت رستم کو دیکھنے کو آیا بہت پیار کیا رستم یہ کلمہ زبان پر لایا

یکی بندہ ام پہلوان سام را ۔ نشایم خور وخواب وآرام را
ہمہ پشت پین خواہم ودرع وخود ۔ ہمہ تیر وناوک نہ سازوسرود ۔ سر دشمنان را بیارم بپائے ۔ بفرمان دادار برتر خدائے

سام نے جشن عظیم کیا اللہ محتاجون کو بہت کچہ دیا دفعتہً غنیم کے سر اوٹھانے کی خبر آئی پھر مازندران کو روانہ ہوا مگر سام نے اپنے سامنے زال اور رستم کو سیستان مین بھیجا یہانکی حکومت زال کو ملتی رہنے لگا ایکروز رستم سوتا تھا اور شہر مین غلغلہ ہوتا تھا اسنے پوچھا یہ غوغا کیا ہے لوگون نے کہا فیل سفید بادشاہ کا چھوٹا ہے اوسکے پکڑنے کا ہنگامہ ہے آدمیونکو گزند ہے راہ بند ہے اسنے جلدی مین نریمان کا گرز پایا جو کبھی کسی نے نہ اوٹھایا تھا اوسکو لیکر سے

تہمتن یکے نعرہ زد چون ہژبر ۔ ترسید وآمد براو دلیر ۔ یکی گرز پولاد زد برسرش ۔ کہ خم گشت بالاے کہ پیکرش
بیفتاد پیل نوندہ زپائے ۔ تہمتن بپاید سبکپا زجائے
بفرمود تا رستم آید برش ۔ ببوسیدن دست وبال وبرش

زال یہ حال سنکے بہت شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا اسے دل سے کہا نریمان کے خون کا بدلا یہی لیگا سفید دیو کو سزا دیگا مرگ نریمان کا حال فریدون نے اپنے عہد مین نریمان کو مع فوج ولشکر سفید دیو کے قلعے پر بھیجا تھا وہان نریمان مارا گیا سر پر پتھر ایسا لگا کہ جان سے بیچارہ گیا قصہ کوتاہ زال نے رستم سے کہا سے

بخون یمان میان را ببند | بمردی تا زیان تا بکوہ سپند

رستم سیاہ جرأت سنگے بے تردد روانہ ہوا یہ خبر سام کو پہونچی پریشان اور بدمزہ ہو کے اپنی لڑائی موقوف رکھی رستم کی مدد کو بہلا زمانہ دراز قلعے کو گھیرا مایوس ہو کے ناکام پھر مازندران کو منہ پھیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک اونٹون پر لاد کے اون شوربختون مین گیا فردوسی

چو شب تیرہ شد رستم تیز چنگ | برآراست با نامداران بجنگ
چو آگہ شدہ کوتوال حصار | برآویخت با رستم نامدار
شب تیرہ و تیغ رخشان شدہ | زمین ہمچو لعل بدخشان شدہ
سوی مہتر آمد آورد روی | پیش سپہ لیران بر خاشجوی
تہمتن یکے گرز زد بر سرش | کہ زیر زمین شد سر و مغفرش

تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوئے آدمی کیا دیو فراری ہوئے سحر سردار کا سر اوتارا جو منہ چڑھا اوسی مارا ف

بدر در نماند ہمی زان گروہ | چہ کشتہ چہ از رزم دیدہ ستوہ

غرضکہ وہان مکانات عجیب و غریب نظر آئے سنگ خارا کے مکان عالی شان ایک طرف گرد دیوار فولادی بیچمین گنبد طلائے ستّرا دہی جواہر اور موتی آبدار لولوے شاہوار جڑے فردوسی

فرو ماند رستم چو زانگونہ دید | ز راہ شگفتی لب اندر گزید
ہماناکہ خروار پانصد ہزار | بود نقرہ ناب و زر عیار
چنین گفت با نامور سرکشان | بدینگونہ ہرگز کہ دارد نشان

پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی پہلوان کہن سال نوجوان ہو گیا بیٹے کا امتحان ہو گیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کر دو اور قطار در قطار شتران باربردار آتے ہین اسباب و مال بھیجدو رستم نے موافق تحریر ایا خیر شہر کو جلایا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس روانہ بیحساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سام کو روانہ کی تھی اب یہ زر و جواہر کا ہزار ہا شتر بار آیا جہان پہلوان پھولا نسمایا مکرر کہا بہادر و نکے بہادر بیٹے پوتے ہین انکے اچھوتے ہی ہتھکنڈے ہین ف

جہان سو پر امید شد یکسرہ | ز روی زمین تا بہ برج برہ

اور مولف روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا مملکت کا مالک یک لخت کیا اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ مین اختیار رکھتا سب وقت مین مردانہ کیا سب مین فرزانہ سام عالیمقام نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز بدل و جان کمر بستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ

بے منت تضرع و زاری مین رہتا تھا کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ خصال ہو
اور بعد میرے گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کبھی نہ دیکھا تھا اس سے سام کے دل مین
کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہو رنج و ملال آئے سیمرغ نام زاہد عالیمقام دامن کوہ مین تنہا بحجوم خلقت
سے جدا رہتا تھا خدا کے سوا کسی بندے سے کچھ کہتا تھا سام نے مایحتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا
کہ جیسے پا مرے مگر زاہد اوسکی پرورش کرے القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام
اوسکو لے آیا وہ خردسال بنام زال مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی
متانت اور فطانت سے ایک عالم ماہر ہوا منوچہر کو خبر پہونچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ
لکھا اور اشارہ یہ بھی ہوا کہ جب احرام بارگاہ فلک اشتباہ باندہ ہو بکشادہ پیشانی وہ اختر تابان فرزند
نوجوان ہمراہ ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان
خاص مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو ہمراہ لیکر
حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ فرخ فال ہوا اور تشریفات
فاخرہ سے مالا مال ہوا پھر تاکید تربیت زال سام کو فرما کے رخصت کیا سام وطن مالوف مین آیا بعد
چندگاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل اور احسان کی تاکید کی سام کے بعد
زال باعث زور و شور جوانی کبھی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ دشت و صحرا مین فکر صید نخچیر کرتا ایکبار عین جوش
بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تھا سجستان سے کابلستان مین آیا محراب نامے اوس نواح کا حاکم سام
کا خراج گزار تھا اوسنے تحفہای لائق پیشکش کر کے عرض کی بیت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گھر نگیا کہ یہ اہل توحید محراب بندہ
اصنام پلید تھا مگر نوازش و احسان بمرتبہ فراوان کیا محراب نے اپنے گھر مین جا کے بعد داے شکر زال
شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بھی بیان کی محراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار
تھی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہو گئی اپنی لونڈیونکو بحیلہ گلچینی قریب لشکر زال ارسال کیا زال

نے لونڈیاں صاحب جمال دیکھکے حال پوچھا لونڈیاں دام دار طائر مطلب سب تھین اور پیام رسانیمین
مشاق لسانی مین شہرۂ آفاق چوکتی کب تھین آئین خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مرتبے اور
شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ پوٹ ہوگیا غرضکہ پھنسالیا اونھین کے وسیلے سے رودابہ تک
رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی نیمروز مین پھر آیا مگر تمام روز
بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت کے بعد شفاعت سام اور معائنہ خرابی حال زال سے
منوچہر دونون کے وصال پر راضی ہوا سام نے کابلستان مین جا کے زال کا نکاح رودابہ سے
کیا مشتاقون کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فزون تحریر بیان سے ہے اوس سے پیدا ہوا

ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی اسکی گرفتاری

فردوسی نے لکھا ہے کہ جب منوچہر ایک سے بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور
بخومیون نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی

بفرمود تا نوذر آمد بہ پیش　　در اپند ہا داد زاندازہ بیش
مرا بعد و بست شد سالیان　　بر رنج و سختی ببستم میان

اور یہ سمجھایا کہ مین خدا پرست تھا انت رجاہ سے
مست نہونا سلسلۂ یزدان پرستی ہاتھ سے نکھونا اور موسیٰ بیشک پیغمبر خدا ہے فرعون جرم نافرمانی سے
غرق دریای غضب ہو چکا ہے میری آبرو نہ ڈبونا اور رشنگ کا پوتا تجسے ضرور لڑنے کو آئیگا روز سیاہ
دکھلائیگا تو سام اور زال سے مدد چاہنا اور پسر زال خردسال ٹرا پہلوان زبردست صاحب اقبال
ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا سمجھکے اور قتل و قصاص مین تاخیر کرنا غرضکہ اور بہت سی نصیحتین کرکے
راہی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا فرمانروا ہوا چندے پند پدر پر کاربند رہا چھوٹا اگرا خرسند رہا
بعد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت
جور دیدہ فرار ہوئی بے انتظامی بروی کار ہوئی اوسوقت بدحواس ہوکر نامہ سام کو بھیجا طلب کیا
سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تھا کف افسوس ملکے سر دُھن چکا تھا فوراً روانہ ہوا قریب پہونچا
تو اعیان سلطنت و رسائی مملکت استقبال کو گئے ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے ملتمس ہوئے
تمتن نامدار نے انکار کیا اور کہا تمہارا حلال زادونکا کام نہین یہ عادت سام نہین اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی

تو یہ حرکت نکرتا اوسکی بھی اطاعت کا دم بھرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے باز رکھونگا غرضکہ سام نے از سر نو سکو مطیع اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سرکشونکو دھمکایا سلطنت کو پھر چمکایا خبر سلطنت کی برہمی کی توران مین جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین توران زمین تھا اوسنے افراسیاب اپنے بیٹے کو پاس بلا کے سمجھایا کہ جبتک منوچہر والی ملک تھا ہمکو اوس سے لڑنے کی طاقت نتھی اب نوذر سے انتقام خون سلم و تور لینا ضرور ہے لکھا ہے کہ افراسیاب پہلوان طرار زبردست جوان تھا اور فن سپہ گری مین سررشتہ رزم مین وسیع اولو العزم یکتا تھا جسوقت باپ سے یہ کلمے سنے تو سے

بہ پیش پدر شد کشادہ زبان	دل آگندہ از کین کمر بر میان
کہ شایستہ جنگ شیران منم	ہم آورد سالار ایران منم

لیکن منوچہر کا ہمسر گو نوذر نہین الا جوانان تہمتن خون آشام مثل قارن و سام اور کس کس کا نام لون یہ سب اوسکے ہمراہ ہین بارہا لڑے بھڑے ہین ہزار دن سے نہین گھبرے ہین طریقہ رزم سے خوب آگاہ ہین ہمارے پہلوان اونکے مقابلے کی تاب لائینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھائینگے اگرچند روز اور وقفہ ملے تو عین مصلحت ہے پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد کار از دست رفتہ کا ملال ہوگا پچھتائیگا افراسیاب نے باپ کو اسقدر جو آمادہ دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ فزون از شمار پہلوانان جنگ آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرانوردی اختیار کی نصیب نیا پانی نیا دانہ ہوا اور شماساس وہروان کہ یہ دونون نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بڑی چمک کا لشکر تیار کیا راہ مین خبر مرگ سام جو سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ سیر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار پہلوانان نامدار لیکے آپہونچا یہ بھی ایک سے چالیس ہزار سوار کا آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بعزم رزم نکلا جب لشکرونکا مقابلہ ہوا صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی پہلے افراسیاب نے برسر میدان بارمان کو بھیجا ادہر سے قباد غرق دریائے فولاد سیر کا وہ گھوڑے کو کاوہ دیتا آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے قباد کو مارا قارن قباد کا بھائی تھا تاب لایا گھوڑا اٹھایا دونون طرف کی فوج ملگئی تلوار چلنے لگی فردوسی

زآواز اسپان و گرد سیاہ	نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ

تا شام خون کے دریا بہگئے لاشون کے انبار رہگئے راتکو طرفین کے پہلوانون نے آرام کیا دم سحر پھر جنگ کا سرانجام کیا نوذر نے دیکھا ہزار ہا

بندۂ اللہ نے بر سر میدان جان دی عدم کی راہ لی پیپے سے گھوڑا بڑہاکر افراسیاب سے کہا
ہم تم باہم لڑلین دونون لشکر سیر دیکہین جسکو سر میدان یزدان فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گھوڑا
جہکاکر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی کہ ہاتہ مین ڈانڈ رہگئی فوج تحسین کرتی رہی خورشید
نے رخ انور کوہ مغرب کیطرف کیا ہر ایک شہریار ہر ایک نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی دار و گیر
مین آج نوذر کا تاج بر سر زمین آیا تھا کسی ملازم نے میدان سے اوٹھایا تھا اس شگون بد سے نوذر کو
امید فتح جو تھی و شکست سے مبدل ہوئی سلطنت سے یاس ہوئی تسکو یہ صلاح ہوئی کہ بیٹونکو فارس روانہ کیجیے
دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹالگیا پہر طوس
اور گستہم کو قارن کے ساتہ فارس کیطرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی طیاری اور موت کی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلایا حصار بند ہوا گرفتاری کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے چار طرف سے
قلعے کو گہیرا اور قارن کے تعاقب مین بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجہا کہ فوج افراسیاب کی ہمراہ کم ہی شب تیرہ
و تار مین قلعے سے فرار ہوا افراسیاب فوراً اس حال سے خبردار ہوا نوذر کے سراغ مین سوار ہوا رات بہر آگے
پیچہے دونون چلے گئے جسدم تاجدار زرین کلاہ محیط سے تخت زنگاری پر تہرانے لگا ایک نے دوسرے
کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچہ جانسے گئے کچہ فرار ہوئے اور ہزارون نوذر کے ساتہ گرفتار ہوئے

شب تیرہ تا شد بلند آفتاب	بپیوست با نوذر افراسیاب	ز گرد دلیران جہان تار شد	سرانجام نوذر گرفتار شد
بسی راہ جستند و بگریختند	بدام بلا در بیاویختند	بہ بندش درآمد ہزار و دویست	تو گفتی کہ شان در جہان جای نیست

وہان بارمان نے قارن کو گہیرا اوسنے نیزہ ہیکڑکے منہ پہیرا بارمان کو جان سے مارا شاہزادون کو صحیح و
سالم فارس مین جا اوتارا فردوسی

چو افراسیاب آن خبر یافتند	ہمہ پشت دستش بدندان گزید

پہر شماساس اور خزروان دونون پہلوانون کو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب نے کابل و زابل کی
طرف بہیجا آپ ایران کا مالک ہوا جسدم سواران نامدار اور دونون سپہ سالار کابلستان مین گنار ہوا رستم کے
اون دنون چیچک نکلی تہی مگر زال آمادہ کارزار ہوا ف

		کمان برزال و شید سازنبرد	باسپ اندر آمد بکردار گرد
سپاہ ہمچنان گشتہ بر پشت زین	سر ترکشیں ابروان پرچین	بیرانگہ خرد و شیرزال دلیر	بجنگ اندر آمد بکردار شیر

بدست اندرون داشت گرز پدر | سرش گشت پر خشم و پر خون جگر
بزد بر سرش گرز گاو رنگ | زمین شد ز خون همچو پشت پلنگ
بو حمله آور چون اژدہا | بمیدان و روزی تنگ کردش رہا

حر روان کو سر میدان مارا اور شماساس کو ڈانٹ کے للکارا وہ تو خوف سے بھاگا فوج بخون آگندہ پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس حال تباہ کی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ پر خود پیچیدہ ہوا اور توس نکلا نوذر کو قتل کیا فردوسی

بزد گردن نوذر تاجدار | تنش را بخاک اندر افگند خوار

سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پھر افراسیاب کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بعد قتل نوذر وہ پر شر پارس کو چلا کہ طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان تو بچے زال یہ حال دریافت کر کے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز و اکرام سے دونو کو لایا تسکین و تشفی کر کے جای بیخوف مین بٹھایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال کے پاس جمع ہوئی اونکی بھی دلداری کی ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ نسل کیان سے کوئی سرور وان اگر ہاتھ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو آب و تاب ہو جائے پھر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجیے خور و خواب حرام کیجیے طوس و گستہم بچے خرد سال تھے اس باعث سے زال کو یہ خیال تھے القصہ اغریث برادر افراسیاب کہ خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تھا تجویز ہوا ایلچی صبا رفتار خوش تقریر بھیجا او نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب جمع ہی قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہے افراسیاب زیست سے سیر ہے مملکت ایران مین آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی سلطنت مین خلل ہوگا یہ فقرہ سنکے وہ رستے ملک کی چاہ مین تابابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی آنکھوں مین خون اوبل آیا مع فوج وہ مبہوت پیر و پا روت و ماروت جا پہونچا اوس زہرہ جبین پر تمکین کو قتل کیا یہ حکایت زال خوشخصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و تجسس سلم کا پوتا طہماسب کا پوتا ہاتھ آیا زو اسکا نام تھا پوشیدہ پہاڑ کی ڈانگ مین وہ ذی احتشام تھا زال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ سوار و جا کے زو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا مذکور مرگ منوچہر اور سلطنت نوذر پھر پشنگ کا سمجھانا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خواری

اور تاریخ معجم مین رقم ہے کہ ابن المقفع جو مولف اخبار ملوک عجم ہے اوسنے لکھا ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی وہ تنہا خویشتن داری اور غایت کم ازاریسی سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نکرسکا اس کھنچنے سے امارت کی عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنہ خوابیدہ کو چونکایا فساد کو اوٹھایا

نہ شاہ و نہ سالار لشکر بود … کہ نازک تن ناز پرور بود
ترا افسر و گنج و فرماندہی … حرامست گر بر بالین بتی

اور حافظ ابرو لکھتا ہے کہ جب خبر رحلت منوچہر تورانمین پہونچی ان روزون پشنگ کو ترکستان کی حکومت تھی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الْاٰمَالِ فِیْ رُکُوْبِ الْاَهْوَالِ وَالْعَجْزَ وَالْقُعُوْدَ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَجَائِزِ وَالْقَنَاعَۃَ یعنی خوف و خطر مین آنا پہونچنا ہے طرف مرادکے اور وقت و ساعت روندہ ہے مثل ابروباد کے اور ایک جا جمکے بیٹھنا عاجز یا پیر زنون کا کام ہے اور قناعت طبائع بہائم یعنی بیل گای اور خصلت دو دام ہی **بیت** کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند ٭ کہ پیش تیر بلاہا سپر تواند بود

مرد قوی رای صاحب حزم اولوالعزم طلب جاہ و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت مین باز نہین رہتا اور جو کم ظرف پست حوصلہ کبھی عنقای بلند پرواز سے دمساز نہین ہوتا یہ وہ ہنگام ہے کہ مصائب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتھ سے ندو سلم و تور کا کینہ دیرینہ منوچہر کی اولاد سے لو اونمین افراسیاب فرزند رشید خلف سعید پشنگ کا تھا کبھی باپکے حکم سے منہ نہ پھیرا تھا اور سابق ازین ایران مین جاکے منوچہر کو گھیر لیتا تھا پشنگ اپنی سرخروئی کیواسطے اس کام کا بیڑا اوٹھایا ہا لاکھ سوار پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر ایران کیطرف آیا جب تواتر یہ خبر ایران مین پہونچی رئیسوان نے سام کو اس ماجرے سے آگاہ کرکے طلب کیا سام جناح تعجیل پر بسبیل ایلغار نوذر کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہے اوسطرح پند مشفقانہ کرکے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور ہمارے لشکر کو اجابت لیکر نیمروز کو روانہ وطن ہو پہنچکے سپاہ مرگ مین گھرا جیتا پھر نہ پھرا یہ تو دارالبقا کو راہی ہوا ایران تخت مشق تباہی ہوا نوذر مبتلاے الم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب مژدہ سنکے بہت شاد ہوا اور بجلدی تمامتر افراسیاب جسطرح نشیب کیطرف سیلاب جاتا دریا کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذر خستہ جگر رے سے مازندران مین لشکر لایا جسدم مقابلہ ہوا صف کارزار طیار ہوئی سفیر تیر تو اتر طرفین سے پیام اجل لیکر دونکے

کا نہین پہونچانے لگے تا مردمنہ نوچلکے سر گھجانے لگے بہادران صف شکن یلان یلیتن بذالقہ تمام زخم
شمشیر و خنجر لپیٹ لپٹ کر جسم و خنجر پر کہانے لگے ترکون سے بارمان نکلا اودہر سے قباد نوجوان
نکلا ساغر زیست بادۂ اجل سے لبریز ہوچکا تھا بزخم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل پیا قارن لپسر کاوہ
جو اوسکا بھائی تھا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تھا کہ افراسیاب کا حال خراب ہو مگر دفعۃً ابر تیرہ و تار آیا
کر روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہوگیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہوگیا خوب ابر سیاہ گھر آیا دونون جانب
کا لشکر راہ ٹٹولتا اپنے اپنے خیمون مین پھر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے طوس اور گستہم کو
قارن کے ہمراہ فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کوہ البرز مین پہونچا نا یہ حال فوراً افراسیاب کو معلوم ہوا
اوسنے قراخان اور بارمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان تو بارمان کو قارن نے جانسے
مارا قراخان بدحواس فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ اسکو بے دریغ تہ تیغ کرے
اغریرث اسکا بھائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید ہے اور اغریرث سے کہا قلعہ ساری مین
اسیرانکو لے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب شاہ ترکان نے عبور جیحون سے
کیا تو تیس ہزار سوار دو سپہ سالار سجستان کو بھیجے کہ دلیران نامدار یلان خنجر گذار نیمروز سے آکے نوذر کی
شرکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تھا کہ سام مرچکا تھا زال ملک کے بندوبست کو نکلا تھا فقط محراب
وہان تھا جب وہ سوار داخل ہوئے محراب حیلہ سوچا اَلحَربُ خُدعَۃٌ کہ بہت سا مال اور اسباب بطریق پیشکش
سپہ سالارون کے پاس بھیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی اطاعت
کرکے منتظر وقت تھا الحمد للہ کہ جلد دعا نے تاثیر دکھائی یہ سلطنت ہمارے شہریار کے قبضے مین آئی بندہ فرمان پذیر
خدمتگزار ہے عنایت خسروانہ کا امیدوار ہے اور فوراً پوشیدہ یہ حال زال کو لکھا وہ مثل برق خاطف اونکے
سر پر آیا اسکو قتل کیا مگر وہ دونون سردار فرار ہوکے افراسیاب کے پاس بدحواس پہونچے ماجرائے گذشتہ
قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے سلطنت کی لقب اوسکا
آزادہ ہوا اور فارسی ایک لخت اوسکو سمجت کہتی ہین سہ

کہ بعد از منوچہر الاجناب | چو شد سلطنت حق افراسیاب
خداوند اخبار کسری و جم | درشتی بدخوئی آغاز کرد
چنین کرد ذکر ملوک عجم | در فتنہ بر مملکت باز کرد

اگر فتنہ ور زید اگر مہر داشت | نظر بر خلاف منوچہر داشت

تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب ظلم و تعدی افراسیاب کی حد سے گذری کشواد اور بقیہ پہلوانان پشید ادباہم مشورہ کرکے کہنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ خنجر و شمشیر کے ظلم کی زنجیر جو گلوگیر ہے قطع نہوگی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اغریرث پاس بھیجو وہ ایرانیون سے محبت رکھتا ہے اور لکھو کہ قیدیونکو رہا کرے یہان قدم رنجہ فرمائیے تا شرط خدمت بجا لائین اپنا حاکم بنائین سبنے اس بات کو پسند کرکے ایلچی روانہ کیا نامہ بر وہان پہونچا اغریرث حال سے مطلع ہو جواب دیا کہ اگر زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہدے کا سرانجام بے تکلف ہو جائے پیامبر نے جواب با صواب آکے دیا اون لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا پھر کہا وہ کون ہے جو اس مہم کا متکفل ہو یہ ناموری اوسے حاصل ہو کشواد نے بادل شاد یہ مقدمہ قبول کیا زال نے کچہ فوج ہمراہ کرکے روانہ کیا جسدم اغریرث نے کشواد کی آمد سے آگہی پائی حسب وعدہ قیدیون کو رہا کیا خود رہی کا رستہ لیا کشواد کی تمنا بر آئی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف حکایات سبنے باہم نوذر کا ماتم برپا کیا ہ

دریغا کہ سلطان کشور نماند | دریغا کہ شہزادہ نوذر نماند | دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت | دریغا کہ شد ملک برگشتہ بخت

اسی عالم مین یہ خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اغریرث اپنے بھائی کو بعلت رہائی اسیران جان سے مارا غضب تازہ برپا کیا اوسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش سنکے آتش خشم و غضب کا نون سینہ مین زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا فوج کو نامے لکھے اسباب جمع کرنے لگا سامان جنگ و جدال مین مشغول ہوا

بیان سلطنت نو او افراسیاب کا فرار پھر مرگ زو اور حکمرانی گرشاسف افراسیاب کے چڑہائی رستم کی لڑائی

بروز ہمایون زو بتخت ؛ بیامد برآمد بر افراز تخت ؛ پہلے پارس کو تسخیر کیا پھر افراسیاب کی تدبیرین ہوا وہ تاب جنگ نلایا بھاگ کے توران مین پشنگ کے پاس آیا پانچ برس زور شور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے ندی گرشاسف اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا لیکن یہ خبر دسال تہا طبرستان و پارس کا حکمران زال تہا اور پشنگ بسبب قتل اغریرث افراسیاب سے تنگ تہا اسقدر بیزار تہا کہ اوسکا منہ دیکھنا ناگوار تہا جسدم پشنگ نے

سنا کہ زو کی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی سلطنت کی روشنی اندھیرے سے بدل بالکل ہوئی کرشاسف لڑکا کم سن ہے فرصت کا دن ہے افراسیاب کو روبرو بلایا تقصیر معاف کی تدبیر مصاف کی فردوسی

یکی لشکری ساخت افراسیاب ‌‌‌‌— ز دشت سپنجاب تا رود آب

برآمد ہمہ کوہ بر زن بجوش — از ایران برآمد سراسر خروش

ایران کے رئیس صاحب جاہ وہان زال کے پاس گئے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا ابکی بار رستم نامدار کو بھیجونگا فردوسی

یکی کار پیش ست رنج دراز — کز و بگسلد خواب آرام باز

چنین گفت رستم بدستان سام — کہ من نشستیم مرد آرام و جام

برستم چنین گفت کای پیلتن — سبا یا سرت برتر از انجمن

چگونہ فرستم بدشت نبرد — ترا نزد شیران پرکین و درد

زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے اسباب حرب طلب کیا گرز سام اوس پیل نکنام کو دیا سبک زمین سے اوٹھالیا پھر زال طویلہ شاہ مین لایا رستم نے جس گھوڑے کی پیٹھ پر کھڑے کھڑے ہاتھ رکھا وہ بیٹھ گیا اس عرصے مین ایک گھوڑی سامنے آئی اور وہ بچھیرا جو ابلق ایام کی نظر سے نگذرا تھا پیلتن سینہ کشادہ کشیدہ گردن ساتھ لائی رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان اوسکا روکنے چلایا کہا یہ گھوڑا نہین دیو کا بچہ ہے میرا قول سچا ہے رخش نام ہے اسکی مان خون آشام ہے جسنے اسکو چھوا زار و زبون اسنے کیا ہے بہتون کا خون کیا ہے یہ سنکے فردوسی

بینداخت رستم کیانی کمند — سر رخش آورد ناگہ بہ بند

بغرید رستم چو ببر دمان — ز آواز او خیرہ شد مادیان

بزین اندر آورد گلرنگ را — سرش سیر شد کینہ و جنگ را

بیامد چو شیر ژیان مادرش — ہمی خواست کندن بدندان سرش

غرضکہ رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہوکے پیار کیا جب گھوڑا ہاتھ آیا سامان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوہ دہ پر شکوہ لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب آئی بیقرار رستم کے پاس وہ باوقار آیا زال کو سلطان خردسال کیطرف سے تشویش تھی کسینے خوشخبری سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک بادشاہ عالیجاہ نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز مین ہے ایسا ذی شوکت عالی ہمت باعدل و داد نظر نہین آیا یہ مژدہ سنکے ش

برستم چنین گفت فرخندہ زال — کہ بر گیر کوپال و بفراز یال

ور کیقباد آفرین کن کیے — مکن پیش اسپ درنگ اندکے

تہمتن ہم آنگہ بزین بر برفت — چو زال این داستان زا بگفت

برو تازیان تا بہ البرز کوہ — گزین کن یکی لشکر ہم گروہ

بگویی کہ لشکر ترا خواستند — ہمان تاج شاہی کی آراستند

برخش اندر آمد بہنگام شاد — گرازان بیامد بر کیقباد

اتفاقاً کیقباد کوہ البرز سے اوتر کے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے سے رستم نظر پڑا عجیب نے بردست
پہلوان غریب اسب پری پیکر نادر دوران ہاتھ مین وہ گرز گران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے
ہمداستان ہو آواز دی کہ اس جبار رفتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہے رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد
کی جستجو ہے سرعت کا سبب اوسکی آرزو ہے قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا دین یا ملا دین

فردوسی

چو بشنید زنیسان نشان قباد　　تہمتن زخشش اندر آمد چو باد

قباد نے رستم کی بہت تعظیم و تکریم کی

دگر جام باده برستم سپرد　　بدو گفت کای نامبردار گرد

بپرسید از من نشان قباد　　تو این نام را از که داری بیاد

رستم نے کہا ای فرخندہ خصال میرا باپ ہے زال سے

مرا گفت و تا به البرز کوه　　قباد دلاور گزین با گروه

بگوئیش که گردان ترا خواستند　　سر تخت شاہی بیاراستند

ز گفتار رستم دلیر جوان　　بخندید و گفتش کہ ای پہلوان

ز تخم فریدون منم کیقباد　　پدر بر پدر نام دارم بیاد

چو بشنید رستم فرو برد سر　　بخدمت فرو بست زرین کمر

کہ ای خسرو خسروان جہان　　پناہ دلیران و پشت جہان

سر تخت ایران بکام تو باد　　تن زنده پیلان بدام تو باد

القصہ قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب مین دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا

تہمتن چو بشنید آن خواب شاہ　　زمانہ و زتاج فروزان چو ماہ

عرض کی جلد سوار ہو جیئے فوج و لشکر تیار ہے فقط شاہ
تجشمہ کا انتظار ہے غرضکہ رستم و کیقباد با خاطر شگفتہ و شاد وہان سے راہی ہوے سرحد ایران مین پہونچے قلون
نام پہلوان کرشاسف کیطرف سے وہان تھا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا مسلح ہو کے سدراہ ہوا اور نیزہ
رستم کو مارا یل نامدار نے جھینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا قلون مثل بخت واژون سرنگون
گرا جان دی ہمراہیون نے راہ گریز لی پھر دونون نامدار عالی جاہ دن کو صحرا مین پوشیدہ رہتے رات کو
مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوے ایک ہفتہ بیر سام نے اوس ماہ دو ہفتہ کو خفیہ رکھا
مہمانداری کے بعد موبدونکو جمع کر کے بساعت فرخ در روز سعید تخت پر بٹھایا سلطان کیا ایران زیر فرمان کیا

تخت پر بیٹھنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کھانا افراسیاب بانی بیداد کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا مان لینا

جب کہ قباد ذوالاقتدار فرمانروا ہوا چندے ساز و سامان
کی درستی مین تامل کیا پھر بعزم رزم صحبت بزم سے سوار ہوا لشکر اتراک سے دوچار ہوا پہلے جو صف شکن میدافگن

نکلا وہ قارن تھا اور افراسیاب کی طرف سے شماس جو اس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا
جھٹ پٹ مار لیا رستم کا جی گھبرایا زال سے کہا مین افراسیاب کو طلب کرتا ہون اوسکا مقابلہ کرتا ہون
زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ تو طفل نارسیدہ ہے اور کسیکو بازو آزما رستم نے کہا یزدان مددگار ہے
دم جنگ یہ خیال خام بیکار ہے یہ کہکے رخش کو ٹھکرایا مثل برق چمکر فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو
آواز دی اوسنے چلکے بیچے سے نکلکے از راہ نخوت بچشم کم رستم کو دیکھا پھر کہا تجسے ہتیار کرنا
ننگ ہے سر میدان باندھکے لیجاؤنگا تو زلیست سے تنگ ہے رستم نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا باہم
زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہرچند زور کیا رستم نے جنبش نکی ناگاہ زال کے فرزند نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
مثل پرکاہ پشت زین سے اوٹھا لیا دوست دشمن دونو نے غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند کیا رستم نے چاہا سینہ ازاں مانی
فساد کو پیش کیقباد لیجائے اپنی چابکدستی دکھائے مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تھا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا ف

بہ بند کمر اندر آورد چنگ بچنگ سپہدار جنگی سوار	جدا کردش از پشت زین پلنگ بیامد دوال کمر نامدار	ہمیخواست بردن بہ پیش قباد گسست و بخاک اندر آمد تنش	دہد جنگ و فرخندہ تنش یاد سواران گرفتند گرد اندرش

جسدم پلٹتن کے ہاتھ سے افراسیاب بروی زمین گرا مانند ماہی بے آب بہت پیچ و تاب کھایا لشکر نے
ہجوم کرکے بچایا دونون طرف کی سپاہ مل گئی تن وسر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر
بپا ہو گیا دریا دشت دشت دریا ہو گیا صحرا مین سیل خون رواں تھا موج زن تلوار کا گھاٹ تھا دریا مین لاشے
پٹ گئے تھے نہ کنارہ نظر آتا تھا نہ پایاب تھا ف

ہزار و صد و شصت مرد دلیر	بیک زخم شد کشتہ از دست شیر

افراسیاب خفیف بادل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا احوال کیقباد کا فرو اقبال بصد حسرت و یاس
بیان کیا اور ذکر رستم مین بہزار الم یہ تقریر کی ف

بیامد بسان نہنگ دژم عنان برگرفتم زمین خدنگ بیداں شد ہر گرز نبا شد ستیز	کہ گفتی زمین را بسوزد بدم کہ گفتی نیرم بیک لشکر سنگ و پایش بخاک اندر و سر بزیر	سواری پدید آمد از نسل سام بزو دست اندر کمر بند من کمر بند بگسست و زین تباہی	کہ دستانش رستم نہاد ست نام تو گوئی کہ بگسست پیوند من بنگ پیش قباد ام گلون زیر پی

اب صلح کے سوا چارہ نہین مجکو بدرفوج کو اوس
سے لڑنے کا یارا نہین پشنگ نے جب یہ حال مفصل سنا بہت سا سر دھنا کہنا افراسیاب کا رستم

سے بھی چھوٹ گیا رشتۂ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ کو سپہ سالار اور نامور کیا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ سلم و تور نے جو ایرج مغفور سے کیا منوچہر نے اوسکا بدلا لیا پھر افراسیاب نے کینۂ سلم و تور منوچہر کے پوتے سے نکالا تا کہ یہ فساد بر پا رہیگا ایک جہان کشتۂ شمشیر ہوا ابھی تک لڑنے سے جی نہ سیر ہوا کبتک لہو کا دریا بہیگا لازم ہے کہ تم ہم برسر صلح ہوکے تقسیم قدیم پر راضی ہین باقی ماندہ خونریز نکہین جو ملک فریدون نے ایرج کو تا کنار جیحون دیا تھا تم لو اسطرف کی حکومت ہمکو دو دونو طرفین سے بیچ قتل و خونریزی کی کہدی اگر خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہے جسدم یہ نامہ پیران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی نہوا مگر زال و محراب نے مشورہ کرکے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بھولگئی جب ہنگام اجل آیا طاقت جلدی آتش و حواس مین خلل آیا چار بیٹے تھے کیکاؤس آرس رودم آرمین تاج و تخت تو کیکاؤس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیٹونکو اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹی زاب کا حال گرشاسف کا ذکر کیقباد کا آنا رستم کی لڑائی بموجب تحریر محققین و آئمہ تاریخ حافظ ابرو کی یہ گفتگو ہے کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکھا ہے افراسیاب سے لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور مقابلہ دہقانہ قیامت کا قیام رہتا تھا بعد غروب خیمونمین آتے سوتے تھے بہونک چونک جاتے سات مہینے صدائے دار و گیر تلوار کی بزن تیر کی سن سن تا فلک تیر بلند رہی نوبت بانجا رسید کہ قحط عظیم ہوا سبکا حال سقیم ہوا طرفین سے دو بدو یہ گفتگو ہوئی کہ ہمارے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکھایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کرکے توران کی راہ لی کسی منزل پر مقام کرنیکی مجال نہ دیکھی فردوسی

تو توران زمین رفت افراسیاب		جہان جملگی شد مقرر بزاب

بارہ برس منوچہر کے بعد ایرانمین افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناح طاحونہ یعنی چکی کا پاٹ لکھے ہین اور زو فراع بھی اسکو کہتے ہین جسدم ایران زاب کے قبضے مین آیا اسی برس کا سن تھا اسنے تدبیر پیرانہ سے جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک مین واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور دردمندونکو غنی کیا محتاج فقرا کو اشرفی روپیا دیا سات برس رعیت و دہقانین سے محصول و خراج تلیا نہرین

جو افراسیاب نے بجند کی بتقین اونکی تیاری کی پانی جاری کیا کہانے وہ وہ لطیف پاکیزہ طبیعت سے اختراع کرکے پکوائے کہائے اور کہلائے جو کسیکی دیکھنے سننے مین نہ آتے تھے اور جو غنیمت غزا سے حاصل کی فوج کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تیس برس سلطنت قبضے مین رہی جبدم مرگ قریب پہونچی گرشاسف بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور مفاتیح العلوم مین یہ مرقوم ہے کہ زاب اور گرشاسف بہم سلطنت کرتے تھے اور طبری کی یہ تحریر ہے کہ گرشاسف زاب کا وزیر ہے اور تاریخ معجم مین یہ رقم ہے کہ زاب کے بعد تیس برس تک گرشاسف بادشاہ رہا ہے مگر پیشدادیونکی حکومت کا گرشاسف تک انتہا ہے پھر کیانیونکا سلسلہ چلا ہے **بیان کیقباد والانژاد کا افراسیاب سے لڑائی رستم کی زور آزمائی اور فتح کیانیون سے** پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد تھا کی معنی پہلوی زبان مین جبار ہین سے

شہے بود با فر و آئین و داد		جہاندار و الاگہر کیقباد

منوچہر کی نسل سے تھا گرشاسف کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتھ سے اوٹھا کے سر پر رکھا سریر سلطنت پر بٹھایا قباد نے لشکر کی سپہ سالاری سپاہ کی سرداری رستم دستان کو دی اور در انعام خاص و عام رکھو لکے جنگ افراسیاب پر کمر باندھی

سپاہی ز موج سیل رفتار		سپاہی ابر سیہ کوہ دیدار		سپاہی ز شمار اختر افزون		سپاہی ز حساب عقد بیرون

جمع کرکے رستم زابلی محراب کابلی قارن پلتین گشواد صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران بصد شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا اور رسالا ترکان یہ خبر سنکر لشکر مصرعہ

زیادہ سپہ و فزون از ملخ	

لایا اور تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب صفین آراستہ ہو چکین تو رستم پلتین گرز کوہ شکن جانستان ہاتھ مین لیکے سر میدان نکلا اور یہ سر جلادت اور فن سپہ گری اس چستی و رجلوہ گری سے کھیلا کہ افراسیاب کا حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بند و بست ہا اور قباد بھی بر سر رحم آیا فرمایا کہ ملتمس دشمن مقہور راہ غرور سے اگر نہ سنیے تو وہ دن دیکھے کہ تلافی جسکی ممکن نہو الغصہ بعد فتح افراسیاب ملک بحسب قبضے مین آیا سرانجام پہلوانان نامور کو خلعت گرانمایہ عطا فرمائے

درم داد و دینار و تیغ و سپر		گرا بود در خور کلاہ و کمر		بیاراست پیلان گردون تکاو		نگار جواہر تن اندر جو کوہ
یکے جامۂ شہریاران بزر		ز یاقوت پر کردہ در و گہر		فرستاد نزدیک دستان سام		کہ بخشم ازین فیروزی دگام
اگر باشدم زندگانی دراز		ترا دارم اندر جہان بے نیاز		رستم نے دست ادب باندھکے زبان دعا و ثنا مین کھولی نظم		

لبم برابی مین بعد بر گشاه ست | اگر سر ز افتخار بر آسمان دارم
وگرچه پایهٔ گردون فزود قدر و منت | چو بندگان بخدمت بر آستان دارم

وہانسے فارس مین آکے ایک سو بیس برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ مقبلان و سنت صاحب دولتان روشندل ہے اوسطرح پر عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بدنامی سے دوری حاصل کرنیکے جب زمانہ کوچ کا اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی مدد اوس سے چاہی اور کہا نظم

ازو جز خود نکردم هیچ سود | آنچه کردم آنچه گفتم هیچ بود
چون توانستم ندانستم چه سود | چون بدانستم توانستم نبود

پھر کیکاوس کو بلا کے نصیحت کی جیسا فردوسی فرماتا ہے

بدانست کامد نزدیک مرگ | به پژمرد خواهد همی سبز برگ
بدو گفت ما برنهادیم رخت | تو بسیا تابوت بردار تخت
وگر آز گیرد سرت را بدام | برآری یکی تیغ تیز از نیام
صد و بیست سالش چو نزدیک شد | زبان کند و چشمانش تاریک شد
سترگ کاوس که را بخواند | ز داد و دهش چند بر خواند
اگر داد گر باشی و پاک رای | بیابی نکویی به هر دو سرای

یہ سمجھا کے سرائے فنا سے روانہ ہوا مذکور اوسکا فسانہ ہوا

لقب اوسکا اول ہے الیاس و الیسع اشمویل و حزقیل علی نبینا و علیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوے اوسنے اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہے کہ کوسرا ور فرسنگ کا تعین کیقباد سے ہے اور بیت السلطنت اصفہان تھا اور قاضی بیضاوی نے نظام التواریخ مین لکھا ہے کہ ہمیشہ کنار جیحون و سنگ فریدون ہتا تھا دن رات اوسکو اوس سے اور ترکون کا خیال تھا یہ جنگ و جدال تھا ہوا کہ گذرا وس گھاٹ پر محال تھا کاوس کا مازندران جاکے بچا نا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آگے چھڑانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل پھیرنا جانوران کا عزم چرخ کاوس بگرفت گاہ پدر ہمہ مراد راجہان بندہ سر بسر غرض ایسا شاہ نیک نہاد با عدل و داد تھا کہ فوج خوش رعایا کا دل شاد تھا باپ دادے کے طریق پر قدم با قدم تھا کوئی اندیشہ نہ غم تھا مملکت زر ریز آباد کوئی فتنہ نہ فساد ایک روز گویا خوش الحان مازندران سے دار دہوا گانے بجانے کے بعد اوسنے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا وہانکی فرح افزا ہے پر بہار دشت د صحرا ہے شہر بھی نفیس ہے ایران سے بیس ہے گرد حصین حصین بفر و تمکین رنڈی مرد طرحدار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس چرب زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاوس کی طبیعت پھسل گئی زیردامیر جوان پیر جو ہمصحبت اور مشیر تھے اوسنے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا نای و نوش کا شغل رہا چاہیے معرکہ رزم دیکھے مدت ہوئے سفر ترسنے مازندرانکو

ضرور جاؤنگا اوس سرزمین کو تحت حکومت لاؤنگا سب نے دست بستہ عرض کی خیر ہے وہ شہر ای شہریار
کون کہتا ہے کہ قابل سیر ہے دیو اور ساحر انکا وطن بلا کا مسکن ہے سابق کے شاہان نامدار کو اس عزم سے انکار
تھا کاؤس نے مطلق کسیکا کہا نمانا عزم بالجزم ٹھانا اور طوس و گستہم و گیو وغیرہ جو جو مقرب بارگاہ مازندرانکے
حال سے آگاہ تھے روک نسکے مگر یہ صلاح ٹھہری کہ زال کو بلائیے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ سفر
پرخطر موقوف رکھے سب نے متفق یہ حال زال کو لکھا وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاؤس کو زال کی آمد معلوم
ہوئی سرداراستقبال کو گئے وہ آیا شرط زمین بوس بجا لایا مورد مراحم شاہانہ ہوا کاؤس نے
حال پوچھا قیل و قال کے بعد سفر کا مذکور آیا زال نمک حلال نے منع کیا بہت سمجھایا بادشاہ نے یہ جواب دیا

جہان آفرینندہ یار تو بست	سزیدہ دیوان شکار تو بست
تو با رستم اکنون جہاندار باش	نگہبان ایران و شہریار باش
سپہ کش ابا زال با پرورد کرد	دل از رنج کشتن پر غم زدود گرد
بمیلاد بسپرد ایران زمین	کلید در گنج و تخت نگین

کاؤس نے میلاد کو جانشین کرکے مازندران کا رستہ لیا اور گیو کو پہلے باسپاہ فراوان سوئے مازندران روانہ کیا
کہدیا کہ جب سرحد میں اوسکی پہونچے زراعت ہو یا باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے قتل یا گرفتار ہو
تاکہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو القصہ حسب فرمان گیو نے تا در مازندران آدمی قتل کیے ملک ویران کیا
کیکاؤس بھی متصل جا پہونچا حاکم وہاں کا تاب جنگ کی نہ لا یا بھاگ قلعہ بند ہوا اور دیو سپید کو جا ہی نامہ لکھا ف

کنون گر نیائی تو فریاد رس	نبینی ز مازندران هیچ کس

دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال ہوا غصے سے
وہ سیہ رو لال ہوا مع فوج خونخوار آیا ایک دیو فیل سیاہ مست و جنگ پر مخواہ ایران کے جوان اوسکی ہیبت سے
ہیبت کھاکے متردد اور حیران ہوئے القصہ ایک ہفتے میں لشکر کی صفائی ہو گئی کچھ لقمہ نہنگ اجل بذریعہ خنجر
و شمشیر ہوئے باقی کاؤس کے ساتھ اسیر ہوئے ارژنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاؤس کو فوج سے جدا قید بزنجیر
کرنا اور ایرانیون کے جدا بند کرنیکی تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہو کاؤس نے گرفتاری
سے پہلے سامان بد دیکھکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از ماست کہ برماست تیرے کہنے پر عمل نکیا
آہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جسوقت زال کو یہ خبر پہونچی گریبان پارہ کرکے سر کو دے مارا فردوسی

چو بشنید بر تن بدرید پوست	ز دشمن ابر [illegible] شت نیم بدوست

مگر پوشیدہ رستم کو بلاکے کہا حیف ہے ایسا

فرمانروا دہن اژدہا مین دام بلا مین گرفتار ہو کسطرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف و نزار جنگ کے بیکار ہون
تو فضل الٰہی سے نوجوان اشدر دہ پہلوان ہی ف

ہمانا کہ از بہر این کارزار | ترا پروراند پروردگار

رستم بعد الم ادسیدم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہے کہ راہ دور دراز ہولناک ہی کاؤس غم و غصے سے
ہلاک نہو جائے بادشاہ غیور راہ دور زال نے کہا دو راہ ہے ایک رستہ تو سفر بعید ہے تو آگاہ ہے دوسری جانب
سات دنکی راہ ہے مگر خطر عظیم ہے ہر منزل مین مقام خوف و بیم ہے خبردار ہشیار رہنا رستم نے کہا فردوسی

تن و جان فدای سپہبد کنم | طلسم ہمہ جادوان بشکنم

زال نے بعد گریہ و زاری دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اوٹھا کے مدد چاہی اور رستم کو رخصت کیا **پہلی منزل** رستم فضل یزدان پر نظر کرکے سیستان سے روان ہوا
اوسی راہ پر خطر کیطرف تمام دن روان دوان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پہونچا چشمہ خوشگوار
نظر آیا گور کا شکار کیا وہین کباب لگا کے رخش کی لگام اوتار کے چرنے کو چھوڑا آپ کباب کھا کے لب چشمہ سو رہا قضا را
وہ مقام ہزبر خون آشام کا تھا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک جوان کو سوتے پایا اور گھوڑا بھی نظر پڑا پہلے اوسی پر حملہ کیا

سوی رخش رخشان بیامد دمان | چو آتش بجوشید رخش آن زمان
دو دست اندر آورد و زد بر سرش | ہمان تیز دندان بپشت اندرش

خوشنکہ رخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھا یہ ماجرا دیکھ کے رخش
پر خفا ہوا کہا تو اگر یون و زار ہوتا تو مین یہ گرز و کمند لیکے کسپر سوار ہوتا **دوسری منزل** دوسرے روز
دم سحر وہ پہلوان اژدر در سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گھبرایا نالہ و مناجات
بدرگاہ عالی بر آرندہ حاجات کی دعا کی گفتہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا
رستم بے مزمجہا اوسکے ساتھ ہوا ایک ساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضر وار بر سر چشمہ و مرغزار
پہونچا دیا رستم نے پانی پیا داور کا شکر کیا اوس روز بھی گور کے شکار سے تمام دنکی بھوک کا افطار کیا
گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان پیدا ہوا فردوسی

چگونہ زبان اژدہای دژم | سہفتاد گز بود از دم بدم

رخش نے اوسکو دیکھکے ایسی آواز دی کہ رستم کی
آنکھ کھل گئی اژدر تو آواز سنکے زمین مین غائب ہو گیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ دیکھا گھوڑے پر غصہ آیا کہ مجھے
کیون جگایا پھر سو رہا یکدم کے بعد وہ مار خونخوار پھر نکلا گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چند چپ و راس

بیہوش و حواس دیکھا کچھ نپایا گھوڑے سے کہا ابکی بار جو خوبی تو اندھیر ہوگا تو تہ شمشیر ہوگا یہ کہکے لیٹ رہا
وہ سانپ پھیر … ہوا رخش چپکا دیکھنے لگا جب وہ تم پر آتا گھوڑا سامنے ہو جاتا آہٹ سے رستم کی آنکھ کھل گئی دیکھا
کہ اژدر کوہ پیکر سے سامنا تلوار لگائی خطا نہ پڑا کمال میں بھی نہ در آئی اژدہے نے یہ قصد کیا کہ دم سے کھینچکے
نگل جائے رستم نے لنگر جما کے چاہا کہ گرز لگائے کہ رخش لرزفت

بلند اژدہا را بدندان گرفت
بمالید گوش دراز شگفت
بدرید جوشن بر و بر پشت شیر
بر و بر چو شد پہلوان دلیر
بزد تیغ و انداخت از تن سرش
فرو ریخت چون رود خون از برش

رستم اوسکا قد دیکھکے حیران ہوا بعد عجز ثنا خوان یزدان ہوا تیسرا کوچ بر اوج تیسری منزل سخت کڑی
سامنے پڑی دو گھڑی دن ہے مقام عجیب نظر آیا چشمہ آب روان دیکھکے صحرا نمونہ گلستان پایا وہان مقام
کیا دنکو تمام کیا گھوڑا سبزے مین چھوڑا آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر ماہ جراحی و ساغر وارد ہوئی ایک
ہاتہ مین شراب کا پیالہ دوسرے مین طنبورہ بہت اعلی رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا وہ قدح شراب
ناب پیا یہ نہ سمجھا کہ ساحرہ ہے اوسکا حال پوچھا کہنے لگی شباب کے سن سے کہ لہو و لعب کے دن ہوتے ہین
صحبت بشر کی اوسمین نزا شر ہے کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہے کہان سے آیا ہے
رستم پہلے حمد خدا بر زبان لایا اور کچھہ کہنے نپایا تھا کہ اوسنے بل کھایا تیوری چڑہائی رو کھی صورت
بنائی اوسوقت رستم سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے فورًا مضبوط باندھا کہا سچ بتا تو کون ہے کیا پہچانا کہ مین ساحرہ ہون
مجھے قتل نکرو جو تم کہوگے کا وہ بجا لاونگی بہت کام آونگی رستم نے کچھہ نہ سنا دو ٹکڑے کیا پھر سوار ہوا
چوتھی منزل جبکہ مسافر مغرب مطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک دشت تیرہ و تار مین گذر ہوا
ہول سے آفتاب ادہر کم جاتا تھا ہر طرف اندھیرا نظر آتا تھا رستم راہ بھولے ایک نئی مین سبزہ زار مین
جا نکلا چشمہ آب بھی آب و تاب کا دیکھا راہ کی کسل سے اوتر پڑا خود بھی مین رخش کو مطلق العنان کیا اپنے
سونے کا سامان کیا وہان کا نگہبان جو آیا رستم کو خواب غفلت مین پایا بے تکلف چوب دست پاؤن پر
لگائی اور کہا تو نہین جانتا کہ یہ دشت اوس پہلوان زبردست کا ہے جسکی داد ہے نہ فریاد ہے نام اوسکا
اولاد ہے اوسکے خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرندون کے پر جلتے ہین قوی ہیکل دیو یہاں
نہین چلتے ہین رستم نے اوس مکان سے اوٹھکے دونون کان اوسکے پکڑ کے تکان جو دی

جڑے چھوٹ گئے اور رستم طمانچہ جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گئے بھاگ کر اولاد پاس پہونچا وہ مع فوج
شکار کھیلتا تھا دشت بان کو لہولہان دیکھکے حیران ہوا جب حال سنا غصے مین بھر کے رستم کے قریب آکے کہا
کہ جلد اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے گمنام تمام نہو

چنین گفت رستم کہ نام من ابر	بنیرو چو پیل و بقوت ہزبر

پھر پوچھا تو کس راہ سے یہان آیا رستم نے جواب دیا کہ اے نادان ہفتخوان سے تین کی عنایت یزدان سے
طے کر کے گذر ہوا مین آج تیری باری ہے یہ کلمہ سنکے اولاد گھبرایا خوف کھایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ
جانے نہ دو چار طرف وہ گھر آئے تلوار چلی برسے زمین ہزارون سر آئے لشکر پراگندہ ہو کے فرار ہوا اولاد
بھاگا رستم نے تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا **پانچوین منزل** آخر کار پانچوین منزل مین رستم نے زیر کمند کیا
ایک جھٹکے مین ڈھیلا اسپ بند کیا دونون ہاتھ باندھکے ساتھ لیا راہ اوس گمراہ سے پوچھی ڈرکے مارے سر
چشمہ سرد و شیرین لایا رستم اوترا رخش کو کھولا اولاد کو درخت سے باندھا نیا گاہی اور ہرن اوس پیلتن
نے شکار کر کے کھائے اور بکھیڑے سامنے نظر آئے کہ یہ منزل بھی اولاد کی تھی پھر رستم نے کیکاؤس کا حال
پوچھا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم نے خنجر کھینچکے چاہا کہ اوسکا تن و سر جدا کرے اون شفاعت خواہ
ہوا رستم نے کہا اگر تجھے قتل نکرون مجھے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے بقسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا
بیابانکی راہ دیوونکی رسم و رہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کھولدیا کہا جلد
لے چل انعام دونگا تیرے حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ مین کاؤس قید ہے وہ
نزدیک ہے مگر دور دور تک دیو زبردست پاسبان ہین ہردم سر راہ نگران ہین اور بادہ سے فیل مست کے رو برو
فیل فلک پست نظر آتا ہے وہ مردود یہ لکھڑی مین یان اور پڑے سونڈ مین جکڑی ہین حال پر ہوا کا چلنا محال ہے ف

بخندید رستم بگفتا کہ او	بدو گفت گر با منی راہ جو	بہ بینی تو از کیت تن پیلتن	چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایکدن رات راہ طے کی آدھی رات کو پہاڑ پر روشنی نظر آئی رستم نے کہا
یہ کیا جلتا ہے اولاد نے کہا مازندران کے شہکا دروازہ ہے سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کر رہا ہے رستم نے رخش سے اوترکے سونے کا قصد کیا ہرچند اولاد سے عہد و پیمان تھا دغا کا نہ گمان
تھا الا احتیاطاً دشمن سمجھکے درخت سے باندھ دیا **چھٹی منزل** صبح کو کمر باندھی اولاد کے ہاتھ کھولے

چلا تھوڑی راہ طے کی تھی دلاد سبت گھبرا کر بولا خبردار ہشیار ہو جاؤ ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہے یہ سنکے رستم نے ف

یکے نعرہ زد در میان گروہ	کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ	برون جست از خیمہ ارژنگ دیو	چو آمد بگوشش از انسان غریو

ارژنگ نے آکے رستم کے کمربند مین ہاتھ ڈالا تہمتن نے ایک ہاتھ سے شانے کا نشانہ بنا کر دوسرے سے گردن پکڑ کر دھڑ سے کھینچکر دیوون کے غول مین دھڑ سے پھینک دیا دیو دیکھکے بھاگے کسی نے مقابلہ نکیا میدان مصاف یکسو صاف ہو گیا رستم پہاڑ پر چڑھا جہان کاؤس قید تھا اوسطرف بڑھا جو جو دیو چوکیدار تھے رات بھر بیدار رہتے دم سحر ٹھنڈی ہوا پاکر سو گئے تھے رستم نے دیکھا کہ کاؤس نامدار لوہے کی زنجیر مین گرفتار ہے اور کیکاؤس نے جو دیکھا ہنسکے اوٹھا دوڑکر لپٹ گیا رستم سے سبکا حال پوچھا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان زنجیر کاٹنے کے خیال مین تھا کہ دیو جو چونکے خبردار ہوے بیدار ارژنگ اوس گروہ کا سردار تھا مقابلے کو آیا پیلتن نے ارژنگ کا سر تن سے جدا کرنا ہفتخوان سے گذرنا کہکے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتھ ہے اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہے تو اپنی جان مفت کیون کھوتا ہے ملک الموت کے روبرو ہوتا ہے یہ باتین سنکے بیدار ارژنگ کے دل مین رستم کی ہیبت چھا گئی بدحواسی آگئی ہنوز رستم کی تلوار نکلی تھی کہ اوسنے گردن خم کی ہتیار رکھو لکے سامنے رکھدیے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا اوسکا اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو وہانسے راہ بتانیکو ہمراہ لیا رات کو چلا ایکجا مجمع اور انبوہ نظر آیا رستم اولاد سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہے تمام رات یہ جاگتے ہین صبحکو سوتے ہین دن بھر بیدار نہین رہتے رستم نے وہان تامل کیا ساتوین منزل جسدم روز روشن ہوا پیلتن گرز لیکے جھپٹا اور راستے چھپا چھپا جب گرز لگانے لگا بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ جو جاگے رستم کی ضرب اوٹھا سکے تو فوراً قدم بھاگے کشتون کے پشتے ہوے انبار ہوے باقی ماندہ فرار ہوے رستم سفید دیو کے سر پہ سبان ازجل آیادہ بھی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتھ مین اوسکا پاؤن کاٹا وہ گھبرا کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تھما اوسکے سر پر پڑنے لگی یہانتک کہ دونون تھکلے تھمگئے لہو کے تھکلے جمگئے ــه

بزد دست و برداشتش نرہ شیر	بگردن درآورد و افگند زیر	زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان	چنان کز تن او برون برد جان

اولاد بادل شاد گرد پھرا پھر کہا فتح مازندران اور مخلصی کیکاؤس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا

بفضل یزدان حاکم مازندران سمجھے کرونگا اولاد بند تفکر سے آزاد ہوا الفتح وظفر وہ دیو کش اژدر در کاؤس کی خدمت مین حاضر ہوا لڑائی کا حال سفید دیو کا مآل اولاد نے مشرح عرض کیا فردوسی

بر آفرین کرد کاؤس شاه	کہ بے تو مبادا کلاه و سپاه

بیدار زنگ دست بستہ حاضر ہوا بندگان کاؤس کا اوسی آن کاٹا پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع اور مطلا رستم کے روبرو ڈللیا رستم نے کیکاؤس کو تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گرد صف بستہ کھڑے ہوئے دست راست تہمتن کرسی زرین پر جاگزین ہوا بیدار زنگ دیو نکا پرا باندھکے روبرو آیا جائزہ دکھایا پھر جشن کی تیاری ہوئی ایک ہفتہ شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا اسکے بعد کاؤس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے پاس بھیجا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خالق لیل و نہار واضح ہو کہ وہ فرہ شیر جسنے جہانکو زبردست زیر کیے رستم نام نبیرہ سام سیان ہفتخوانکی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا ککڑی کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فوج زندہ نچھوڑی اور سفید دیو کو اوٹھا کر سر سے بلند کرکے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی نجات در سلطنت درکار ہو دست بستہ حاضر ہو ملازمون مین تمہین عز و وقار ہو نہین تو شہر لٹے گا تخت چھٹے گا تن و سر جدا ہوگا بہت برا ہوگا شہر نظر آئے گا نہ تاج رہے گا ملک تاراج ہو جائے گا تو گور و کفن کو محتاج رہیگا جسدم نامہ شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب کھایا جواب دیا سابق مین بے خبر تھا ملک بے مذہب تھا اب مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکھتا ہون ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے بیجان دیے رہائی نظر نہ آئیگی فرہاد بے نیل مرام بہان شیرین تلخکامی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا جواب حشمت پہلوانونکا عالم اسطرح سے بیان کیا کہ کاؤس حیران ہوا ایرانکا سامان ہوا رستم نے یہ رنگ دیکھکے کہا کہ ابکی بار نامہ لیکے ہم جائینگے ایلچی ہونے کی شرط بجا لائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر پہونچی فردوسی

فرستاده چون تہمتن برزم	کمندی بفتراک در شست خم	بزیر اندرون بارہ گامزن	یکی تند پیل [illegible]

شاه مازندران نے پہلوانان نامی و گردان گرامی استقبال کو بھیجے رستم نے اونکو دیکھکے ایک درخت اکھاڑ لیا نیزے کیطرح ہلاتا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے درخت ہاتھ سے پھینک دیا پیچھے اوسے

اوسکے تلے دب گئے یہ سنکے کلاہور نام بڑا زبردست پہلوان تھا شاہ مازندران نے اوسکو بھیجا کلاہور سے پنجہ ہوا کلائی کلاہور کی توڑ ڈالی اوسنے دست شکستہ جاکے سردست بادشاہ کو دکھایا کہا ہیہات میرے ہاتھ سے یہ صدمہ مجکو پہونچا اسی گفتگو مین رستم نامہ لیکے دوبدو ہوا اور سخنان درشت برزبان لایا شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہوسکا غصہ کھاکے خلوت مین اوٹھگیا رستم کاوس کے پاس آیا دوسرے روز سامان جنگ درست کرکے کاوس سوار ہوا شاہ مازندران دیونکی فوج لیکے نکلا ایک ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین سے لاشے نگڑے کشتون کے اٹم لاشون کے ڈہیر تھے باقی ماندہ مشتاق اجل زیست سے سیر تھے آٹھوین روز رستم بگڑ کے میدان مین آیا شاہ مازندران پر تیغ لایا جو فیل مست و برو ہوا اگر کوہ شکن سے پست ہوا فوج کو درہم و برہم کرکے شاہ مازندرانتک رستم پہونچا ناگہان گرز گران ہاتھ سے گرا لیکر رستم کا منہ نہ پہرا کیونے بجستی نیزہ اژدہا پیکر جھٹکر دست تہمتن مین [illegible]

ازان پس تہمتن ہمان نیزہ باخت
ہمان نیزہ زد بر کمر بند او
سوی شاہ مازندران رفت راست
جدا ساخت آن بند پیوند او
برآمیخت با شاہ مازندران
ہمہ لشکرش خیرہ گشت آنزمان

غرضکہ شاہ مازندران کو نیزے پر اوٹھاکے تمام لشکر کو دکھاکر پھینکا ہنوز سر بر زمین نہ آیا تھا کہ چمین ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا لشکر بھاگ نکلا پھر تو لیکا وس نقارہ و کوس مازندران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتھ باندہے ہتیار رکھو سے پہلوانون سے امان دی کچھ سنو لے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولادنے پائی تمنا دلی بر آئی کچھ دن کاوس نے وہان مقام کیا پھر مال اسباب زر و جواہر لیکے کوچ کا سرانجام کیا فردوسی

دعا م خبر شد کہ کاوس شاہ
ز مازندران است با تاج و گاہ
بمازندران یکسر ہمہ زین شگفت
کہ کاوس شاہ این بزرگی گرفت

سرتابی شاہ ہاماوران اور رجانا کیکاوس کا باشوکت و شان صلح سودابہ کے عقد پر فریب سے گرفتاری رستم کا آنا بعد فتح مازندران

گردنکشان دہر نے سر جھکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی لیکن شاہ ہاماوران کو ادبار نے گھیرا فرمانبرداری کاوس کی نکی منہ پھیرا شاہ ایران بشوکت و شان جا پہونچا شہر کا محاصرہ کیا کیسنے گوش گذار شاہ ذی اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سودابہ نام غیرت ماہ تمام ہے بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے

مین شری ہوے ساوس متاع خوبی کا وصال نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاوس فریفتہ ہوا
خواستگاری کی اور صلح بھی اس وصلت پر ٹھہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاوس سے راضی ہوئے
القصہ وکیل و میانجی گئے نکاح کر کے لے آئے کاوس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے
باپ کو ممتاز کیا زر و مال سے بے نیاز کیا اوسنے قلعے مین کاوس کی مہمانی کیا دعوت کے بدلے
عداوت کا سامان کیا سودابہ اس بھید سے آگاہ تھی کاوس کو منع کرتی رہی کہ میرے باپکے دلمین
پرخاش ہے تیری گرفتاری کی تلاش ہے قلعے مین اگر جاؤگے پھر کر نہ آؤگے کاوس نے نمانا بامعدودے چند داخل ہوا
اوسنے ایکدن اور رات گانا ناچ سنایا دکھایا کھانے سبت تحفہ عمدہ کھلانے رام کیا آخر گرفتار دام کیا ف

گرفتند ناگاہ کاوس را ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را
چو شد بستہ آن شاہ دیہیم جوی سپاہش بایران نہادند روی

[illegible] نے یہ خبر شتاب فراسیاب کو دی وہ بالشکر جرار ذخار ایران مین آیا ملک اپنے قبضے مین لایا

سپاہ اندر ایران پراگندہ شد زن و مرد و کودک ورا بندہ شد

نامداران ایران سیستان مین گئے زال سے یہ حال
کہا رستم نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو پڑھکے کاوس کو رہا کیا تو خیر نہین تو بڑا شر ہوگا تمنے اپنے حق مین برا کیا
دیکھنا کیا ہوگا تونے سنا نہین مین نے شاہ مازندران کو سر میدان کسطرح مار لیا دیو سفید کا سر غرور
کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے مین خانہ زین سے بروسہ زمین لایا کلاہور کو روز سیاہ
دکھایا اوسنے نامہ پڑھ کے جواب دیا کہ اگر تو ادہر آئے گا جدا بند بند کرونگا کاوس پر درناکامی کھولیگا اوسکے
پاس تجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا خون اوس
حرامزادے کا حلال ہوگیا لشکر کو جمع کر کے باخاطر پریشان ہاماوران کو چلا اوسنے بادشاہ مصر اور والی
بربر کو بھی مدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ رستم اوس روز داخل ہوا کہ دونون بادشاہ
پر شوکت و جاہ آچکے تھے

ہمہ دل پر از بیم بر خاستند سپاہ سہ کشور بیاراستند

رستم نے صف سے
نکلکے سر میدان رخش کو جولان کر کے مبارز طلب کیا وہ کون تھا کہ جسکو خوف رستم نتھا دلاورونکے
دم مین دم نتھا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہاماوران نے فوج کے نامدارونکو سپاہ کے سرداروںکو
نفرین کی اوسوقت کئی مرگ رسیدہ پہلوان میدان مین آئے رستم نے حملہ جو کیا میدان مین تپانہ لگا

بتا ہوئے فوج کو چھوڑ کر منہ کو موڑ کر بیابان مین آئے یہ ماجرا دیکھکے شاہ مصر کو غیرت فرعونی آئی سامنے

[illegible] جہان پہلوان نے گرز لگایا اوسنے بھی سر جھکایا اور بھاگا مگر رستم نے جا لیا کمند مین پھنسا لیا ت

[illegible] سر خویشتن | کہ تا رستہ گردد ازان سلطنین | ز بند کمندش ہالی [illegible] | بیچارہ بنیاد رستہ [illegible]

اوسے گرفتار کرکے اپنی فوج مین لایا پھر شاہ بربر کی طرف منہ اوٹھایا فردوسی

تہمتن بلبہا برآورد کف | تو گفتی کہ بست خورشید تف | برانگیخت اسپ و بر آمد خروش | بد انسان کہ دریا درآید بجوش

فوج بنا لی پیٹھ دکھائی مگر | شہ بربرستان بجنگ گراز | گرفتار شد با جہل سرفراز | اور شاہ ہاماوران نے

صد منت چاہی کی امان چاہی جہان پہلوان نے کہا کیکاوس کو اور اوسکے ناموس کو رہا کرو خدمتگزارون کیطرح

فرمان پذیر رہا کرو الغرض بعد از عہد و پیمان جب اوسکو اطمینان حاصل ہوا کاوس کو تخت پر بٹھایا بربر و مصر بھی تحت حکومت آیا

ہوا از در [illegible] کاوس را | ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را | سلاح سر کشور و گنج و سپاه | ہمہ شد بفرمان کاوس شاه

سپاہ [illegible] شد دہ ہزار | زرہ دار برگستوان و سوار

اس عرصے مین افراسیاب بھی با دل کباب

لشکر لیکر آیا اپنے پہلوانون کو یہ کلمہ سنایا سه

ہمان رستم پہلوان شیر دل | کز تیغ او گشتہ گردون خجل

ہر آنکس کہ در رزم [illegible] | ز زین سمند اندر آرد بگرد | بدو شاہی و دختر خود دہم | ہمش نام شاه سپہبد کنم

اس لالچ سے چند [illegible] سپہبد پہلوان سر میدان آئے رستم نے عدم کو بھیج دیا جب افراسیاب کے مقابلہ

کیا تہمتن نے [illegible] حملہ کیا | سر بخت کمان آمد بخواب | گریزان شد از دست رستم افراسیاب | اوسنے تو توران مین دم لیا

کاوس نے [illegible] ایران مین عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان بر ہمین آئے کاوس نے کوه البرز مین مکانات قلع عمارات

عالی شیشہ و زبرجد یاقوت کے دیوون سے بنوائے یہانتک کہ دیو فرمانیوں سے تنگ ہوکے آمادہ جنگ ہوے مار ڈالنے کی ترکیب

سوچنے لگے چنانچہ شیطان کی تعلیم سے جیسا کہ فردوسی مغفور نے لکھا ہے کہ چند عقاب کے بچے فردوسی

ہمی پرورانیدشان سال و ماه | بمرغ و کباب و بره خیلگاه | چو نیرو گرفتند ہر یک چو شیر | بد انسان کہ آمید بالا و زیر

ز عود قماری یکی تخت کرد | سر تختہا را بزر سخت کرد | بیاویخت از نیزه بر آن بره | ببست اندر اندیشہ دل خیره

ز دادان [illegible] عقاب [illegible] چہار | بیاورد و بر تخت بست استوار | چو شد گرسنہ گشت آن عقاب | سوی گوشت کردند ہر یک شتاب

[illegible] نشستند | نہ [illegible] نشستند | دوسرا قول یہ ہے کہ باکمان و تیر بجنگ رب قدیر چلا

نگونسار گرا میرو وزیر نے زر سطر دینے کے دیو ونکے وعدے کیے وہ حریص آسمان و زمین ہونگے تھکے آخرکار چینی کے جنگل مین پایا پھر لاکے تخت پہ بٹھایا چنانچہ رستم و گودرز نے کاؤس سے یہ کہا **فردوسی**

شہا بست چیرہ بچرخ و بیختی فتاد	سرت را زدانش نگشت ایچ شاد
تو کار زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیزہ افراختی

کاؤس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پھر بعد ل و داد زندگی کی شہرت پائی نیکنامی ہاتھ آئی اور بعضی تواریخ مین یہ دیکھا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا اور راہ و رسم دینداری سے انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بھیجکے باب نصیحت و پند اوسپر کھولا مگر اوسنے خیال فاسد جو باندہا تھا کلمۂ حق بنوالا اسواسطے سلطان خدا شناس اسلام کے پاس سے گوشمالی کو چلا وہ طاقت مقابلہ لیاقت مقاتلہ نرکھتا تھا پند نہ سنا قلعہ بند ہوا چند سے محاصرہ کیا پھر صلاح یہ ٹھہری ہو کا پیچھا پنا کام کیجیے کئی منزل وہان سے ہٹکے مقام کیا کچھ لوگ پوشیدہ سوداگر بنکے با مال و متاع گئے غلے سے اسباب بدلنے لگے ایک روز انبار مین اناج کے آگ لگا دی غلے کی راکھ بنادی اس دانائی سے دانہ جب قلعے مین نرہا کاؤس نے پھر کے گھیرا کئی دن کے بھوکے پیاسون نے برچھی سے پھل کھائے آب دم شمشیر پیا زیست سے سیر ہوئے کشتون کے ڈہیر ہوئے دار البقا کا رستہ لیا پھر کیکاؤس بفتح و ظفر ہندوستان مین آیا ہند کو سر کیا زبردستونکو زیر و زبر کیا کوئی پیش نلیگیا بعد اسکے مکران کی راہ سے سیستان مین رونق افروز ہوا کچھ دنون ولایت نیمروز مین بعیش و عشرت شب برات دن نوروز ہوا دہانسے بیت السلطنت مین وارد ہوا چند سے توقف کرکے ذوی الاذعار کی گیر و دار کو یمن چلا ارکان دولت ہوا خواہ سد راہ ہوئے نمانا چیدم طے مراحل قطع منازل کرکے سرزمین یمن نیز مع جوانان سلیتین صف شکن داخل ہوا ذوی الاذعار پر ادبار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج غنیم سے ہوئی آخرکار حریف دغا شعار فرار ہوا اسی ہنگامے مین یہ خبر ہوئی کہ حاکم یمن کے جملۂ عصمت مین وہ شمع انجمن افروز ہے کہ مہر درخشان اوس چیارہ سے ہر دم ضیا طلب ہے اختر برج شہر یاری عالی نسب والا حسب ہے کاؤس سنکے مشتاق ہوا بیقرار رہا اسی مقدمے پر صلح کا دار و مدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بھیجا حاکم یمن طوعاً و کرہاً اس وصلت پر راضی ہوا طلب قلبی ہوا وہ متاع گرانبہا جبر عظیم سے غم جسکو سودا ہے

کہتے ہین کاؤس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادمان اوس دیار مین غلغلہ عیش و عشرت بگوش
مہر و ماہ شام و پگاہ پہونچایا عالم مین سنے بخوف خونریزی دیکے سمجھانے سے سبکے یہ حرکت کی تھی مگر
وقت کا منتظر تھا دفعتہً موقع پاکے طوس و گستہم بیجن اور پہلوان لشکر شکن مع کیکاؤس قلعے مین محبوس
کیے رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہزبر ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذی الادغار کو تاب
جنگ کہان تھی بعجز و منت پیش آیا صلح کی کیکاؤس کو رہائی ملی اور سوداوہ کو با تجمل فراوان ہزار لونڈیان پریچہرہ
رشک ماہ و مہر لیکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اونہین دنون افراسیاب میدان خالی پاکے غصے مین
سر ایران مین آیا قتل و غارت کا کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا ظلم و ستم بپا رکھا جب کاؤس کی رہائی ہوئی
جی تو چھوڑا تھا غرضکہ جو کچھ لوٹا تھا اوسکو لیکر لمبی تان گیا ترکستان گیا اور کیکاؤس نے مستقر دولت
مین آکے اس مضمون کا فرمان لکھا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور
کابلستان کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان و تہمتن اُس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زرلفت مرصع
کو جسکو بادشاہ کے سوا کوئی سردار سر پر نہین رکھ سکتا تھا اوسکے زیب فرق کیا اتنا رتبے مین فرق کیا
اور اجازت دی کہ تخت سیمین و زرین پر جلوس کرے رستم بہ نہایت شوکت و عظمت سے دیار نیمروز مین جلوہ
افروز ہوا مملکت سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور نصفت سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا
شامل ہوئی اکبار کیکاؤس جو ایران مین تخت نشین بفر و تمکین ہوا جتنے سلاطین روزگار اور گردنکش
جرار تھے سبنے خدمتگزاری مین کمر باندہی زبان کو صفت و ثنا مین کھولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نبولا
رعایا برایا صدا امن و امان مین خوش و خرم گذران کرنے لگے شور و شر فتنہ و فساد مملکت سے
یکسر جاتے رہے اور توران سالار ترکان یعنے افراسیاب نے نہایت آب و تاب سے آباد کیا سبکو شاد کیا
لشکری با رعیت مرفہ حال دکاندار مالامال ہر دم صدائے نائے و نوش عیش و طرب سے دوش بدوش
رہنے لگے جنگ و جدال کے خدشے موقوف تھے

بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دھوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال کا بلبلانا

فردوسی

کنون رزم سہراب و رستم شنو
دگرہا شنیدستی اینہم شنو

ایکدن شکار مین رستم نامدار نے گور کے تعاقب مین گھوڑا گرم خیز کیا اوسنے بھی جانکے ڈرسے اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز ہاتھ نہ آیا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے گور کو اول منزل گور مین پہنچایا کباب لگانے خوب کھائے اور رخش کی لگام اوتارکے چھوڑدیا آپ سو رہا گھوڑا گھانس کھاتا ہوا رستم سے دور رہ گیا چند ترکستان پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند مین پھنسی کمبخت نے کئی جوان ٹاپ سے زخمی کیے ایک جان سے گئے اور کمندین پڑگئین رخش ٹاپتا رہا لیکن پہنچو ناوہاںسے شہر سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجاکے ایک گھوڑی کہ نایاب تھا جفت مین اوسکا جوڑا تھا اوسے چھوڑا اور رخش کو باندھ رکھا وہ بھی حاضر با شہ تھی فور القدرت پروردگار بارور ہوئی رستم جو جاگا رخش کو نپایا حیران ہوا پھرتا کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگا تا شہر مین داخل ہوا وہ توران کی سرحد تھی مگر والی شہر افراسیاب سے جدا اور تھا خراج گزاری کا طور تھا رستم کی آمد سنکے استقبال کو وہ خود شتمسال آیا تعظیم کیساتھ بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان نے باواز سخت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کرلائے مین جلد منگادے وگرنہ اچھا نہوگا شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کا کام نہین آتی ہے خونریزی جاتی ہے جو جوانمرد جرار ہوتے ہین وہ بردبار ہوتے ہین آپکے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہمسر تحسین سرفراز ہوا شرط مہمانداری بجالاؤنگا سرکارا ہوا رخش کو منگوا دونگا

دل او ز اندیشہ آزاد شد	تہمتن ز گفتار او شاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز باسرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے سامان حاضر سب کیے آرام کرنیکو مسہری متبرک بچھوائی پلنگ کو دور اندیشی سے نیند نہ آئی سوچ مین لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایکساعت کے بعد پریوش نازنین از پس پردہ نکلکے رستم کے آگے آبیٹھی **فردوسی**

ز پردہ برآمد یکی ماہروی	چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی
دو ابرو کمان و دو گیسو کمند	ببالا بکردار سرو بلند
بپرسید رستم کہ نام تو چیست	چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام	تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام
یکی دخت شاہ سمنگان منم	بپشت ہژبر و پلنگان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جدائی بہت شاق تھی نادیدہ دام محبت مین گرفتار تھی زیست سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا جو یہاں کا بادشاہ

ہے میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہے رخش کو مین نے چرا منگوایا جسکے حیلے سے تو یہان آیا فللہ الحمد دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبحکو یہ کام کرنا میری طلب کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرخناک ہوا جسدم گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے باپکو اس عقد سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پھر رخش کو منگوایا کوچ کا سرانجام کیا وقت رخصت مہرہ سام اوس گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکے بازو مین باندہنا اگر بیٹی ہو گیسو مین باندہنا یہ نشان اوسکو جرأت سام و فر نریمان عطا کریگا نامور پیدا کریگا غرضکہ رستم رخصت بصد درد و آہ ہوا تہمینہ کی آنکھون مین جہان سیاہ ہوا فردوسی

چو نہ ماہ بگذشت بر دخت شاہ	یکے کودک آورد مانند ماہ
تو گفتی گو پیلتن رستم ست	دیا سام شیرست یا نیرم ست
چو یکماہہ شد ہمچو یکسال بود	برش چون بر رستم زال بود
چو سہ سالہ شد زان میان کین بجست	کہ یارست با او نبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب دس برس کا سن ہوا مان سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا نام ہے کام کیا کرتا ہے کہان مقام ہے تہمینہ بولی زبان زد عالم ہے نام اوسکا رستم ہے فردوسی

جہان آفرین تا جہان آفرید	چو رستم سواری نیامد پدید

اس عرصے مین دو لعل قیمتی یاقوت رستم نے بھیجے خبر منگوائی تہمینہ نے لکہا لڑکی ہوئی رستم ملول ہوکے چپ ہا یہ مقدمہ کسی سے نکہا اور سہراب کی مان نے منع کیا کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نہ لینا ورنہ افراسیاب تجھے چھین لیجائیگا میرے سامنے روز سیاہ آئیگا سہراب نے کہا مجھسے یہ نہوگا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ کردن کسیکے روبرو نہ لون ف

کنون من ز ترکان نام آوران	فراز آورم لشکر بیکران
برانگیزم از گاہ کاوس را	ز ایران ببرم پی طوس را
بگیرم سر تخت افراسیاب	سر نیزہ بگذارم از آفتاب
چو رستم پدر باشد و من پسر	بگیتی نماند کسے تاجور

سہراب کی مان یہ سنکے بہت روئی ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچھ خاطر مین نہ لایا مان سے گھوڑا سواریکو طلب کیا بہت سے گھوڑے اوسنے منگوائے اوسکو پسند نہ آئے آخر کار گلہ بان رخش کے بچے کو لایا سہراب نے اوسکی پیٹھ پہ ہاتہ پھیرا دیکھکے خوش ہوا ف

تو از دید و بالید زین بر نہاد	برو بر نشست آن یل شیرزاد

جب وہ گھوڑا اسکے ہاتہ آیا اور سلاح حرب بدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اوسکے ہاتہ پاؤن دیکھکے حیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پیلتن لشکر شکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہے

نرہ شیر جنگل سے بستی مین کوئی گھیر لایا ہے وہ مادیہ شیر اہوا ابتک سابقہ جنس سازو سامان کے طور پر
اوسکی پاس بھیجا نامہ لکھا کہ اوس میرا دشمن ہے اور تجھے بھی اوسکا خیال ہے مجسا بادشاہ تجسا
پہلوان شیر بھیر فتح مین کیا دیر ہے مین تیرا شریک ہون فتح کے بعد تجکو اختیار ہے ملک تو لینا یا کسی کو
بخش دینا اور دو پہلوان جہان دیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر بنا کر بھیجے اونکو سمجھا دیا کہ بار
اطاعت سہراب دشمانا اوسکو اپنے طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ڈہنگ ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو
شمتن اسکے ہاتہ سے جانبر نہوگا اسکے فتراک مین اوسکا سر ہوگا اور جب رستم کو اسنے مارا تو اسکا مار ڈالنا
کتنا کام ہے یہ شکار تو تہ دام ہے وہ ترقی خواہ افراسیاب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار
بنا کے لیچلے اثنائے راہ مین کیکاؤس کا قلعہ تھا اسپند نام دژ با استحکام اور ہجیر دیہان کا قلعہ دار تھا سہراب جب وہان
آیا ہجیر تاب نلایا دوچار ہوا آمادہ کارزار ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کمر مین لگاکے سہراب کو اوٹھایا اور
گھوڑے سے جنبش بھی نکی مگر کمند ہجیر کی گردن مین ڈالکے کھینچ لیا ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار زبون
کیطرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی **فردوسی**

پری چہرہ نام گرد آفرید
کہ چون او بگس اندر زمانہ ندید
بپوشید درع سواران جنگ
نبود اندران کار جای درنگ
نہان کرد گیسو بزیر زرہ
برافگند بند زرہ را گرہ
فرود آمد از دژ بکردار شیر
کمر بر میان باد پائی بزیر
بہ پیش سپاہ اندر آمد چو گرد
چو رعد خروشان یکایک لزگرد

سہراب نے نہیچانا کہ یہ زنڈی ہے یا مرد خرد سال ہے
یا سال خوردہ مرد میدان نبرد ہے آتے ہی چند تیر بے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہے لگائے
سہراب کے جوشن مین سن سے در آئے مجبور سپر کو پناہ رد و سر کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا
اوسنے بجستی شمشیر بر قدم سے نیزے کی ڈانڈ کے دو ٹکرے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی بسان تند
صبا معرکے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلا کے کمند رہا کی وہ پھنس گئی **فردوسی**

رہا شد ز بند زرہ موی او
درخشان چو خورشید شد روی او

سہراب دسیر فریفتہ ہو گیا اوسنے عاشق اور بیدم
سمجھکے دم دیا کہا میرا باپ ضعیف ہے قلعہ میرے اختیار مین ہے مجکو چھوڑ دے وہان جاکے تیرا
کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین ہونگی تو خود دام محبت کا

اسیر تھا دوسرے نوکار فوراً رہا کیا وہ اپنے باپ کے پاس آئی سرگذشت لڑائی کی کیفیت اپنی گرفتاری
اور رہائی کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ حرام نمکی بُری ہے مہر کیفیت کاؤس کے پاس چلیے اندھیری رات
مین وہ شمع محفل فروزاں وسی روز نکلکے ایران مین داخل ہوئی سہراب کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت
حاصل ہوئی کاؤس سہراب کا حال لڑائی کا ڈھنگ دریافت کرکے دل تنگ ہوا گیو کو رستم کے پاس بھیجا
اور تاکید کی دیر نہ لگانا جلد لیکے آنا گیو سیستان مین پہونچا رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان بلتن
کوہ ہیکل سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہے ایران مین تہلکہ پڑا ہے رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا ہو
پھر سوچا کہ تہمینہ کیون چھپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی غرضکہ جب حال سُن چکا عیش و طرب مین مشغول ہوا
گیو نے جلدی کی رستم نے جواب دیا کہ دنیا مین فی الحال تو ایسا کوئی نہین جو میرے ربرو آئے اور جان سلامت
لیجائے آخرکار جب گیو مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا ف

بفرمود تا رخش را زین کنند	دم اندر دم نائ رویین کنند

الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت و شان جہان پہلوان داخل ہوا کیکاؤس انتظار مین بیقرار تھا دیر
کے باعث اندھیرا ہوا غصہ آیا فردوسی

بر آشفت بر گیو و پیلتن	بدو خیرہ ماندہ ہمہ انجمن

فوراً غضب مین طوس سے کہا جلد پکارکر رستم اور گیو کو زندہ بردار کر طوس نے ہاتھ بڑھایا تہمتن کو جوش آیا ف

تہمتن بر آشفت بر شہریار	کہ چندین مدار آتش اندر کنار
تو سہراب را زندہ بر دار کن	برآشوب و بدخواہ را خوار کن
دلیران بشاہی مرا خواستند	ہمہ گاہ و افسر بیاراستند
سوی تخت شاہی نکردم نگاہ	نگہداشتم رسم و آئین راہ
اگر من نپذیرفتمی تاج و تخت	ہمہ مہر جستی سزا آمدست

رستم بدمزہ ہوکے چلا عجب حال ہوا سبکو اندیشہ
اور ملال ہوا کچھ لوگ گودرز کے پاس گئے مذکور عتاب شاہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اوسنے کاؤس کو
سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے بر زبان لایا ہرچند تحیر سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر دلجوئی
اور رستم کے آنیکے کہان نباہ تھا مجبور گودرز کو رستم کے پاس بھیجا اوسنے جہان پہلوان کو گلے سے
لگاکے نشیب و فراز سے آگاہ کیا عذر غلطی شاہ کیا پھر کہا اگر تمھین کاؤس کے کلام سے ملال ہوگا [illegible] گئے تو
ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تہ تیغ افراسیاب ہو جائیگی یہ بستی بسی بسائی ویران و خراب ہو جائیگی اسکے سوا یہ مشہور ہوگا کہ رستم سا
پہلوان لڑکے کا مقابلہ نکرسکا حیلہ کرکے چلا گیا فردوسی

برستم چنین داستانہا بخواند	تہمتن چو بشنید حیران بماند

دو رت اور جراءت و شکنی کی تقشتی ہوئی اوسکے ہمراہ کاوس کے روبرو آیا **فردوسی**

چو از دو شتی پر آنما ست ۔ بسو عذرہا گذشته خواست
چو آزردہ گشتی تو ای پہلوان ۔ پشیمان شدم خاکم اندر دہان
بدین چارہ جستن تو اخواستم ۔ چو دیر آمدی تندی آراستم

القصہ صحبت بزم آراستہ ہوئی تمام شب ناے و نوش مین گذری جسوقت نعمان فلک نے جام آفتاب چرخ پر دکہایا دور شراب ناب ختم ہوا بزم سے رزم کا ہنگام آیا بہت کر و فر سے لشکر رستم کے ایک طرف کاوس شاہ قلعہ سپند کے قریب خیام پر اختشام ایستادہ ہوئے مثل دریا سیل و ترس شب کو تہمتن نامدار عیار آزمودہ کار بہی اتفاقیات بدلکے سہراب کے خیمہ مین گیا دیکہا تخت مرصع کار پر ایک بہادر زمیان شجاعت بیٹہا ہے گرد پہلوانان اپنی اپنی شب کے موافق کرسی اور ذنگلوں پر بیٹہے ہین ساقیان ہمین ساق و سنتوہ تہرے ہین جام زرین و صراحی بلورین دست بدست شادی سے مست ہین دور ساغر باشد چرخ اختر جام پر ہر نفس آتش رو مہ ایک مین سے انگہین مالا مال ہے رستم گوشہ مین چہپکر یہ تماشا دیکہ رہا تھا تزندہ نام پہلوان مجلس سے اوٹہا رستم کے قریب آکر پوچہا تو کون ہے تہمتن نے فورا ایک گہونسا گردن پر اوسکے مارا تزندہ مردہ ہوگیا پہر اپنے لشکر مین چلا آیا کچہہ دیر کے بعد مرگ تزندہ کی خبر سہراب کو ہوئی کہ کوئی عیار مار گیا تزندہ گیا بہت سا پیچ و تاب کہا کر غلیظ و غضب مین آیا اور سبکو اسکا بدلا کاوس سے لونگا سہیدان جوکہتا ہے وہ کہو جہان رستم نے آکے کاوس سے سہراب کی تعریف بہت کی ہے

زایران و توران نماند بکس	تو گوئی که سام سوار ست بس	که هرگز ز ترکان چنین کس نخاست	بکردار سرو بالاش راست است

جسکو سہراب ہجیر کو ہمراہ لیکے قلعے پر چڑہا ہے اور دلداری سے کہا جو مین پوچہون اگر سچ بتائیگا قید سے رہا ہوگا انعام پائیگا ہمیشہ لیگی جہان رہتی تجہ مین کسکا ہے اوسنے کہا طوس رہتا ہے پہر پوچہا پردہ سرخ کس خون آشام کا ہے جواب دیا کہ گودرز کے واسطے ایستادہ ہے پہر سہراب نے پوچہا خیمہ لاجوردی سبز جہان درفش کاویانی درخشان ہے بڑی شوکت و شان ہے اور تخت سلطانی رستم کی نشانی ہے کس نبرد آزما کا ہے ہجیر سوچا یہ رستم کو پوچہتا ہے اگر کہدون اوسیکا ہے مبادا یہ جلا جاوے اور غافل پاوے تو غضب آوے ف

زایران نماند کسی کینہ خواہ	بگیرد سر تخت کاوس شاہ	بدین و چنین گفت این بار او	چه خوش گفت موبد بکردن نام
شود کشتہ رستم بچنگال او	بآ زنده دشمن بر شادکام		

ہجیر ٹالگیا لکہا تو کچھہ اور تہا ہونا وہ طور تہا کیونکر نہ تہا اذا جاء القدر اعمی البصر کہا خاقان چین سے اور شراکت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے دلسے کہا کہ جو جو نشان رستم کے میری مان نے بتائے ہین وہ سب مین نے پائے ہین الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا فردوسی

نشان دادہ باز پدر مادرش ۔ ہمی دیدہ دیدہ بند مادرش
نبشتہ بسر بر دگر گونہ بود ۔ ز فرمان تکا ہد نہ ہرگز فزود

پہر رستم کا حال پوچہا ہجیر نے کہا ابہی زابل سے نہین آیا اور تہمتن کی مدح کرنے لگا ف

چرا از خستم گیرد بر وز نبرد ۔ بہ پیشش چہ پیل و چہ شیر و چہ مرد
تنش زور دارد بصد زور مند ۔ سرش برتر از درخت بلند

غرضکہ سہراب نشان رستم سے ناامید ہوکے قلعے سے اوترا اور سلاح نبرد بدن پر سجکے فوج کو ہمراہ لیکر جنگاہ مین آیا علم کہلے کوس حربی نقارۂ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس جسکی نگاہ اوس پیل زمخوار پر پڑی اور آنکہ سے آنکہ لڑی خود بخود بدن کانپنے لگا خوف سے کانپنے لگا بجز اسکے کہ آنکہ چرائے یہ جرأت نہوئی کہ اوسکے رو برو آئے پہر وہ پہلوان ارجمند بآواز بلند پکارا کہ مینے شبکو قتل کاؤس کی قسم کہائی ہے اگر اوسکو جرأت ہو میرے رو برو آئے لڑنیکی حسرت نرہجائے ف

کہ امروز بادار ان خسرواں ۔ زایران نماید کسے کار کرد
غمین گشت کاؤس و آواز داد ۔ ندارم سواری درین ہم نبرد
یکے نزد رستم برید آگہی ۔ کزین ترک شد مغز گردان تہی

رستم نے کہا تہا آج اور کوئی پہلوان اوس نوجوان سے بر آرا ہو کل مین سمجہہ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تہا جب پیام شاہ سے آگاہ ہوا مسلح ہوکے رو براہ ہوا جسدم پر رخش پڑہ بایا سہراب بہی فوج سے نکل آیا رستم سے کہا تو میری ہاتہ سے زندہ نجائیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جوابدیا کہ وہ مین ہون جسنے میرا سامنا کیا مارا گیا جانسے بچا اگیا ف

ہمی رحمت آید تو بر دلم ۔ نخواہم کہ جانت ز تن بگسلم

سہراب نے کہا کیا تو رستم ہے تہمتن نے جوابدیا رستم کہان مین کہان یہ تیرا وہم و گمان ہے فردوسی

ز امید سہراب شد نا امید ۔ بروتیرہ شد روز روز سپید

لڑائی ہونے لگی پہلے تو نیزہ بازی ہوئی ڈانڈے مین ٹکڑے ہوگئین پہر تلوار کہچی اسکے بعد دونون نے گرز اوٹہائے عجب نگ کہائے صف جنگاہ مین بہونچال تہا زمین یکسر ہلتی تہی جوانونکی چہاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا فردوسی

تو گفتی ہمی بردمد رستخیز ۔ یکے را ببند دست و بازو مکار

رستم نے کہا تیرگی آگئی سیاہی چہا گئی دیکہنے

والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نہ رہا سہراب نے کہا جا مجکو فرصت لیتا ہون مگر لشکر کو دیکھ لیتا
ہون غرضکہ سہراب نے ادہر گہوڑا اوٹھایا رستم تو را اپنون پر آیا **ف** | میان سپہ اندر آن دو گرگ
پراگندہ گشتند خرد و بزرگ | مین جنگ مین رستم کو خیال آیا ایسا نہو یہ پہلوان نعرہ زنان شاہ ایران کے سر پر
جا ئے اسکو بہی جوش شجاعت آئے تو عجب سیر ہو اسی دشت مین خاتمہ بالخیر ہوا یہ سوچکے پرے سے نکلا
اپنی فوج مین آیا نیا تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی لاشے پر لاشا نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹہاتا ہے پہلوانونکے
دل بیٹہے جاتے ہین پرا صاف ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نوجوان بس ہو اگر ہوس ہے میرے سامنے آ
سہراب بہی تہک چکا تہا اپنے لشکر مین پہر گیا شبکو کاؤس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل
پر درد و جان بیتاب بیان کیا **فردوسی** | کہ کس در جہان کودکِ نارسید | بدین شیر مردی و گردی ندید
مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹہا نرکہا ایک کارگر نہوا کچہ پیش رفت نگیا سمجہو جیسے پروردگار کیا کرتا ہے
کون جیتا ہے کون مرتا ہے دوسرے روز پہر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی محبت آگئی یہ کہا **فردوسی**

ز کف بفگن این تیر و شمشیر کین بنام تو کردم بسے جستجوی	بزن جنگ بیداد را بر زمین نگفتند نامت تو با من بگوی	نشینیم هر دو بر آرامش بہم نشانے ہمی بزم و نام منے	ہمی تازہ دارم روی در شرم زمن نام بنہادہ کام منے

ہر چند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل جائے لیکن تحریر تقدیر کاتب نے کے لکہے کو کون مٹائے یہ سمجہا کہ
جو نوشتہ پیشانی ہے وہی پیش آتی ہے رستم سوچا کہ یہ نوجوان خرد سال ہے اسکی صلح کا اعتبار عقل کے خلاف
ہے خدا جانے اسکا کیا خیال ہے جب تہمتن نے اوسکا کہنا نمانا مجبور سہراب گہوڑے سے کودا **فردوسی**

چو شیران بکشتی در آویختند کمربند رستم گرفت و کشید نشست اوّل بر سینہ پیلتن	ز تنہا چو خون ہمی ریختند ز بس زور گفتی زمین بر درید پر از خاک چنگال و روی و دہن	ز بر دست سہراب آن پیل مست چو زد رستم شیر را بر زمین یکے خنجر آبگون بر کشید بخشیند کہ تشنیش زند بر زمین	بر آورد از جا و قد کرده پست بیامد بسی انگاہ رستم کین ہمی خواست از تن سرش را برید نبرد سرش گرچہ باشد کمین

رستم نے دیکہا یہ ہلاک کرتا ہے زیر خاک کرتا ہے **فردوسی**

سہراب نے یہ جو سنا خنجر کو غلاف کیا رستم کے کہنے سے نہ خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ
مرگ سے تو بہ اپنی اپنی جگہ پر آیا ہومان نے سہراب سے کہا بڑی غلطی بچتے ہوئی کہ تو ایسے زبردست کو

زیر کرے اور اوسکے قتل مین دیر کرے کس شدید سے تو پیش لیگیا فرخ کا رستم با بجز کمیا اب فتح ہونا بہت
محال ہے اتنی کسر کی آخر کو جوان نحر و سال ہے سہراب نے جواب دیا یہی ہے کہ زندہ رہا تو ان زمین
جر ثقیل سے اوسکو بچھاڑ انتہا طاقت مین یا انتھا بالفعل اگر میرے سامنے آئے کیا حرف ہے کہ مار ڈالے
اودہر رستم جو محجوب ہو لشکر اندر مین گھو امکون آ کے غسل کیا تمام شب بدرگاہ خدا گریہ وزاری کرتا رہا
اور طاقت اول رب سے طلب کی کہتے ہین کہ رستم مین ایسا زور تھا جب کا دنیا مین شور تھا زیادہ چلتا
اور پتھر پر پاؤن پڑ جاتا او مین گڑ جاتا پہ پاؤن چلنے سے ہاتھ اٹھایا اتنا رنج اپنے زور سے پایا تھا
اسی حالت مین مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کی تھی تمھین طاقت سے زیادہ کم ہوگئی تھی اسی بات

وہی طلب کی فردوسی	بزدان دیردان اپنا او بجواست	بر آورد کاهش گرفتن شیر کا	ہمو تن تمہیں قوت بخشید
یجون ہمند نیلگون پر سوار ہوا سہراب سے رستم دو چار ہوا ف		بکشتی گرفتن نہادند سر	گرفتند ہر دو دوال کمر
ز شبگیر تا سایہ گستر داود	ہمی بیچان اززکین گرد زرد	آخر الامر تہمتن نے نعرہ کیا کہ دریا دل کا جگر پارہ کیا	
اور سہراب کو فلک سیر کے سر سے بلند کرکے فرمودوسی		بزد بر زمین بر کردار شیر	بدانست کوهم نماند بزیر
سبک تیغ تیز از میان برکشید	برو سینه او وکتف دل بر درید	سہراب نے آہ سرد کھینچی اپنے دست تیغ اوٹھایا اور کہا انسوس کہا	

مشتاق دیدار پدر محروم ہونا کام پسیر دار ناپائدار سے چلا تہمتن شیر افگن نہ ملا مگر تو اب بھی نگلو زیر قدم
گاو زمین تہ یا ماہی بتہ دریا اختر ہوکر فلک پہ چمن نجھے تین چھپائیگا میرا باپ کہیں مستور نہ ہوگا کسی طرح تجکو
زندہ نچھوڑیگا رستم نے پوچھا اوسکا کیا نام ہے سہراب نے کہا رستم جہان پہلوان ہے اور میری ماں دختر شاہ سمنگان ہے

چو برزد رستم شد این سخن آخر روت	جہان پیش چشمم اندر شش تیرہ گشت	پھر سہراب نے کہا فردوسی	بگو تا چہ داری ز رستم نشان
کرم بادنا ہستی آگرد نکشان	کہ رستم منم کم بمانا و نام	نشیناد بر ماتمم زال سام	سہراب نے جواب دیا کہ اگر

نشانی مجھے نشانی چاہتا ہے تو زرہ کی گرہ کھول دیکھ اب طاقت نہین مجھ سا بازو سے ناکام ہے ف

کشوف کار گر شد کہ بیکار گشت	سپیر مہیش چشم بید پر خوار گشت	رستم نے زرہ کھولتے مہرہ پہچانا دفعۃً رنج زندہ ہونے لگا

پیلتن شعلہ رنج مین غرق ہوا جسم مین رعشہ پیدا ہوا ہوش حواس مین فرق ہوا لب پر نالہ آیا فریاد کرکے غل مچانے
لگا بیٹے کو بچھاڑکے پچھاڑین کھانے لگا دیر تک رخش کو خالی جو دیکھا سبکو یہ خیال ہوا کہ رستم مارا گیا سران

سپاہ نامداران سرمخواہ آگئے تھے سہراب کو تو خون مین غلطان پایا اور تہمتن کو بردے خاک گریبان چاک طپان دیکھا پہلوانون نے رستم کا سر زمین سے اوٹھا کر زانو پہ رکھا حال پوچھا رستم آہ کھینچکر بولا سے

پسر را بکشتم بہ پیرانہ سر | ز تقدیر گشتم چنین کور و کر

زوارہ گیا مجھ را رونے لگا جان کھونے لگا سہراب نے اوسی حالت مین سبکی تشفی کی سمجھایا کہ اس سے کیا فائدہ مین نہین بچتا فردوسی

چنینم نوشتہ بد آخر پسر | اگر من نگشتہ گر دم بد ت پدر

لیکن یہ آخری وصیت ہے کہ جو جو سردار پہلوانان نامدار مع فوج میرے ہمراہ آئے ہین جنگجو و لشکر ماد رستہ تن سے چھوڑ کر لڑائے ہیرو و لسیلہ جنگ کا رنج و فرنسو لڑائی لسنے بار دگر سنو بیٹے لکے سہراب نے جان بھی تسلیم کی رستم کی کربا ر الم سے دو دیتم کی حق پہلوان گریکان نکلے بر زبان لایا فت

بہ بینا و قم سزاوار پست | کہ تیز دیگ کت تیرہ مبادم نشست
دریغ این غم و حسرت جانگسل | ز مادر جدا و ز پدر داغ دل
دریغ آن ہنروری رائی تو | دریغ آن شنا و قد زیبای تو

پھر زرہ کو ہاتہ کرکے ہومان کو حسب وصیت فوج کمیت تیمور کے پار اوتار دیا سرنش سہراب ہر ایک بیتاب تھا امر ماتم کا ساماں تھا جو دیکھتا تھا انگشت بدندان حیران تھا ایک طرف تو اوس نوجوان پسر کی لاش خنجر بدل جگر پاش پاش یہین کا فور و کفن کسی جا غسال سر بگریبان گریان گورکن کہین کورے کھڑے پیر کی تیغ در رولی تھی قتل پسر سے سراسر رستم کی بے آبروئی تھی آخر کار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکھا اور صندق نعش اوٹھا کر سبز زربفت کی چادر اوسپر ڈالی سرہانکی طرف سہراب لٹکایا شامیانہ اوپر کھینچا درفش کاویانی اوسپر کھولا نشانے بائین سیاہ باپ نے سیاہ تلوارین کھینچی حال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سرداریان خنجر گذار انکی پوشاک نیلگون نگینہ جیسے جو سے خون جہان پہلوانکی یہ شان بغلون مین لوگ ہاتہ دیے سر فلک فرسا خم کیے پیراہن بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون مین بیٹھے کالہ انکا تمام عمر کا دہیا سر خاک ہر طرز تعزیہ سیطرح تا لحد سیدا کا تیر ایک ہاتہ درد کی شدت سے کلیجے پر دوسرے خاک بر سر پاپن رکھتا کہین لٹکنے سے کہین جاتا نالہ تا عرش برین جاتا تا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل کہ ٹکرا ازضعیفی یہین تک ٹیکا لگا مطعون مین تیرہ روزگار رہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ دیدار بیٹے کے سینے سے پار ہوا مجکو اپنا قتل گوارا ہے نوجوان بیٹا مینے مارا ہے فردوسی

سرا دیدہ اشک آتش اندر زدند |

همه لشکرش خاک بر سر زدند

اسی شوکت و ان غم کے سامان سے سیستان میں جنازہ پہونچا زال نے ماتم کی خبر سنکے سر ہوگیا نیلی پوشی ہوا دین فراموش ہوا شہر کے دروازے پر وہ جگر خراش پوتے کی لاش لینے چلا عزیزون کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی ماں باندوہ و فغان قبیلے کی رنڈیان نعرہ زنان شہر پناہ تک آئین سر نعش حلقہ باندھا دیر تک ماتم نوجوان کے مرنے کا سب نے غم کیا

گر پیر بود سالہ بمیرد عجبی نیست
این ماتم سخت است که گویند جوان مرد

رنڈیون سے ان کا زبان قلم کو یارا نہیں بلوائے عام تھا قیامت کا قیام تھا

آخر لاش جوان ہے جبین کو پیوند زمین کیا ایسا بیٹا کیا جسکا تجزا اندوہ و الم سے کلیجہ پھٹتا ہوا ایسے جوان بیٹے کی صورت بگاڑ کے لوٹ رہا تھا تیر کا بچا ور نہ باپ بدو شدہ ایسر نے نا دیدہ پدر کو پایا مگر جانکو بچا عمر بھر کہنا اوسکے ماتم مین سو یادار دسکی مان [illegible] اجری شنکے عجب حال ہوا ایکدم جینا محال ہوا شہر سمنگانکو آگ دی اوس آتش سوزان میں شہزادی چھلی کو دیا لگا کر [illegible] کا لا اٹھا مگر سر سے پانو تک بدن مین ہزار ہا چھالا اٹھا لاکھون سنج سہتی تھی ہر بار کہتی تھی

چرا نامدم با تو اندر سفر	نشستم از تو یکبارگی بیخبر	شبان [illegible] پس پردہ [illegible]	ز بہر چه [illegible] ادرست
بپوشید پس جامہ نیلگون	ہمان نیلگون غرقہ گشتہ بخون	دو زلفش [illegible] بیندا [illegible] بکند	بر انگشت پیچید ازین بکند
		[illegible] ورد [illegible] دیگر سیست	پس از [illegible] سر [illegible]

اب افسانہ سیاوش کی مرگ کا ہے جس سے اثر زیادہ ہے وہ شروع ہوتا ہے خامہ قصص نگار کبھی الکا سیاہ اور گاہ شمع سے روشن ہے تہمت سودا وہ اوس پاک دامان پر آفت کا آنا مملکت توران پہ

ازین داستان شد سبب تا فتم	کجا سیاوش سپید دم	[illegible] گشتہ این [illegible] نہار سن	که نوشوه [illegible] دہر انجمن

فردوسی نے لکھا ہے کہ ایک روز گیو اور طوس دریاے جیحون کے کنارے مین شکار کھیلتے تھے کثرت شکار اور وہانکی کیفیت اور بہار سے اوسی دشت مین مقام تھا شب کو آرام تھا دنکو سیر اور شکار کے سوا دوسرا نہ کام تھا اتفاقاً صحرا دشت مین ایک حور میدار و دام و صیاد ندیدہ نظر آیا یعنی ایک پیارہ قابل نظارہ حسین یہ گل اندام پری پیکر دل آرام بالباس شاہانہ نادر زمانہ اوس سے حال جو پوچھا دم سرد بھر کر جواب دیا کہ بلغار کا بادشاہ شاہ پور جو مشہور ہے مین گم کردہ خانمان وسکی بیٹی ہون سہت سے شاہ و شہریار میرے

ایکدن شکار مین رستم نامدار نے گور کے تعاقب مین گھوڑا گرم خیز کیا اوسنے بھی چابک کے ڈر سے اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز ہاتھ نہ آیا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے گور کو اول منزل گور مین پہنچایا کباب لگا کے خوب کھائے اور رخش کی لگام اوتار کے چھوڑ دیا آپ سو رہا گھوڑا گھاس کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند مین کی کمند پڑتے ہی کئی جوان تاپ سے زخمی کیے دو ایک جان سے گئے اور کمندین پڑ گئین رخش ٹاپتا رہا لیکن کچھ نہ ہو سکا وہ لے گئے شہ سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجا کے ایک گھوڑی کہ نایاب زمانہ حقیقت مین اوسکا جوڑا تھا اوسپر چھوڑا پھر رخش کو باندھ رکھا وہ بھی حاضر باش تھی فوراً القدرت پروردگار بار دار ہوئی رستم جو چونکا رخش کو نہ پایا حیران ہوا سمجھا کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر مین داخل ہوا وہ توران کی سرحد تھی مگر والی شہر افراسیاب کے سوا اور تھا خراج گزاری کا طور تھا رستم کی آمد سنکے استقبال کو وہ خوشحال آیا تہمتن کو بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان نے باواز سخت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کر لائے ہین جلد منگالے وگرنہ اچھا نہو گا شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کام نہین آتی ہے خونریزی جاتی ہے جو جوانمرد جرار ہوتے ہین وہ بردبار رہتے ہین آپکے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہمسر زمین سرفراز ہوا شہر مہمانداری بجا لاؤنگا سرکار کا راہوار تلاش کر کے منگوا دونگا

دل او ز اندیشہ آزاد شد		تہمن گفتار او شاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے سامان حاضر سب کیے آرام کرنیکو مسہری منقش بچھوائی پلنگ کو دور اندیشی سے نیند نہ آئی سوچ مین لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایکساعت کے بعد پریوش نازنین از پس پردہ نکلکے رستم کے آگے آبیٹھی فردوسی

دو ابرو کمان و دو گیسو کمند
ببالا بکردار سرو بلند

چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام
تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام

ز پردہ برآمد یکے ماہ روی
چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی

بپرسید رستم کہ نام تو چیست
چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست

یکی دخت شاہ سمنگان منم
برشک ہزبر و پلنگان منم ز

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جدائی بہت شاق تھی نادیدہ دام محبت مین گرفتار تھی زیست سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا جو یہانکا بادشاہ

آداب شاہی سیکھا اور فن سپہ گری مین بہی کوئی دقیقہ باقی نرہا فردوسی | سیاوش چنان شد که اندر جهان

اور سوائے شکار شیر اور کسی جانور پر رغبت اوسدلیر کو نتھی جب وہ نامور زمانہ ہوا تو | بمانند او کس نبد از جهان

رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاؤس کی خدمت مین روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے کاؤس نے وزیر امیر سپہ سالار
اور نامدار استقبال کو بہیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے وہ نوجوان کاؤس کے روبرو آیا مہر پدری
خون جگری نے جوش کہایا کاؤس نے کلیجے سے لگایا اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی بہت تعریف
کی پہر سات برس اپنے سات رکہکے جو فضل و کمال باقی رہا تہا اوسمین بہی کمال کیا القصہ ہر علم و فن مین طاق ہوا
صورت اور سیرت مین خلف شہریار شہرۂ آفاق ہوا قضا سے کہ اسکا حال ورد ہوا حسن و جمال کی اسکے
سوداوہ دوسری جورو کاؤس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی سلسلہ سوچنے لگی ایکدن کاؤس سے کہا مین نے
شاہزادی عالی نسب لیکے پالی ہی چاہتی ہون کہ اوسکا عقد سیاوش کے سات ہو میرے پاس اوسکو
بہیجدو کاؤس نے سیاوش کو محل مین بہیجا بہیجے سیاوش نے سلام کیا سوداوہ کو ننگ کا خیال آیا نہ
عار کیا تنگ بغل مین لیا خوب پیار کیا یہ جوان ہمارا دی عقل سے اس اختلاط دلبری دیکہا پہر مادر کو بنایا
بہت گہبرایا بظاہر شادی کا سوداوہ سے پیام دیا باطن مین اپنا کام کیا سیاوش ناسازی و بیباکی
سے رخصت ہولیکے مکان پر آیا دو چار دنکے بعد پہر اوسنے طلب کیا اور صحبت بے دغدغہ غیر ہوئی
یعنے خلوت تو بیحد سیر ہوئی دلولے مین ضبط نہو سکا راز دل بر زبان آیا وقت امتحان آیا کہا مین تجہپر
عاشق زار ہون مرغ بسمل سے زیادہ طپان اور بیقرار ہون میرا مطلب برلا دام الم سے چہڑا کاؤس کا تخت
و تاج ہے وہ تیرے واسطے آج ہے سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ ولد الزنا کا کام ہے تو مجہپر بہر کیف حرام ہے مین
اپنی جان دونگا جان جبتکے یہ حرکت ناشائستہ نکرونگا جب سوداوہ کو وصال سے یاس ہوئی تو بدحواس ہوئی
ان کیدکن عظیم خدا سے علیم فرماتا ہے دفعتہ گریبان دامن تک پاش پاش کیا و ناخن سے روے تابان کو
خراش بالون کو نوچا پریشان کیا ستم رسیدونکا سا سامان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کو کاؤس
کے کان تک پہونچا محل مین آیا عجب تماشا نظر پڑا سوداوہ کو عریان پایا کپڑے لتے چہرے پر ناخن کے نشان
آئینے کیطرح حیران ہے حال پوچہا اوس مکارہ نے کہا تیرے پسر ناخلف نے میرا یہ ڈہنگ بنایا ہے

بڑی کوہ کنی سے شیشۂ عصمت اوس سنگدل کے ہاتھ سے بچایا ہے آتے ہی تلووں بدحیا مین سے انکار کیا
تو نوچا کاؤس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا اوسنے راست راست بے کم و کاست
بیان کیا کاؤس بھی سن رسیدہ گرم و سرد روزگار دیدہ تھا قرائن سے دریافت کیا کہ سیاوش تقصیر کا
بانی فتور وہی غیرت حور ہے اور اہل نجوم کی تقریر بھی اوس شاہ کشور گیر کو یاد تھی چاہا کہ اوس چھوکری کو
تیغ بیداد سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوے ایک تو سراپردۂ خاص مین اور خواص غمگسار پرستار
بنا تی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے بڑا یہ بچاؤ تھا کہ طبیعت کا لگاؤ تھا قتل سے
درگذرا دھمکا کے یہ کہا کہ سیاوش بے گناہ ہے تیرا سامان جعلی اوسکا شاہد ہے خدا کو اوسنے اس راز کو افشا کرنا
اپنی عصمت خاک مین ملاکے مجکو رسوا نکیا مگر وہ بھیا کب باز آتی تھی روز نیا فعل لاتی تھی اتفاقاً ایک فاحشہ
حاملہ اوسکے ہاتھ آئی شیطانکی نذر دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا
کہ دوا پیکے پیٹ گراکے زنا کی تہمت مین سیاوش کو لپیٹ لالچ برا ہوتا ہے وہ راضی ہو لی ایک شب کاؤس
محل مین سوتا تھا یکایک غل ہوا کاؤس چونکا پوچھا کیا ہے لونڈیون نے عرض کی فلانی مدنظر سلطانی
حاملہ تھی اسوقت وضع حمل کیا ہوا مردہ بچہ ہوا اوسکو روبرو بلایا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو
نہ دیکھی ماجرا پوچھا اوسنے حرف بحرف سوداوہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغۂ جبر و تعدی مجھے زیر کرکے
زبردستی بدفعل کیا مین روئی پیٹی تڑپی بچہ پیٹ مین لگیا اوسی صدمے سے درد ہوتا تھا آج حمل گرا سوداوہ نے
کہا دیکھا تو اوسکو نیک پارسا جانتا تھا میری بات نہ مانتا تھا اللہ نے آنکھون سے دکھایا تیرے روبرو آیا
کاؤس نے صبح کو جلوس کرکے پہلے موبد اور نجومی بلائے وہ مردہ بچہ دکھا کر حال پوچھا اون لوگون نے
ہفتے کی مہلت طلب کی جب خوب حقیقت دیکھی حاضر ہوے عرض کی یہ نطفہ بازاری شوکت و ثروت سے
عاری ہے اگر نطفہ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت نہوتے طالع بیدار ہوتے **فردوسی**

نشانِ بداندیش ناپاک تن	بگفتند با شاہ در انجمن

سوداوہ نے فریاد و زاری سے ہنگامہ برپا کیا
کہا رستم نے نجومیون کو دہمکایا ہے اس سبب سے اونہون نے یہ فقرہ بنایا ہے تو اپنے بیٹے کی
حمایت کرکے مجکو ذلیل و خوار کرتا ہے امر حق کا انکار کرتا ہے مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کھاکے جان دونگی

ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہو اوسمین آگ لگا دو جب شعلہ کرۂ نار تک جائے سیاوش اوسمین
در آئے جھوٹ سچکی حقیقت اوس حالمین کھلجائے غرضکہ مثل آتش نمرود وہ آگ جلی بعد اسکے وہ شاہزادہ
جلیل مانند خلیل اوسمین آگے ٹھہرا جسوقت باہر آیا دامن عصمت مین دہبا نظر نہ آیا **فردوسی**

ز آتش برون آمد آزاد مرد	لبان پر ز خندہ رخان ہمچو ورد	چو بخشایش پاک یزدان بود	دم آتش و آب یکسان بود

کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا یقین ہوا سوداوہ کو بکام ترین شکین عوا جلاد طلب کر کے قتل کا اشارہ ہوا
سیاوش اور رستم نے سفارش کی در گذر کیے سوا کچھ نہ چارہ ہوا اگرچہ وہ بد ذات دن رات سیاوش کی
گھات مین رہتی تھی اسی اثنا مین خبر آئی کہ افراسیاب پھر بساز و سامان عازم ایران ہے کاوس نے کہا
قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا عہد و پیمان کا بہت آسان سہل بات ہے عجب قوم ہے انکی ذات سے
پریشانی ہے ہمیشہ عجز و منت سے صلح کرتے ہین جب طاقت ہوتی ہے لڑتے ہین ابکی بار انکی آسائش تلخ کرونگا مملکت
کو ویران اور تباہ و پامال کرونگا جبتک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار ہوگا مجھکو صبر و قرار نہوگا
سیاوش نے چاہا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لے سوداوہ کی جنگ و زرگری سے نکلو کاوس سے عرض کی
اس مہم کا اس بار فدوی اپنے ذمہ لیتا ہے توفیق حق شامل اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب بمدد یزدان
جلد تباہ ہوگا کاوس نے رستم سے صلاح پوچھی اوسنے بھی سیاوش کی خاطر سے صلاح دی کہا شہریار
راحت و آرام فرمائے غلام سیاوش کے ہمراہ شرط فرمانبرداری بجالائے القصہ فوج جرار جوق جوق و خیل
خیل اونکے ساتھ روانہ ہوئی اور زر نقد فزون از شمار فیلان جنگی کوہ پیکر اسپان سبک جست رفتار مین صرصر یلان
نامدار خنجر گذار جو میدان نبرد اور معرکہ رزم کو بزم طرب سے اچھا جانتے تھے اور عروس جنگ کا مہر نقد جان
باندھکر گھونگھٹ کھولتے تھے دامن گرد افشانتے تھے ہر دم تلوار تولتے تھے سیاوش کے ساتھ چلے کاوس ایک
منزل ہمراہ آیا وہانسے رخصت کیا اوسطرف افراسیاب گرسیوز کا انتظار کرتا تامل سے چلا آتا تھا
مگر سیاوش نے بجلدی تمام ترین بلخ کا محاصرہ کیا **ف**

چو ایران سپہ (فوج) بد زرہ بید رنگ	بدروازہ بلخ بر ساخت جنگ

بارمان بلخ کا حاکم تھا کچھ دن نکلکے لڑا جب عافیت تنگ اور زندگی تلخ ہوئی سپاہ کے قلعے مین چھپا
گرسیوز یلغار آیا پھر دونون لشکر لڑے لیکن تاب گرز گودرز شکن اور شمشیر سر قدم تیغ زن کی نلا کے پھر فرار ہوکے

قلعے مین آئے ہزارہا سر پامال سم سمند ہوئے دونون قلعہ بند ہوے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب
بہت بیتاب ہوا شبکو عالم خواب مین نعرہ کرکے چونک پڑا مخدرات عصمت متحیر حال پوچھنے لگین ف

چھین داد پاسخ کہ پرسش مکن	مگو اندرین وقت و بر من سخن

آخرکار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا مین نے اسوقت
خواب مین دیکھا کہ ایک صحرا ہے پر خطر ہولناک ہے وہان مع لشکر مین کھڑا ہون جہانتک نگاہ جاتی ہے
سانپ نظر آتے ہین اور سر پر عقاب منہ کھولے پھرتے ہین ناگاہ ایران کیطرف سے تند ہوا چلی اور
پہلوان آئے علم میرا انگونسار کیا خیمے کی طنابین کاٹ کے مسمار کیا تمام فوج بھی کٹکر قتل ہوئی جوے
خون بہی پھر مجھکو گرفتار کرکے کاوس کے روبرو لیگئے دونون جوان بلند قامت خردسال تخت کے
روبرو بیٹھے تھے وہ اوٹھے مجھپر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے میرے آہ کی ابتک صدمہ
دل پر ہے تعبیر دان حاضر ہوے برعکس اوس خوابکی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین نہوئی اونسے کہا اس
واقعے کی حقیقت بے کم و کاست بیان کرو سچ کہدو اوسکے خوف و ہراس نے سبکے ہوش و حواس کھوئے
تھے ایک نے جانکی امان مانگ کے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہین صلح کرنی ضرور
ہے ورنہ اس جنگ مین ضرر ہے فتور ہے یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو خلعت و انعام دیا اور کرسیوز
بھی اوسی روز بلخ سے بھاگ آیا افراسیاب نے ہدیہائے نادر گران بہا تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ
لکھکے کرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم و تکریم سے بائین طرف تخت بچھوا کے
بٹھایا لطف سے پیش آیا دست راست تہمتن غیور ہمت چپ کرسیوز روبرو مجلس طرب بنی سبسے پہلے
اوسنے نامہ دیا رخصت کے وقت پیام زبانی عرض کیا پیچھے سیاوش نے جہان پہلوان مرد کاردان سے
نامے کا مضمون بیان کرکے مصلحت وقت پوچھی تہمتن نے کہا افراسیاب آپ سے لڑنیکی تاب نلایا یہ سر صلح لایا
لیکن وہ جھوٹا مکار ہے اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے دو شرطین جو قبول کرے تو مضائقہ نہیں
ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اوسمین نصف عزیز و اقربا غمگسار آدھے پہلوان نامدار دوسرے
ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہے جس بستی کو اوجاڑ گیا ہو بسائے لوٹ ہمارے پاس پہونچائے
صلح ہوجائے دوسرے روز کرسیوز نامے کا جواب لینے آیا سیاوش نے شرطونکو سنایا کرسیوز نے

یہ سب ماجرا افراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی غرض گرامی حسب طلب بھیجدیے اور سمرقند و
بخارا اوسکے قبضے میں سے خالی کردیے آپ با دل تنگ توران سے لب گنگ تک قیام کیا سیاوش نے
وہ اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت سے کاوس کو آگاہ کیا یہان تہمتن کے آنے
سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کاوس کو پہونچی تھی نجومیون سے مآل کار کا حال موبدون نے
تعبیر سے کچھ پوچھ لیا تھا وہ باتفاق کہتے تھے کہ بخت و اقبال شاہ اوسی سال افراسیاب کا استیصال
ہو جائیگا مقید آئیگا جسدم جہان پہلوان سے ماجرا افراسیاب اور صلحنامہ کاوس کے رو برو لایا بہت
افروختہ ہو کے منہ پھیر لیا کہا صلح تو نہ ہوگی پیکار کا طالب ہون اگر تمکو اس لڑائی سے انکار ہے چند سے
آرام کرو دوسرا شخص اس کام پر مامور ہوگا تہمتن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا عرض کیا ہوا مجکو ہمراہ رکاب ظفر
انتساب کیجیے کسی اور کو سر لشکر نامزد کیجیے کاوس نے اوسیدم طوس کو سالار لشکر کیا سیاوش
کو یہ پیام دیا کہ وہ جو سو آدمی افراسیاب نے بھیجے ہین اونکو میرے پاس روانہ کر دو ہدیہ اوسکا
مسترد کرو اور فوج و لشکر طوس کے حوالے کر کے یہان چلے آؤ سیاوش یہ ماجرا سنکے افسردہ
خاطر ہوا دلمین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمانبرداری مین عہد شکنی ہوتی ہے تمام زمانہ نا تجربہ کار کہیگا
اور عہد و صلحی مین کہان جائے رہیگا اسیطرح دو چار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو رہی
پھر افراسیاب کے لوگونکو اوسیکے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاوس صلح پر راضی نہوا مین اعتراضی
مین آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہے خبردار مین اپنے عہد و پیمان پر ثابت رہا
سلطنت کو چھوڑا یار و دیار سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب عزم بالجزم ہے وہان جائیے
کہ کیکاوس کے ہاتھ نہ آئیے وہ خون آشام ہے درپے انتقام ہے والسلام افراسیاب نامے کو پڑھ کے غمگین ہوا
لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاوس کو نفرین لکھی اوسنے سیاوش کو تسکین لکھی پھر تحریر کیا کہ کیکاوس سے مجکو
کسیطرح آشتی منظور نہین اور طوس بچا ہے اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے مین آئے گی
گوشمالی ہو جائیگی اور ایاے تشریف فرمائی جو لکھا تھا اگر اسطرف چلے آؤ دلکو سرور آنکھون کو نور آئے
کاوس سے بعد المشرقین ہو جائے جونسا ملک کہو خواہ دور استراحت کو منظور ہوگا بجان و دل حاضر ہے

تو فرزند باشی و من چون پدر	بود پیش فرزند بستہ کمر

جب یہ جواب باصواب افراسیاب کے پاس سے آیا سیاوش بشاش ہوا بہرام کو بلایا ممالک بلخ اور خزانہ تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی رفاقت مین بھی تین سے سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا افراسیاب سے دوچار ہوا پھر نامہ کاؤس کو بصد رنج والم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا سے میرا قتل گوارا تھا نجومیون نے بلا اثر غیب بیگناہی کی گواہی دی اسپر آتش غضب نہ بجھی جلتی ہوئی آگ مین سوداوہ کی لاگ سے ڈالا دانائے پنہان و آشکارا نے سلامت اوس سے نکالا اب مین نے افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت باین شان و شوکت پہونچائی مفسدونکے بھڑکانے سے آپکو نہ پسند آئی اسلئے مورد قہر و عتاب تقصیر وار ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا آئندہ کس جانفشانی پر امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا تاکے بیہودہ اوقات کٹتا ایسی باتون سے مجبور اپنے باپ سے دہن اژدر مین مین تفتہ جگر در آیا سنگ عجز کے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک کرے بہتر ہے نہ کہ باپ بیزاری سے آنکھ اوٹھا کے دیکھے فردوسی

ز شادی بکردم گل نوبہار	شدم من بچم در دم اژدہا

القصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دوبدو ہوے تو گھوڑے سے اوترا فردوسی

سیاوش چو اورا پیادہ بدید	فرود آمد از اسپ پیش دوید
گرفتند مر یکدگر را ببر	لبسو بدادند بر چشم و سر

پھر سیاوش کو سوار کیا دروازہ شہر پناہ سے دیوان خاص تک سیم و زر نثار کیا اور جشن شاہانہ ترتیب ہوا ایکطرف مطربان خوش صدا نغمہ پرداز اور نکیسا رباب و چنگ و سرود ہاتھ مین لیکر حاضر ہوے اپنے قرینے سے بیٹھے ایک سمت پریزادان زہرہ جبین رشک لعبتان چین کا مجمع ہوا غلغلہ عیش و نشاط تا چرخ برین پہونچا نائے و نوش کا شغل رہا افراسیاب سر محفل سیاوش کی مدح کرنے لگا کہا پروردگار نے تین شرف تجھکو عطا کیے ہین ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہے دوسرے اس سن و سال مین راسخ الاقرار ہونا محال ہے تیسرے صاحب حسن و جمال ہے ایک عالم مفتون و شیدا ہے ہماری خوش نصیبی تھی کہ تونے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا آسمان فرسا ہو تو بجا ہے سمجھا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر میرے شہر مین رونق افزا ہوا سیاوش ان الطاف عنایت سے بمرتبہ اتم مسرور ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکریہ زبان پر لایا کہا جو کچھ ارشاد ہوا فقط

مراحم شاہانہ ہے ورگرنہ بندہ غریب و یار بیکس و مددگار گم کردہ آشیانہ ہے اب ہر روز محبت و الفت کے
ترقی ہوتی تھی دلکی کلفت کھوتی تھی چند عرصے مین ہمیشہ خاص باختصاص ہوا ر طلب و یا بس بے مشورہ
سیاوش نہوتا تھا پہلے یہ جب آرام کر لیتا تو افراسیاب سوتا تھا پیران ویسہ کہ اکابر سلطنت اور عقل
کل افراسیاب کا تھا اوسنے یہ حال اوس صاحب اقبال کا جو دیکھا سیاوش کو تنہا لیگیا اور یہ کہا فردوسی

بدین مہربانی کہ با تست شاہ — بنام تو خسپید آرامگاہ
چنان دان کہ خرم بہارش توئی — نگارش توئی غمگسارش توئی

ایسے شفیق کے پاس سے دور جانا عقل کے نزدیک ناروا ہے برا ہے مصلحت یہ ہے کہ اپنی شادی کر لے کہ
مونس و غمگسار ہو شب تنہائی مین جلیس و وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا پیران نے اپنی بیٹی کا کہ یہ اوسکو
حریرہ کہتا تھا اور نام اوس سمنبر کا گلشہر تھا اسکے ساتھ عقد کر دیا نہایت حسین و مہ جبین شمع انجمن افروز
شب تا یادگار روزگار خجستہ اطوار تھی فردوسی

سیاوش چو روی جریرہ بدید — خوش آمد و را خوب خندید و بشادی گزید

شب و روز خاطر عمیدہ اوس سے خرم و شاد کرتا تھا بھولکر بھی کبھی کاوس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد
کرتا تھا اتفاقاً کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپنے شادی مین جلدی کی ورگرنہ افراسیاب نے اپنی بیٹی
فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جوابدیا اب کیا بگڑا ایسے مقدمون مین اتنی بات سے
کہین خلل آتے ہین بادشاہزادون کے سیکڑون محل ہوتے ہین یہ کہکے افراسیاب کے مونہ خاص کو پاس
بلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندون سے زیادہ کرتا ہے اور مین بھی باپ سے
زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہون اگر مجکو دامادی مین سرفراز کرے شفقت سے بعید نہو
یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہو گیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ تو عاشق زار تھی فریفتہ نثار تھی
کہنے لگی میری عین خوشی ہے مجھسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیونکی طرح خدمت مین رہونگی
اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین را ببوسید گلشہر گفت — کہ خورشید انگشت نا ہید جفت

اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی عاشق ہو گئی
ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹھوین دن فرنگیس سیاوش کے عقد مین آئی نقد و جنس و جواہر
ہاتھی گھوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز مین دیکے حکومت چین اوسکو دی ختن مہ جبین

کو دی کہ چند روز بے دغدغہ بخیر وہان سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتہ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاوس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا رستم بھی بے اجازت سیستان مین جاکے خانہ نشین ہوا کاوس نے طوس کو نامہ لکھا جنگ توران سے منع کیا ذکر بنائے فساد و باعث تحریک گرسیوز بدنہاد کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا پہنانی عدو تہا جانی لکھا ہے کہ سیاوش جو چین مین گیا وہان کی آب و ہوا سے چین نہ ملا کچہ لوگ اطراف و جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈھونڈھ کے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نہ گرماش گرم نہ سرماش سرد	ہمہ جا ہمی شادی و آرام خورد
نہ بینی دران شہر بیمار کس	یکی بوستان نہ بہشت است و بس

سیاوش نے جاکے دیکہا صحرائے پر فضا دریائے گنگ کا کنارہ اوسی عمارت عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان تیار ہوا مصوران سکدست باریک نظر نقاشان نادر بلاکے کاوس و قباد و شنگ و افراسیاب سام نریمان زال و رستم دستانکی تصویرین کھچواکے تختہ ارژنگ مرقع مانی بیمثل لاثانی کردیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسیدم ہزار ہا روپے اور کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کرکے بہیجے اور لکہا جو کچہ صرف ہو خیال نکرنا دلی کا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تھا اور گلشہر ماہ جبین کو پیران ویسہ کے پاس سونپا یا تھا اسواسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی صعوبت نہ اوٹہ سکتی جب نو مہینے گذرے بیٹا پیدا ہوا گلعذار پری رخسار افراسیاب نے اوسکو گود مین لیکے فرود نام رکہا اور موافق رسم توران زعفران لڑکے کے ہاتہ مین لگا کر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بہیجا اور بہت سے تحائف بھی گرسیوز کے ہمراہ روانہ کیے یہ بھی افراسیاب کا داماد تھا مگر برا کینہ ور بدنہاد تھا سیاوش کے کینہ اوس کمینے کے سینے مین ہر دم منتظر وقت کمین مین رہتا تھا فساد مین کمی نکرتا تھا الا افراسیاب کے ڈر سے کچہ کسی سے نکتا تھا جب پر فتور سینے گرسیوز سیاوش پاس پہونچا وہ مسرور ہوا اوسکو بہت کچہ دیا مگر استقبال نکیا اسکی بدباطنی کا خیال کیا ہر روز فوج کا جائزہ مکانات کا تماشا اوسکو دکہایا اس کوتہ بین کو رشک آتا کچہ دنونکے بعد یہ نطفہ غا رخصت ہوا افراسیاب کے پاس آیا قساوت قلبی سے سیدہی باتون کو اولٹے قالب مین ڈہالا سیاوش کا ڈہنگ طبیعت کا رنگ

منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہے
کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو دشمن بغل مین ہے دیکھیے انجام کیا ہو افراسیاب بزدلہ رو بہ بازی
مین آگیا دہوکا کہا گیا اوس نے زریعتہ شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی پر ظاہر نکیا پھر یہ صلاح ٹھہری
کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلائے گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامہ طلب پھر اوسی
بدباطن سے لکہا کے بھیجی سیاوش نے اوسکی خاطر داری اور سفر کی تیاری جلد کی یہ مفتری تعمیل حکم مین مقدمہ
برعکس سمجھا کہ اگر یہ فوراً پہونچ جائیگا میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑہائیگا تنہا سیاوش کو پایا افسردہ
خاطر ہوکے کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجھ جاؤگے نہین تو
پچھتاؤگے سیاوش اسکا سبب پوچھنے لگا اوسنے تجاہل کر کے ٹالا یہانتک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا
ایسا جال بچھایا بعد از عہد و پیمان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا رشک ہے غم ہے تجھسے
آشفتہ خاطر ہے طبیعت برہم ہے چاہتا ہے کہ تجھے بلا کے نیا ستم کرے گلا تیرا تہ تیغ دو دم کرے
سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجھسے محبت و الفت رکھتا ہے دنیا مین داماد کا جلاد نہین سنا یہ حرکت
اوس سے نہو گی گرسیوز کہنے لگا کہ داماد کی حقیقت بھائی سے زیادہ سننے مین نہین آئی جو حقیقی بھائی کو
حلال کرے اوس حرامزادے کی محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور ہے تو ابکی بار یہ لکہہ فرنگیس کی
طبیعت علیل ہے میرے آنیکی کونسی سبیل ہے بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش نے راست باز نشیب و
فراز کچہ نسوچا نامہ لکہکے حوالے کیا پھر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بھڑکا کے آگ لگائی اوسی دم لشکر جرار بہم
کر کے افراسیاب نے کوچ کیا رنج سفر اختیار کیا گرسیوز کو لشکر کا سالار کیا جسدم آنیکا حال سیاوش نے سنا
فرنگیس سے کہا گرسیوز سچا تھا فردوسی
فرنگیس بگرفت گیسو بدست
گل ارغوان را بفندق بخست
همی کند موی و همی ریخت آب
ز گفتار و کردار افراسیاب
فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور
ہوں یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار ہو سکونگی پھر کہین شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چھ مہینے کا حمل تھا
گھوڑے کی سواری اور بھاگنے مین سراسر خلل تھا سیاوش نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنیوالے
ساتھ لیے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار تجھے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکھنا ہماری یاد

علے الدوام رکھتا افراسیاب اسکے فرار سے آگاہ ہوکے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزار سوار
کی حقیقت لاکھوں کے روبرو کیا ہوتی ہے ایک کی دوسرے سے دوا ہوتی ہے سبکے سب
جان سے سیر ہوکے تہ تیغ ہوئے سیاوش کا گھوڑا پی ہوا وہ پیادہ ہوا مرگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے
فوج سے کہا اسکو حلقے میں گھیر لو پاس نہ آنے دو وہ تدبیر کرو دور سے باران تیر کرو ہلا دو انکو
اسکی تنہائی کا ملال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے دامن و گریبان چاک کیا
سر زلف آشفتہ بخون و خاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آئی منت کے کلمے زبان پر لائی **فردوسی**

مکن جنگ برتن او ستم | زگیتی دو رو زنت برباد دوم
زکین سیاوش شنشند آب | کند خلق نفرین افراسیاب

کنون زندہ گم کرد کاوس شاہ | چو دستان چون رستم کینہ خواہ
دل شاہ توران او بر نسوخت | زمین خیرہ چشم خود در اندوخت

فرنگیس کی امید منقطع ہوئی ناچار رہا دل زخمدار بامید نظارہ واپسین سیاوش کے قرین آئی **فردوسی**

ہما کرد سیاوش سپید | بہ گنبد رابکند فغان بر کشید
ظفر الشکلہ آسان کناد | دل بگالت ہراسان کناد

بگفتا کہ ایدر این کجا بد امید | کہ از غم بلرزاندم ہمچو بید

دوسرا روز غم اندوز ہوا افراسیاب نے گروی نام
ایک پہلوان تھا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لا وہ لے چلا **فردوسی**

سیاوش بنالید بر کردگار | کہ ای برتر از جای و روزگار
کہ شاخ پیدا کن از تخم من | چو خورشید تابندہ بر انجمن
کہ خواہد از دشمنان کین من | کند تازہ در کشور آئین من

غرضکہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش
کا سر کاٹ کے سر نیزے پہ چڑھایا اور وہ طشت پر خون افراسیاب کے روبرو لایا **فردوسی**

یکی طشت بنہاد زیر برش | جدا کرد از ان سرو سیمین سرش

اوس سفاک بیباک نے سر لٹکایا خون [illegible]
بہا دیا لکھا ہے کہ جب وے زمین خون بیگناہ سے رنگین ہوا تو خالق لیل و نہار نے بطریق [illegible]
گھانس کو اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوسکا نام ہے فائدہ اوسکا زبان زد خاص و عام

گیا الگو کہ ہم من نشان | کہ خوانی ہمی خون سیاوشان
بسے خلق را فائدہ ہست ازو | [illegible]

فرنگیس با جان سوختہ و دل داغدار اوسکے مزار پر گئی نالہ و آہ کیا کہ حال [illegible]
اس حال کی جب خبر ہوئی گرسیوز سے کہا اوسکو قید کرکے ایسا مارو کہ تکلیف [illegible]

اوسکا پیٹ گر جائے اسقاط حمل ہو گو زیست مین خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے
پیران ویسہ اس قصے سے ناگاہ آگاہ ہوا افراسیاب کے حضور مین آیا یہ کلمے زبان پر لایا **فردوسی**

فرستد ورا سوی خان من	اگر شاه روشن کند جان من	نه اورنگ شاهی نه تاج و نه تخت	همانا بجز بیهٔ فرنگیس گفت

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جسوقت
لڑکا ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے
گھر میں لے آیا رونے پیٹنے کو منع کیا تشفی کرکے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری ہوئی
دردزہ ہوکے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش خوشخو کیخسرو رکھا اور دودھ پلانیکو دایہ
مقرر کرکے گلہ بان جو معتمد علیہ تھا وہ لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرا مین اوسکو
دودام سے بچا کے آرام سے پرورش مین مصروف رہنا اور اس حال کی کسیکو خبر ہونے نپائے
یہ راز زبان پر ہرگز نہ آئے وہان اوسی شبکو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص شمع روشن ہاتھ مین لئے اوسکے
پیچھے سیاوش تلوار کھینچے آیا ہے چاہتا ہے کہ میرا چراغ ہستی گل کرے مملکت مین اندھیرا بالکل کرے اور کہا ف

شب اردن شاه کیخسرو ست	که روز نو آئین و جشن نوست	ز فر جام گیتی یکی یاد کن	ازین خواب نوشین سر آزاد کن

افراسیاب بصد اضطراب چونک پڑا پیران کو بلا کے پوچھا فرنگیس کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے
کہا درست ہے کہا میرے روبرو لاؤ مین دیکھونگا پیران ویسہ نے جواب دیا کہ فورًا اوس لڑکے کو مین نے
جنگل مین پھینکوا دیا باوجود وعدہ سامنے نہ لایا آمین یہ مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل
یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ عداوت بدخواہ سے قتل کر چکا ہے دامن لہو
سے بھر چکا ہے اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان پر عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا
سے ساکنان شہر کو بچاتی لکھا ہے کہ جس روز سے ہنگامہ قتل سیاوش ہوا تھا افراسیاب ہر شب خواب
پریشان ہولناک دیکھتا تھا روتا تھا چین سے نسوتا تھا اور کرسیوز کا فتور کھل گیا تھا کوفت سے ہر دم کے
افراسیاب کا بدن گھل گیا تھا یہ سنکے چپ ہو رہا کچھ نکہا جب کیخسرو اوس صحرا مین دس برس کا ہوا
پیران نے معلم و ادیب یکتائے روزگار تیر انداز شہسوار کشتی گیر جو علم و ہنر شاہ و شہریار کے ہوتے

ہین شاہزادے جس روش سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو سکھاتے ہین سب کچھ
اوسکو اوسی دشت مین سکھایا جسدم اوسنے سب مدارج سے چھٹی پائی پیران ویسہ کو خسرو کی ہمت و
جرأت جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک وزیر بسبیل تذکرہ افراسیاب سے کہنے لگا کہ فرنگیس کا بیٹا جنگل
مین پرورش ہوا تھا اوسکو جنون ہوگیا دن رات دیوانون کیطرح واہی تباہی بکتا ہے کوئی کام اوس
ناکام سے ہو نہین سکتا ہے افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلوا او پیران ویسہ
خسرو کو سکھا گیا کہ افراسیاب تجھسے گفتگو کرے یا کچھ حال پوچھے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
ہاے ہو کرنا القصہ جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جھکایا دم تقریر کچھ سے
عجب باتین کہین اگر صبح کا حال پوچھا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی
انتقام خون پدر کا کھٹکا مٹا کہ یہ مجنون ہے حال اسکا زبون ہے یہ سمجھا کہ خرابی انجام کا ہے دیوانہ بکار خود
ہشیار ہے حکم کیا کہ یہ لڑکا فرنگیس کے حوالے کرو کچھ کھانے کو مقرر کرو کہ دونون گذر کرین سر قبر
سیاوش زندگی بسر کرین غرضکہ وہ جو عمارت عالیشان تخت مکان سیاوش نے بنوائے تھے
اب ویران بے مکین تھے یہ وہان گوشہ نشین ہوے دونون عزلت گزین ہوے آگاہ ہونا پدر کیکاؤس

کا قتل فرزند جوان پر نالہ پہونچانا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب سوداوہ کا مارنا افراسیاب سے لڑائی

جسدم یہ خبر وحشت اثر جانگداز قتل سیاوش کی
ایران مین کاؤس کو پہونچی کہ بیٹا اس ذلت و خواری سے مارا گیا بیگناہ کا ناحق اوتارا گیا الغت پدر کی
نے سینے مین جوش کھایا لخت جگر خونناب دل کی راہ ہو کر چشم تر کی راہ سے نکل آیا لشکر [illegible]
کو جمع کرکے رستم نامور کو بلایا حال سنایا تہمتن نے شدت سے گریہ و زاری کی [illegible]
پھر کہا یہ سب فساد سوداوہ بدبخت کی بدولت ہوا جو اوسپر تہمت بیجا رکھتی [illegible]
کے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش آتا کاؤس نے کہا سچ ہے رستم نے [illegible]
گرفتار [illegible] اندیش کے نزدیک بہت دور ہے باعث فتنہ [illegible]

[illegible] بود دستہ انجمن	کفن بہتر از فرمان زن	اگر نیک بودی زنان را [illegible]	[illegible] نام بودی نہ زن

یہ کہکے محلسرائے سلطانی مین جاکر سوداوہ کا سرتن سے جدا کیا اور بے تامل بالشکر گران متوجہ سرزمین
ایران ہوا قتل سوداوہ سے مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گھر گھر خبر ہوئی یلان نامدار سپہ سالار تیغ زن خنجر
گذار سیاوش کے ماتم دار ہوے سب نے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بے گناہ کیا بادل
خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوے اثنائے راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین
دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست نشاہ زور سے بدمست تھا تیس
ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے ہمراہ کرکے رستم سے لڑنے کو بھیجا جسدم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین
آیا روے سیاہ پرے سے نکلکے دکھایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تھا اوسنے آکے
کمند مین لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکھایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کرکے رستم کے روبرو لایا پیلتن
نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کرکے کاؤس کے پاس بھیجدو کہ کچھ اوسکو تسکین ہو اسواسطے
کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نجانتا تھا غرضکہ طوس نے طشت منگا کر سرخہ کو ذبح کیا وہ
طشت پرخون اور سر اوس بخت واژون کا کیکاؤس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے سے افراسیاب
کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتھ سے چھوٹ گئی کہا اب نوبت
ہماری ہے مرنے کی تیاری ہے اور اطراف و جوانب سے فوج بحساب جمع کرکے رستم کے
مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک بیک نظر جاتا تھا
سواروں کا پرا نظر آتا تھا

نہان گشت خورشید گیتی فروز	تو گفتی تم شب دیبانہ روز
شد از سلم بیابان مین لالہ رنگ	زنیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان بیردمان اوسنے کہا
آج رستم سے مین مقابلہ کرونگا افراسیاب نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی
بیٹی نوجوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا خاصہ مع سلاح جنگ اوس نہنگ بحر شجاعت کو دیکے
رخصت کیا بڑے کروفر سے پیلسم سر میدان آیا فردوسی

چو بشنید گیو این سخن بر دمید	بزد دست تیغ از میان برکشید
بایرانیان گفت رستم کجاست	کہ گویند کہ روز جنگ اژدہاست

پیلسم نے بچشتی تمام تلوار خالی دیکے نیزہ گیو کی کمر
مین لگا کے چاہا کہ خانہ زین سے اوٹھالون فرامرز نے بجلدی تمامتر تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا پیلسم نے جھلا کے

تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس چمک سے لڑنے لگا کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی گیو اور فرامرز دونوں کو عاجز کیا رستم نے یہ حال دیکھکے رخش کو جولان کیا عزم میدان کیا اور برابر آکے گیو اور فرامرز کو جدا کیا خود مقابلہ کیا پیلسم اوسی گرم جبری مین تلوار رستم کے سر پر لگائی جھناکے کی آواز آئی تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے چھوٹ گئی مگر رستم سے پہلوان کا مغز پریشان ہوگیا ف

یکے نیزہ زد در کمربند او / ززین برگرفتش بگردار گو
چنین گفت رستم بافراسیاب / کہ این پہلوانست با جاہ و آب
بامید دختر یلان را بجنگ / فرستادہ خواہی تو بنام و ننگ
بخشم اندر آمد شہ نامدار / عنانرا بپیچید در کارزار
ہمی بزدنا قلب توران سپاہ / ببیند آتش خوار در قلبگاہ
کنون تخت و گنج و مال و سپاہ / بدو دہ کہ زیبد باو تاج و گاہ
بجای سیاوش چہ کردی وفا / کہ دیگر کسان را نمائی صفا

ایسے کلمے سخت اوس صاحب افسر و تخت کو سنا کر پیلسم کو قلبگاہ مین پھینک کے اپنے لشکر کیطرف پھرا کسیکو اتنی جرات نہوئی کہ رستم سے آنکھ ملائے جسطرف بڑھتا تھا کوئی منہ پر نہ چڑھتا تھا پہلوانونکا دل ٹوٹ گیا پیلسم کے باندہنے سے جی چھوٹ گیا جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارہ کیا وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب نے بصد پیچ و تاب گھوڑا بڑھایا رستم ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا باواز بلند سنایا کہ آج سرمیدان سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہون فاش زک تجکو دیتا ہون افراسیاب نیزہ پکڑ کے دوبدو ہوا چند طعنو نکے بعد نیزہ تان کے تہمتن کے سینے پر لگایا جوشن پر اثر نکیا رستم نے خشمناک ہوکے نیزے سے جواب دیا وہ توبچ گیا گھوڑا زخمی ہوا ف

نگاور زدر در اندر آمد بسر / بیفتاد ازو شاہ پرخاش کر

جہان پہلوان نے چاہا کہ سرمیدان بر نوک سنان اسے سربلند کردن کہ ہومان پہلوان نے دوڑ کر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تو نگرا مگر ضرب کے صدمے سے گھوڑے نے سر جھاڑا اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گھوڑے پر بیٹھکے باگ اوٹھائی تہمتن ہومان پر حملہ آور ہوا اوسکا بھی حال خوف سے نوع دگر ہوا بھاگا رستم نے تعاقب کیا سران فوج نے جو برگشتہ اقبال دیکھا کہ سر زمین آئی سب نے چشم پوشی کی پیٹھ دکھائی ف

سہ فرسنگ چون اژدہا دمان / بگردند دنبال تورانیان

افراسیاب نے سوارون سے کہا جلد جاکے کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ اگر رستم کے ہاتھ کیخسرو آئے گا قصہ بڑھ جائیگا

پیران نے کہا وہ دریاے چین کے پار ہے وہان لشکر کا کب گذارا ہے یہ سنکے چپ ہو رہا پہر کچھ کہا جہان پہلوان شادمان بافتح وظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹہا توران تحت حکومت ہوا **فردوسی**

تہمتن نشستا نبر تخت او	نجاک اندر آمد سر بخت او
زایوان ہمہ گنج او باز جست	بگفتند با او یکایک درست

سات برس بڑے لطف کے ساتہ توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش مین فوج رہی پہر وہانکی حکومت فرامرز کو سونپی آپ سب مال اور گنج بیرنج ہمراہ لیکے کیکاؤس کی خدمت مین آیا داستان گذشتہ مفصل برزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو وفرنگیس دریاے چین کیطرف بہیجا جب گیو رخصت ہوگیا تو گودرز نے خواب مین خسرو کو دیکہا اوسنے جزیرے کا نام اپنے رہنے کا مقام سب بتادیا گودرز نے کچہ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچہے دوڑائے کہا جہان وہ ملی رہے پتے کمنا رفاقت مین رہنا ڈہونڈہتا گیو کا کیخسرو کو پہر پانا لب چشمہ اوس نیکخو کو لیکے چلنا پیران ویسہ کی لڑائی اور گرفتاری القصہ گیو منزل و مقام بادل پر آلام طے کرتا جاتا تہا جس سے پوچہتا کیخسرو کا تیا نہ بتاتا تہا پہرتے پہرتے گیو تنگ ہوا چاہا کہ پہر چلون غیرت مانع ہوئی جرأت نے رخصت ندی دل سے کہا اگر بے نیل مرام پہر جاؤگے رستم کو منہ کیا دکہاؤگے ایک روز رہبری طالع بیدار اور مدد بخت کامگار سے کچہ آدمی اوس دشت مین دوچار ہے گیو نے پوچہا کہ اس صحراے ہولناک جنگل پر خطر مین تم کہان جاتے ہو کدہر سے آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہین کیخسرو کے پاس بہیجا ہے سنتے ہی دل مین شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچہ لیا اپنا حال ظاہر نکیا راتکو اون لوگون نے گیو کو دیو سمجہ خوف کہایا اور ایسا ہراس آیا کہ بہاگ گئے صبح کو گیو نے کسیکو نپایا پوچہتے ہوے پتے پر قدم بڑہایا اوسکی نظر لفضل رب بہتی دوسرے کی پروا کب تہی چلا گئی دنکے بعد ایک چشمہ سرد و شیرین روان نظر آیا اور ایک جوان بصد فروشان کیان وہان پایا جام مے لالہ فام در دست نشاہ شباب سے مست گیو نے دلسے کہا الحمد للہ کہ منزل مقصد کو پہونچا لب چشمہ جوئیہ سرد روان ہے بیشک کیخسرو ذی شان ہے قریب آیا دست ادب باندہکے شرط بندگی بجا لایا عرض کی کہ اے جوان دولت صاحب صولت وشوکت بادہ نوش خلف سیاوش تو ہی ہے یہان

نگاہ اول کیخسرو نے پہچانا فوراً افرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہے اسکو تعجب ہوا قدم پر سر جھکا کر کہنے لگا
کہ اے سلطان روے زمین تم آپکو کیونکر یقین ہوا کہ مین گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگارخانہ سیاوش
مین سب پہلوانونکی تصویرین دکھا کے نام بتائے تھے میرے باپ نے بڑی مشقت سے سب کے
نقشے کھچوائے تھے لیکن تم نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبہ
شوکت سلطانی بشرے سے فر کیانی عیان ہے مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دیکھون **فردوسی**

برہنہ تن خویش بنمود شاہ	نگہ کرد گیو آن نشان سیاہ
کہ میراث بود از گہ کیقباد	درستی بدان بد کیان انژاد

گیو نے زمین پر سر جھکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گھوڑے پر سوار کر کے فرنگیس کے پاس آیا
اوسنے کہا یہان وقفہ مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہے تو قریب مرغزار ہے تھوڑا سا پلہ ہے وہان
افراسیاب کا گلہ ہے اوسمین بہزاد ایک گھوڑے کا نام ہے اوسپر نہ زین ہے نہ لگام ہے تند رفتار تیز گام ہے
افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہے بڑا دوڑنے والا ہے اوسے لا گیو وہان گیا
بہزاد بلکہ اوسکے ساتھ اور ایک آد فرنگیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و غم وہانسے
گرم خیز باد تند سے تیز ایران سمت بادل فرحان ہوے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچھ لینے
آئے تھے سر پیٹتے خالی پھرے پیران کو خبر پہونچائی کہ غضب ہوا گیو فرنگیس اور کیخسرو کو لے گیا

چو بشنید پیران غمین گشت سخت	بلرزید بر سان برگ درخت

اوسیوقت گلباد کے ہمراہ تین سے سوار جرار
رزم خواہ روانہ کیے کہ گیو زندہ جانے اور لیجانے نپائے یہ برق و باد سے تند و تیز تعاقب کرتے جا پہونچا
یہان کسل راہ سے کیخسرو والا جاہ اور گیو سو گئے تھے آہٹ سے گیو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ حریف
آپہونچے مسلح ہو کے بہزاد پر سوار ہوا فوج سے دو چار ہوا رجز بنیاد کیا خدا کو یاد کیا **فردوسی**

میان سواران بر آمد چو گرد	زبر چاک چاک او خاک شد لاجورد
زمانے بہ تیغ و زمانے بہ گرز	ہمی ریخت آہن ز بالائے برز

مثل شیر گرسنہ جسطرف حملہ کر کے جاتا تھا پرے کا پرا اون بزدلون کا تھراتا تھا القصہ دو چار حملے کی
بھی تاب نہ لائے ایک جرار سے تین سے سوار بھاگ آئے اونکو بھگا کے کیخسرو کو جگایا کشتونکا انبار دکھایا
حقیقت حال گذشتہ زبان پر لایا یہ تو بادل شاد روانہ ہوے وہ نا اُمید فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس

بدحواس سوچے تھے کہ لباد پر اوسنے نفرین کی کہا ایک سوار نے تم سب کو بھگایا تو سخت بیعزت تھا کہ زندہ
میرے پاس آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم و سام سے وہ کام نہو جو اوسنے کیا پیران نے
کچھ نمانا خود عازم ہوا ایمان فرنگیس سفر دراز کی متحمل نتھی منزل بمنزل راہ طے کرتی تھی پیران غیظ مین
سو سو کوس یلغار آتا تھا ٹھہرنیکی تاب نہ لاتا تھا قضائے کار جس روز وہ آپہونچا خسرو بھی اور گیو سوتا تھا
فرنگیس کی آنکھ جو کھلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اوسنے دونون کو
نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا کیخسرو نے کہا ابکی بار مین لڑونگا انکو پست پا کرونگا گیو نے عرض کیا
کہ تو سلطان باعز و وقار ہے اقبال تیرا مدد کو کافی ہے لڑنیکو یہ جان نثار تیار رہے **فردوسی**

جهاندار بهروز بیدار من است | سر اختر اندر کنار من است

یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا میری
فوج کو بھگایا باخبر دار اب مین آیا دیکھ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر ندیکھا ہوگا وہ دن دکھاتا ہون

اگر کوہ آہن بود یک سوار | بہ پایند چوان مور گردش ہزار
کنند این کہ در بر چاک چاک | بخواری و زاری کشیدہ بخاک

گیو نے جواب دیا ہزار بکریون کو ایک شیر کفایت کرتا ہے بہادرونکی کون حمایت کرتا ہے اتنا کیون
گھبراتا ہے جو اون لوگون نے دیکھا وہی تیرے سامنے آتا ہے **فردوسی**

اگر زندہ ماند کسی زین سپاہ | زمین نام مردی بگیتی مخواہ

ایکی حملے مین یہ غول تو فرار ہوگا تو زندہ میرے ہاتھ گرفتار ہوگا اور ابھی تو افراسیاب
سے خون سیاوش کا انتقام لینا ہی مملکت توران کو تاراج کردینا ہی **فردوسی**

کنم مملکت ایچو دریای آب | نہ توران بماند نہ افراسیاب

اور اس کلمے شعلے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ

چو پیران گیو این سخنہا شنید | دلش گشت پر بیم و دم در کشید
بلرزید برسان چو لرزندہ بید | ہم از جان شیرین بشد نا امید

اور اسطرح کا خوف و
ہراس دل مین آیا کہ گھبرا کے گیو سے کہا جا بخشے اور کیخسرو سے ہاتھ اوٹھا یا گیو نے جواب دیا کہ اب مین
منہ نہ موڑونگا بجھے زندہ نچھوڑونگا پیران ناچار ہوا جان بچانے کو فرار ہوا **فردوسی**

گریزان شد پہلوان بلند | زفتراک بکشاد پیچان کمند

کمند کے حلقے گیو کے ہاتھ سے جو کھلے
پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوسے باعث صد گزند ہوسے فوج نے حملہ کیا چاہا کہ پیران
ہو کمند گردن سے جدا ہو یکبار سب نے نیزے اور تیر لگائے گیو کے جوشن پر کارگر نہ آئے کشان

کشان اوس نیمجان کو خسرو کے روبرو لایا کمند پیران جسمین بند تھا خسرو کے ہاتھ مین دیا پھر کر فوج
حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نلایا جیسے بھیڑین بھیڑیے سے بھاگتی ہین اسطرح سب نے منہ اوٹھایا
گیو نامور مع الخیر با فتح و ظفر کیخسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا ابتک اسکو زندہ کیون رکھا فرنگیس حکایت گذشتہ
برزبان لائی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسرو کے پالنے نے جان بچائی گیونے کہا مین نے قسم
کھائی ہے کہ اس مشرک کے خون سے مین لالہ گون کرونگا اس حرامزادہ کو حلال کر کے تیغ خون آشام
اسکے لہو سے لال کر کے کاؤس کو دکھاؤنگا زاغ و زغن کو بوٹیان اسکی کھلاؤنگا کیخسرو نے فرمایا اسکے
کان چھید کے خاک کو رنگ دے تیرا کام ہوجائیگا اسکی جان جو بچ جائیگی میرا نام ہوجائیگا القصہ
حسب ارشاد کیخسرو والانزاد گیو عمل مین لایا کان چھید کے چھوڑ دیا وہ دریدہ گوش باختہ ہوش افراسیاب
کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طیش کھا کے فرمان گرفتاری جا بجا تحریر فرمائے اور جیحون
کے گذربانونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتھ نہ آئے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہو یا زورق
حیات تلاطم امواج بیچ دریا مین طوفانی ہو پھر آپ یلغار فوج ساتھ لیکے روانہ ہوا یہان کیخسرو با اقبال روز
افزون کنارہ جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے نا وندی بہت گفتگو رہی اوسوقت گیو نے
کہا کہ وہ فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی خرم و شاد لے گیا آپکو بھی اونکی پیروی درکار ہے
جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا ابھی پار ہے یہ کلمے سنکے خسرو نے دریا مین گھوڑا ڈالا فرنگیس اور گیو
دونون ہمراہ ہوئے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اوس بحر زخار سے پار نکالا گذربان ششدر و
حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے لیسے لجہ و گرداب تلاطم آب سے کس طرح پار پہونچے قضارا
افراسیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے ہمہ تن آب ہوا کلیجا جلکر
کباب ہوا نادم خفیف توران کو پھر اگیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا کاؤس کو
خبر ہوئی سران سپاہ امیر و زیر ترقیخواہ استقبال کو آئے شہر آراستہ ہوا ہاتھون ہاتھ کاؤس کے روبرو
لائے جسدم کیخسرو نظر آیا کاؤس کا دل بھر آیا تخت سے اوٹھا گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا
بندہ جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچھوا کے خسرو کو بٹھایا دست دعا بدرگاہ جل و علا اوٹھایا

که بچھڑے سے ملایا جتنے ارکان دولت ہواخواہان سلطنت تھے حلقۂ اطاعت کیخسرو مین دست
بستہ ہوئے مگر طوس پسر نوذر

ببستند گردان ایران کمر
جز از طوس نوذر که پیچید سر

دوسرے روز گودرز نے بحکم شاہ مجلس طرب اپنے گھر مین آراستہ کرکے تمام نامدارونکو سپہ سالارونکو طلب کیا نذر دلوائی مگر طوس آیا فریبرز کاؤس کا دوسرا جو بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے مُنہ چھپایا گودرز اوسکے مکان پر گیا باہم سخت گفتگو ہوئی سے

بدو گفت طوس ای شوریده بخت
چه گوئی سخنهای بی مغز سخت
نه خسرو نژادست والا سری
پدر ز اصفهان بود آهنگری

آجتک ایسا مقدمہ کہین ہوا ہے بیٹے کے ہوتے پوتے محجوب الارث کو تخت کسی نے دیا ہے کاؤس نے جواب دیا کہ میرے روبرو دونون یکسان ہین مین اسکا فیصلہ کردونگا تم باہم نزاع لفظی دورکرو پھر دونونکو اپنے سامنے بلاکے کہا کہ بہمن دژ دیو کا مکان ہے وہی جائے امتحان ہے جو اوسکو فتح کرے وہی سلطنت لے اس بات سے طوس اور فریبرز دونون راضی ہوئے پیش قدمی کی کاؤس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر طوس ہوا جسدم راہ طے کرکے قلعے کے قریب پہونچے دشت کرۂ آہنگران نظر آیا جسطرف نگاہ گئی شعلۂ آتشین دوان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا اگر جانور نے پر مارا فوراً کباب ہوا جنگل مین بجائے خار انگارونکا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ اوبلتی تھی آسمان شرربار ہوتا تھا درخت لنڈ منڈ تھے برگ و بار کا ذکر کیا سوکھے ڈنڈے تھے بجز مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذار نتھا سمندر کے سوا کسی کو اوس صحرا مین قرار نتھا چرند پرند یکسر جلتے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پر غبار ہوتا تو سارا زمانہ دہوان دھار ہوتا چشمے دہانکے کھولتے تھے حباب کے بدلے چھالے تھے ہرن تو کیا بگلے وہانکے کالے تھے ایسی گرمی یا اگلی نہ سنی تھی جو مچھلی دیکھی بھنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا مین بادل کباب ایک پہوزد خواب ہا آٹھوین دن کوچ ہوا خائف و خاسر فریبرز اور طوس فتح سے مایوس کاؤس کے روبرو آئے اوسنے کیخسرو کو مع گیو و گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جسدم شاہزادہ با اقبال بعزو شوکت تمام راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک اژدر در برابر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا اوسی جا مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والا گہر اسمائے الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تھے

پڑہتا ہوا آگے بڑھا اور ایک اسم لکھکے بر سر نیزہ بلند کیا جب وہ نیزہ قلعے کے سامنے آیا دفعتہً
زمین کو زلزلہ ہوا تڑاقے کی آواز سب نے سنی لیکن صفحۂ دشت مین اندہیرا چھایا کیخسرو نے فرمایا کہ
تیرانداز سبکدست قلعے کیطرف تیرون کا مینہ برسائین خوف و ہراس خاطر مین نہ لائین ایکبارگی ہزار تیر
قدرانداز ونکی کمانسے جو چھوٹے تھے اونکی آگئی ہزارہا دیو پیکان خونفشان سے ہوٹے فردوسی

بہ پیکان بسی شد دیوان ہلاک | بسے دیو افتاد بر روی خاک

پھر وہ تیرگی دور ہوئی قلعے کا در و بام نظر آیا
غم گرفتونکی طبیعت مسرور ہوئی طلسم ٹوٹگیا باقیماندہ گرفتار ہونے لگے دیوون سے وہ مکان چھوٹگیا
کیخسرو بفتح و فیروزی قلعے مین داخل ہوا عنایت پروردگار سے گودرز کا مطلب حاصل ہوا اسقدر
نقد و جنس مال اموال ہاتہ آیا کہ ہر متنفس مالا مال ہوگیا نہال ہوگیا اور اوسکے گردونواح مین جتنے قلعے اور
قلب مکان مسکن شیران تھے سب فتح کر کے خسرو کاؤس کی خدمت مین حاضر ہوا اسباب مال غنیمت کا
نذر کیا کاؤس نے شاد ہوکے کہا فردوسی

تو ہستی سزاوار شاہی و گاہ | ترا زیبد این تاج و این تختگاہ

مذکور کاؤس کے تخت پر بٹھانے کا کیخسرو کو اور اسکا عزم جنگ افراسیاب سے
پیران کا مارا جانا خسرو کا زنج کرنا اور پہلے فرود بن سیاوش بدست طوس
کشتہ ہوا یہ الم پر الم قلق پر قلق جسدم کیکاؤس کو ظفر و اقبال پشتیبانی کیخسرو پیوستہ نظر آیا

تمام نامدارونکو جمع کر کے اسکو تخت پر بٹھایا ف

سرش را ببوسید و بنہاد تاج | پس آنگہ نشاندش بر تخت عاج
جہانرا چنین است ساز و نہاد | زیکدست بستد بدیگر براد

سلطان نوجوان کے قدم کی برکت سے بڑی
رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اور کیخسرو نے تخت پر بیٹھکے پہلے یہی کام کیا تالیف قلوب
کر کے چھوٹے بڑے کو رام کیا بندہ بیدام کیا

بگسترد اندر جہان دادرا | بکند از زمان بیخ بیدادرا
بہر جای ویرانی آباد کرد | دل اہل عالم ز غم شاد کرد

رستم اور زال یہ حال سنکے سیستان سے فوراً آئے
بہت کچھ پیشکش کو ہمراہ لائے ملازمت حاصل کی خلعتہائی گرانبہا سے خلع ہوئے سرفراز ہوئے ہمچشمون مین
ممتاز ہوئے چندے تو صحبت راگ و رنگ جلسۂ عیش و طرب ہا اسکے بعد انتقام خون سیاوش کا
مشورہ ہوا رئیسان نامدار پہلوانان شیردل خنجر گذار افسران سپاہ غرضکہ جتنے ترقیخواہ تھے یکدل و

یکزبان آمادہ کارزار ہوے جان لڑنے کو تیار ہوے کاؤس نے سوالاکہ سوار کارگزار فریبرز کے
ہمراہ کرکے فوج کا ہراول بنایا طوس اسکی رفاقت مین رہا اور میمنہ گیو اور گودرز کو سونپا گستہم طوس کا
بھائی میسرہ کا مالک ہوا اور تیس ہزار پہلوان زبردست جوان فوج کے سوا کیخسرو کی رکاب ظفر انتساب
مین مقرر ہوے اور فرمایا کہ اس لخت جگر کی جا قلب لشکر مین کرنا کچھ لوگ انتخاب بیژن نامدار کے اختیار مین
دیکے ارشاد ہوا کہ اڑی کڑی مین اطاعت کا دم بھرنا جان سے درگذرنا فریبرز جب آگے بڑھا طوس سے
کیخسرو نے کہا کہ کلاب حرم کی راہ مین میرا بھائی فرود نام قلعہ بنا کے بیٹھ رہا ہے اوس سے متعرض ہونا
بلکہ وہ راہ چھوڑ دینا دوسرا رستہ لینا فریبرز تو راہ بچا گیا لیکن طوس اوسی طرف چلا جب فرود بن سیاوش
کو خبر پہونچی کہ طوس با فوج و لشکر بڑے کروفر سے اپنی شوکت دکھاتا ادہر آتا ہے دل مین سمجھا کہ اب زمانہ ہی لڑائیکا
وقت ہے طالع آزمائی کا جسدم اوس قلعے سے قریب ہوا اور فرود آگاہ ہوا سد راہ ہوا طوس نے
ریو جو اوسکا داماد تھا اوسکو فرود کے پاس روانہ کیا پیغام زبانی دیا کہ مین لڑنیکو نہین آیا ہون آپ یہ خیال
نکیجیے راہ چھوڑ دیجیے فرود اوسکی تقریر تذویر سمجھا گفتگو بڑھی نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آئی ریو کی جان
گئی پھر طوس کا بیٹا آیا اوسکو بھی بلا تاخیر تہ شمشیر کیا طوس کو تاب آئی باگ اوٹھائی فوج گھبرائی فرود قلعہ بند ہوا
لشکر نے گھیر لیا طوس اور گیو بیژن آمادہ جنگ ہوے تینون فرود کے ہاتہ سے زخمی ہو گئے
گھوڑے جان سے گئے یا سوار تھے یا پیادہ ہوے اس عرصے مین دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی
صبح پر موقوف رہی اوسی شب کو فرود کی مان پیران ویسہ کی جو بیٹی تھی اوسنے خواب مین دیکھا کہ اس
قلعے مین کسی نے آگ لگا دی ہے سب ہلاک ہوے ہین جلکے خاک ہوے ہین خوف کھا کے چونکے
بیٹے سے خواب بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ موت سے ڈرنا کیا ہے ایک روز مرنا ہے مگر اس معرکے مین
سیاوش کا نام زندہ کرنا ہے دم سحر طوس تفتیدہ جگر مرگ بیٹے اور داماد سے با دل شکستہ و جان ناشاد
حملہ آور ہوا قلعے کا دروازہ توڑا اندر گیا کسی کو زندہ نچھوڑا بہرام گرد کے ہاتہ سے فرود مارا گیا بیگناہ کا باپ
کیطرح سر اوتارا گیا اوسکی مان نے بھی دیر نکی بیٹے کی لاش پر آکے اپنے پیٹ مین خنجر مارا جان دی

سہ دو رخ را بروے پسر بر نہاد	شکم بر درید و برش جان بداد

بہرام گرد نے طوس سے کہا کہ

تو نے کیخسرو کی نافرمانی کی کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد سے حلال کیا پھر وہان سے
کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفائیان ہوئین اس عرصے مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک
سے نزادہ پہلوان کو بھیجا بیژن کے ہاتھ سے وہ تو زخمی ہو کے بھاگا فوج کا پتا نملا اور پیران ویسہ
بھی چالیس ہزار سوار تیر افگن خنجر گذار لیکے آپہونچا بسکہ زبردست گیو کی ہیبت اوسکے دل مین تھی ڈنکو
لڑنیکی تاب نلایا شبخون آیا خون کا دریا بہا یا بہت ایرانی قتل ہوئے طوس زیست سے مایوس
فریبرز کے پاس پہونچا ادہر روز کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس نے نافرمانی کی فرود کی خون نفشانی کی اوسکو
پابزنجیر اسیر کر کے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کے پاس روانہ کیا
آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی بڑے بڑے جوانون سے نامی پہلوانون سے خالی
ہوگئے صفحۂ دشت یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے ادا ہو کے نام روشن
کر گیا گودرز کے ساتھ اٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل ہوئے اور ترکون سے نوسے نامدار خونخوار
برزے خاک و خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہولہان ہوا فریبرز ناچار ہوا وہان سے فرار ہوا کیخسرو کے
روبرو آیا اوسکو بہمد اندوہ والم صف ماتم بچھایا ف

ز خون اور زمین پدر		همی بود گریان و خسته جگر

کچھ دنونکے بعد رستم نے طوس کی شفاعت کی قید سے چھڑایا گودرز کے ساتھ پھر لڑنے کو بھیجا وہان
پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوسنے کیا کہ فوج پر برف برسائی بیگرم بانداری آتش کارزار اوس
تامردنے پہلوانون کو ٹھنڈا کیا فردوسی

بکشتند چندان ز ایران سپاه		که دریای خون شد همه رزمگاه

آخرکار رہام گرد نے اوس ساحر کو اسیر کر کے تہ شمشیر کیا مگر لشکر وہان رہنے کی تاب نلایا ہٹکر ہماون
کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع کوہ لشکر محاصرہ کیا تہمتن لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا مال پریشان
سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اوسنے کاموس اور شنگل
کہ دونون پہلوان خونخوار اژدر در خنجر گذار بڑے نامدار تھے اونسے کہا کہ تم چین کی راہ سے
خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ لڑائی فتح کراؤ اتفاقات زمانہ جب وہ رستم کا وہان داخلہ ہوا خاقان
چین بھی پہلوانون کے ساتھ آپہونچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

بدو گفت کاموس کای پرخرد ‖ دلت یکسر اندیشہ بد برد
ز رستم چہ رانی تو یکسر سخن ‖ یکے کش نہ پیدا در اسفند بن
تن رستم از آہن و روی نیست ‖ بہ پیش سنان آب جوی نیست
من او را چو یابم بہنگام رزم ‖ ہمہ رزم اندر اشمارم چو بزم
دل پہلوان زان سخن شاد شد ‖ ز اندیشہ رستم آزاد شد

القصہ جسوقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم تو سن تیز رفتار سمند عنبر فام پر نمودار ہوا دونون صفین آراستہ ہوئین فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلے مبارز طلب ہوا ہام گرد ایرانیون نے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناه سر لایا مگر ڈھال کا عجب حال ہوا پر زنے ضرب کے اوڑگئی پھول بھی نظر نہ آیا مغز جو پریشان ہوا ہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تھا کہ جہان پہلوان للکارا قضا کی صدا آئی کہ وہ مارا **فردوسی**

تہمتن بکنبیش خود آورد چنگ ‖ گزین کرد یک چوبہ تیر خدنگ
بمالید چاچی کمان را بدست ‖ بچرم گوزن اندر آورد شست
چو سوفار آمد بہنای گوش ‖ ز چرم گوزنان بر آمد خروش
بزد بر بر و سینۂ اشکبوس ‖ سپہر آن زمان دست او داد بوس
چو پیکان بسر انگشت او ‖ گذر کرد از مہرۂ پشت او
قضا گفت گیر و قدر گفت دہ ‖ فلک گفت احسن ملک گفت زہ
چو شستش بران پیکان ... ‖ فلک را ہمہ کاہ اختر فشاند
ہم اندر زمان پہلوان جان بداد ‖ تو گفتی کہ ہرگز ز مادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان چین کے روبرو لائے دیکھا کہ تیر جوشن کو توڑ کے باہر غرق بخون سینے کے پار تھا رزم کی جگہ غار تھے تمام فوج کے دلمین اوس ضربت کے خوف سے ہراس چھایا کوئی مقابلے کو پھر نہ آیا لڑائی موقوف رہی صبح کی گھڑی دوسرے دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہے کہ جرأت کرے اشکبوس کا بدلا رستم سے لے کاموس روبرو ہوا تہمتن بچشم زدن مثل صید لاغر باندھکے زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا شمشیر لا کے زیر خاک کیا

بیان رزم خاقان چین اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت وخواری پھر پولادوند کا آنا اور معرکے سے بھاگ جانا

کنون رزم خاقان چین آورم ‖ روان ابر دانش یقین آورم

جب کاموش بھی مارا گیا پیران ویسہ نے خاقان سے کہا مصلحت یہ ہے کہ افراسیاب کے پاس مین جاؤن اوسکو یہان لاؤن خاقان نے جواب دیا **ف**

من اینجا کہ کاموش شد ہلاک ‖ بجنگ اندر آرم بہ خاک

اور چنگش ایک پہلوان خاقان کا تھا بارہا سر میدان اوسکا امتحان ہو چکا تھا وہ نکلا بمجرد مقابلہ عجیب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرے سے ایسا

نوبت آیا کربے لڑے بھڑے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پیلتن نے بسرعت تمام تراوسکے
گھوڑے کی دم پکڑکے جھٹکا دیا وہ پشت زین سے برفرے مین آیا اوسی دم حلال کیا جسم اوسکا گھوڑے
کے سم سے پامال کیا پھر تو یہ حال ہوا سپنج درہم و برہم رعب سے ہوگئی بھونچال ہوا ہر چند
مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نپڑا مگر ہومان بیدی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سُہراب نے
وصیت آپنے بھلائی تورانیون کی جان پرناحق بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے
نزدیک سیاوش شاہزادہ تھا جو تم لوگ اوسکو بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتہ تمہارے تہوپیغ بہرتے
ہومان بولا وہ ترکیب بتایئے کہ جس سے ہماری تقصیر معاف ہو اکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو
تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلا لاوہ جو میرا کہنا عمل مین لائے تو تم لوگون کی جان بچ جائے
اوسنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبور بادل رنجور پراندیشہ و بیم بحال سقیم پیران ویسہ رستم کے
سامنے آیا دورسے پکارا کہ مین نے فرنگیس اور کیخسرو کی دلسے خدمتگزاری کی ہے اور آپکو معلوم
ہوگا کہ جب مین نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتہ سے بچائی تو کیکاؤس کو دیکھنا نصیب ہوا ایران جانیکی
نوبت آئی رستم نے کہا درست ہے مگر بانی ہنگامۂ فساد خانہ برباد تو ہی ہے یہ گنا تیری کھُدائی ہے کہ ہزارہا
بندۂ خدا کی زورق حیات طوفانی ہوئی قتل و قمع کی نوبت آئی ہے پیران ویسہ نے کہا گذشتہ را صلوات
اب تیری اطاعت سے قدم باہر نرکھونگا جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خونریزی سے
درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب گردکو اور کرسیوزبانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب
حال بہت سا زرومال دیتا اوسکو کیخسرو کے روبرو لے جاؤن نشیب و فراز سمجھا دون صلح پر راضی ہو
فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہے کہ مجکو صلح کی پروا نہین لڑنے سے ابھی جی بھرا نہین اس نظر سے
کہتا ہون کہ تو نے کیخسرو کی یاری خدمتگزاری کی ہے چاہتا ہون کہ تیرے تن سے سر اوتار الجائے
میرے ہاتہ سے تو مارا نجائے پیران سنکے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ بہت برہم ہوا پھر اپنے پہلوانون کو
جو جنگے نامدار جوانونکو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا مذکور آیا اوسکے جسم مین رعشہ پڑا
سر جھکا یا لیکن شنگل نے کہا مین جاتا ہون پیلتن کا سر لاتا ہون خاقان تو شاد ہوا الا ایران رستم سے

نامراد ہوا القصہ شنگل سرونگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے کی نوک پر اوٹھا کر تمام فوجکو دکھا کر زمین پر ٹپک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر مین تفرقہ ڈالے روح اوسکے جسم سے نکلے چار طرف سے فوج گھر آئی اوسنے بھاگنے کی فرصت پائی رستم تو انسے لڑنے لگا شنگل بدحواس خاقان کے پاس پہونچا فردوسی

چنین گفت شنگل کہ آن مرد نیست | بگیتی کسی را ہم آورد نیست
گریزان و رخسارہا پر ز کین | بلرزند پیل ست بر پشت کوہ
ہمہ رفت تا پیش خاقان چین | مگر رزم سازند حملہ گروہ

الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا تہمتن کا یہ رنگ تھا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے جو اٹکتے تھے فی النار ہوتے تھے اور تہمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پہونچا اوسوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر تمہارے تاج اقتدار اور یہ تخت مجکو دے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہوکے سفید ہاتھی سواری کو منگایا جنگ کا سامان بعزم میدان کیا پھر فوجکو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو گئی ہزار تیر ایکبار جو چھوٹا پیلتن کا جسم تو بچ گیا مگر جوشن ٹوٹا وہ پیل نامدار تیرونکی کثرت سے پردار ہوگیا اوڑ چلا ہاتھی کے قریب آکے کمند مین خاقان کی گردن بند کرکے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بر روے زمین خاقان چین آیا فردوسی

چو از دست رستم رہا شد کمند | سر شہریار اندر آمد بہ بند
ببستند بازوی خاقان چین | ز پیل اندر آورد و زد بر زمین
پیادہ ہمی راند تا کوہ شہند | نہ پیل و نہ تاج و طوق و نہ مہد
یکی را ابر آری شاہی دہے | دگر را بدریا بماہی دہے
یکی را بزد ہمچو قارون کنی | دگر را بناخن جگر خون کنی
نہ با آنت مہر و نہ با اینت کین | کہ دیدان توئی ای جہان آفرین

چین کی فوج جا بجا چین پر چین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ مین ہاتھ آیا فریبرز کے ہمراہ کیخسرو کی خدمت میں روانہ کیا خود بافتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر مین چلا پیران ویسہ جو بھاگا رستم سے پہلے پہونچا شکست کا حال خاقان کا آل پہلوان کا قتل ہونا دلاورونکا جان کھونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب یہ قصہ سنکے بیتاب ہوا اوسوا اسکے تدبیر نسوجھی کہ پولادوند ایک نامی شاہ پرشوکت تھا اوس سے مدد چاہی فوج اوسکی بعزم جنگ رستم کیطرف راہی ہوئی ملک الموت کو آگاہی ہوئی القصہ

مقابلہ ہوا اور پولاد میدان مین نکلا پکارا کہ جو زلیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آئے بہادر و نکی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے یہ صدا سنکے گیو جنگجو دوبدو ہوا پولاد نے حلقۂ کمند مین فوراً بند کیا رہام اور بیژن تاب نلائے مدد کو آئے دونون نے کمند مین پولاد کو پھنسایا اور چاہا کہ خانۂ زین سے بر سر زمین نگونسار کرین تلوار کا وار کرین ادہر سے انہون نے کمند کھینچی ادہر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے فی الفور کیا جسدم کمند ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی تھے سنبھلنے نپائے تھے کہ اوسنے بھالا کی ایک وار مین دونوکو زخمی کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گودرز یہ حال دیکھکے مضطرب ہوا بیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار ہوا جہان پہلوان نے رخش کو ٹھکرایا ہزبر خشمناک کیطرح پولاد کے سر پر آیا اور کمند رہائی پولاد نے گردن چرائی پھر گرز گوہ شگاف تہمتن کے سر پر مارا کہ بیچی ہلگیا دلاور دونکا دل دہلگیا زخم جو کاری ہوا دریا سے خون سر سے جاری ہوا فردوسی

زد و گوش بیژن جہاندار سر		تہمتن چنان شد کہ مغز سرش	

رستم نے ضربے کا جواب ندیا پولاد نے بجستی چلکر تیغ آبدار شرربار لگائی جوشن کے باعث کارگر نہوئی تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوسوقت پولادوند کو حیرت ہوئی دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب پہار کو سرمہ سا کرتی ہے اور تلوار سر و تن جدا کرتی ہے سخت عجب ہے کہ یہ جوان فراخ سینہ مین بے گزند رہا میری ضرب خاطر مین نلایا اب کشتی کے سوا چارا نہین ہے اسکے گذارا نہین رستم سے کشتی کا سوال کیا اوسنے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا پولاد سے کہا افراسیاب کو بلا وہ مجھسے وعدہ کرے دوسرا تیری مدد کو نہ پہونچے پولاد نے اوسکو بلایا اتنے عرصے مین رستم کے ہوش حواس درست ہوے سینے مین دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم ہوا کہ ہم دونون کو امتیاز ہے تیسرے کا دخل بیکار ہے الغرض وہ نرہ شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے پسینے کے نالے بہے آخرکار رستم نامدار نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کیا سبکو دکھا کے زمین پر ٹپکدیا پولاد نے ڈر کے مارے دم چرایا سانس سینے سے باہر نلایا تہمتن سمجھا یہ مرگیا دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کیطرف چلا پولاد میدان خالی دیکھکے بھاگا افغان و خیزان افراسیاب کے پاس گیا بدن چورچور تھا تنگ غیرت سے دل خانۂ زنبور کہنے لگا قضا تو آئی تھی مگر حکمت عملی سے جان بچائی اور بے رخصت و اجازت

بهزار روسیاہی اپنے ملک راہی ہوا افراسیاب بھی نہ ٹھہر سکا بادل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان
مین لاشون کا انبار تھا خون کی کثرت سے جو چشمہ تھا اوس صحرا مین گلنار تھا جہان پہلوان نے
بفتح و فیروزی افراسیاب کا ملک و مال پہلوانون پر تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے
کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام بیژن ہمہ تن زخمی تھے یہ توران مین ہے رستم بصد جاہ و حشم ایران
مین داخل ہوا خسرو نے وہ سب مال و اسباب جو لوٹ مین ہاتہ آیا تھا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے
پاس سے خلعت گران بہا زر و جواہر بہت سا دیا **لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوٹھا لینا**
دریا مین پھینک دینا ایک روز بہجبا فروز کیخسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب
آراستہ کر کے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سپران سپاہیان خیرخواہ خنجر گذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے
قرینے سے حاضر تھے مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نائے و نوش کا
ہنگامہ تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستان کا عالم نظر آتا تھا یکایک گلہ خاص کا نگہبان بحال پریشان فریاد کنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہے بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے
زیر خاک کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گورکی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل
کے خلاف ہے اسمین پیچ صاف ہے اوس صحبت مین چند سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ موجود تھے
عرض پیرا ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہے گرد مرغزار ہے
وہان دیو خونخوار سرگرم آزار رہتا ہے جسکا ادہر گذار ہوتا ہے کچہ نہ کچہ صدمہ سہتا ہے اکوان دیو اوسکا نام ہے
قتل و آزار اوسکا کام ہے وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کہاتا ہوگا سلطان نامدار گردون وقار
نے جہان پہلوان سے مخاطب ہو کے فرمایا گو دیو کو مارنا مشکل ہے لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہے تکلیف
فرمودہ ہے غفلت مین نہ رہے تہمتن آداب بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہ وہی گور نظر پڑا
جہان پہلوان سے نکلنے نہ پایا کہ وہ غائب ہوگیا زین خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکے
دوڑا قریب جو آیا میدان خالی پایا تین روز اوسی طور بے دانہ و آب تہمتن وہان دوشت مین خراب
رہا کسیطرح اوسنے سامنا نکیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا رخش کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کچہ
ا

کھاکے سو رہا دیو نے غافل جو پایا وہ زمین کا قطعہ اوٹھا کے آسمان پر پہونچا اف زمین گرد ببرید و برداشتش

ز ہامون بگردون برافراشتش
کجات افگنم تا کہ گردی ہلا

سوی رستم جنبید بر خویشتن
سوی آب یندازمت یا بکوہ

چنین گفت کنون ای پیلتن
کجا خواہی افتاد دور از گروہ

لکھے آرزو دل کہ تا از سوز
رستم نے دل مین خیال کیا

کہ اس فرقے کا کام برعکس ہوتا ہے اگر دریا کا نام لونگا پہاڑ پر گرا دیگا جو کوہ کا ذکر کرونگا دریا مین پہینکیگا نزدیک کا مقام ہے اگر پتھر پر اسنے پٹکا تو استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پہینکدیا تو پہلے کنارے ہاتہ آئیگا یہ سوچکے کہا پہاڑ کی تمنا ہے اوسنے فوراً البحر زخار دریاے ناپیدا کنار مین فی الدیا اپنی دانست مین آفت کو ٹال دیا پہلے تو گرتے ہی غوطہ کھایا پہر پانی او پہاڑ کے اوپر آیا رستم فن شنا سے آشنا تہا تیرنے لگا جانوران آبی اپنی خوراک سمجہ کے دوڑے تہمتن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سر خنجر فولاد کیا اتنے نہنگ اور گھڑیال مارے کہ دریا خونچکان ہوا ہر ایک بحر ظلمہ لہولہان تہا ابہرا کنارہ نظر آیا زندہ و سالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکہایا اور اوسیطرف ہوا کئی دن کے بعد دشت دیکہا خش کو وہین پایا زین باندہ کے سوار ہوا سامنے سے گھوڑون کا غول نمودار ہوا گھوڑے جونایاب دیکھے دل مین آیا پہانسیے پیچلیے وہ افراسیاب کے تہے نگہبان جو اگاہ ہوے سد راہ ہوے اونکو سمجہایا کہ ملازم افراسیاب ہین گھوڑون کے واسطے بیتاب ہین فردوسی

بفرمود چون تیر و برگفت نام | کہ من رستم پور دستان سلم | یہ کہکے تلوار کہینچی بجلی سی چمک گئی بسکی جان

گئی دو چار جان سے گئے باقی چل نکلے دیا انکے حاکم سے یہ حال کہا کہ رستم یکہ و تنہا گھوڑونکا غول لے چلا وہ چار فیل اپنے کفیل بناکے آیا جسدم سامنا ہوا چالیس نامدار تہ شمشیر آبدار ہوے سپہدار پیٹہ دکہاکے فرار ہوے وہ چارون ہاتہی اور گھوڑے راہ چلتے ملگئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین حاضر ہوا ماجراے گذشتہ حرف بحرف سنایا گھوڑے ہاتہیونکی نذر دی آپ پہر اوسی چشمے کیطرف راہ لی جب وہان پہونچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ جرأت ہے تو دو بدو ہو ہم تم لڑین لوگ تماشا دیکھین یہ کیا نامردون کی طرح چہپکے دغا کرنا اکوان کو طیش آیا سامنے ہوا تہمتن نے چالاکی سے کمند مین پہنسا کے جہٹکا دیا دیو نے منہ کی کہائی چہٹکی دودہ کی لذت یاد آئی سنبہلنے نپایا تہا

کہ گرز کوہ شکن لگایا تڑاقے کی آواز آئی کھوپری ثابت کسی نے نپائی بھیجا گوسون جانورونکو کھانیکو بھیجا
ایک ضرب مین وہ بیدین اسفل السافلین کو پہونچا سر خنجر آبدار سے خنجر اوس بدشعار کا کاٹا اور فتراک سے
باندہ کے کیخسرو کی نذر کو لایا شہریار والا تبار قدر دان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ
سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اقتدار کیا چندے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن پر ہا صداے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی صحبت دلپسند رہی جب فرصت
ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین پہونچا

بیان گرفتاری بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھا لانا پھر اوسکی گرفتاری پیلتن کی آمد اور رہائی اوسکی افراسیاب کی ذلت و خواری فردوسے

کنون رزم آن بیژن پیش آورم	ز دفتر بگفتار خویش آورم	بگویم یکے داستانے کہ چیست	گر آن سر بسر سر بباید گریست

ایک روز کیخسرو بنامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان
سب حاضر تھے کچھ لوگ با دل ناشاد فریاد کرتے حاضر ہوے سرخیل انکا بعد آستان بوسی دست بستہ
عرض پیرا ہوا کہ ہم لوگ فلک کے ستائے ہین دور سے آئے ہین تھوڑے دنونسے بہت سے گراز
ہماری سرزمین مین جاگزین ہوے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کھاگئے کھیت میدان کیے
بادشاہ نے نامداران تجربہ آزمودہ کار کیطرف دیکھا کہ بیژن ہاتھ باندھکے اوٹھا عرض کی خانہ زادکو
ارشاد ہو گیونے کہا اسکا بیجا خیال ہے یہ خرد سال ہے وہان مرد جہان دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن یہ
کلمہ زبان پر لایا فردوسی

جوانم ولیکن ز اندیشہ پیر	تو ای شاہ این خام اندیشہ مپذیر

کیخسرو راضی ہوا مگر ایک
پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تھا مرد سال خوردہ دوربین تھا اوسکو بھی بیژن کے ساتھ کیا نشیب و فراز سمجھایا
جب بیژن اوس دشت مین پہونچا جسطرف منہ اوٹھایا ہر گز مین گئی گئی گرازون کو خاک مین ملایا بہت
قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام و نشان نرہا دشت صاف ہوگیا بیژن اس مہم سے فرصت
کرکے سیر و شکار مین مشغول ہوا دنکو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوشگوار یہ معمول تھا ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہے کہ یہانسے قریب ایک دشت ہے کہ ہرطرف اوسکے سبزہ زار ہے باغ

سے زیادہ بہار ہے چشمہاے سرد و شیرین رواں ہین جانوران آبی غاز قرقری بط مرغابی پران ہین کہین نیل گاے پاڑے ہرن پہرتے ہین پہولونکی مہک سے مست ہو ہو کے گرتے ہین کہین کبک و دراج ہریل ہین چکور ہین کسیطرف جو درخت لہلہے ہین وہان بلبلونکے چہچہے ہین کسی جا بیہایہی عرض زمین سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسون تک بچھایا ہے جوش بیدنے عجیب عجیب غنچہ و گل کھلایا ہے اور شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا یہ حال ہوتا ہے بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہے وہ راتین عجب جوبن دکھاتے ہین جہان کی کیفیتین نظر آتی ہین منیزہ دختر افراسیاب غیرت آفتاب جاندنی کی سیر کو اوسی جا آتی ہے زمین آسمان کہے اور نظر آتا ہے دونی فضا ہو جاتی ہے ایک تو خود بیمثل و نگار ہر شہور ہر شہر و دیار ہے جہان نادیدہ مذکور سنکے اوسکا طلبگار ہے دوسرے ہزار ہا پری پیکر گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن غرق جواہر لالے جا بجا ہمہ تن ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک ہٹ چیٹ بیباک شتاہ انسان تو کیا فرشتہ منہ کی کہاتا ہے زلف مسلسل سے دام بردوش ہین الجھا اور پھنس جاتا ہے گانے والیان شہرہ آفاق گانے کی مشتاق وہ بھی کم سن آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن و انس کے ہوش ہوا کہوتی ہین ایک تو روشنی مشعل ماہ دوسرے جھاڑ فانوس للّٰہ ٹین ایک سے ایک سبحان اللہ رات کو کیفیت دوزرہتی ہے یہ صحبت آٹھ نور ورزہتی ہے بیژن تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا گرگین کو رہبر بنا کے اوسیطرف روانہ ہوا جسد م اوس دشت بیخار سراپا گلزار مین آیا تختہ فردوس سا کئی کوس مصفا ہموار پر بہار پایا جو کچھ سنا تھا وہ آنکھون سے نظر آیا اور ایکطرف درخت کچھ گنجان تھے کئی چشمے متصل متصل روان تھے وہان غول کے غول سیمبر دن سنکے دوان دیکھے دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تھی وہ ہی سیری انجام بخیر ہے پریچہرونکو دوش بدوش پایا شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو با قدم تیز گرم خیر ہوا جب نزدیک پہونچا صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا انشاہ محبت مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا ادہر تاثیر الفت نے بے مشاطہ دولا منیزہ کو خبر دی تاب و توان کیا نیم جان اوس جوانکو نذر دی سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکھ ملائی ہیان بیش چشم تیرگی چھائی بنظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا دغہ دو سار ہوا یعنے بیژن تو لڑکھڑایا منیزہ نے بھی دل دھڑکو

تہ و بالا پایا لگا ہین جو دونونکی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق بے پیر جہان اپنی تاثیر دکھاتا ہے
عاشق تو کیا معشوق بھی بے چین ہوجاتا ہے محبت نے عجب رنگ دکھایا عرصہ تک یہی دونونکو عاشق و معشوق
بنایا اسکا سینہ جو چاک عشق اتوا اوسکا دل زخمدار ہوا اسے جو آسیائے الفت نے پیسا تو اوسکو بھی فشار ہوا
ایکدم کے بعد منیژہ نے سنبھلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہے خود بخود دل مضطر بیقرار
ہوا جاتا ہے اس دشت پر فضا مین خوف افراسیاب سے مرغ بر روی ہوا اور ماہی کا دل تہ دریا کباب
ہوتا ہے یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر دوسرا یہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا اتنی دیر مین دل سینے مین
متصل پھڑکنے لگا کلیجا دہڑکنے لگا بار بار اس ہوا کے سرد مین پسینا آنے لگا ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے
پھر کیف کچھ ضبط کرکے ایک محرم راز غمزہ پرداز کو بیژن کے پاس بھیجا کہ حال مفصل معلوم ہوجائے
کیفیت اس جوان و پیر انکی یہانتک رسائی انکی تقدیر کی دریافت کرکے برزبان لائے القصہ وہ
بصد کرشمہ و ادا ادہر اودہر دیکھتے بھالتے مستانہ وار قدم ڈالتے بیژن کے پاس آئی یہ حرف برزبان
لائی کہ اے جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار و اے گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون کون ہو
کہانسے آئے ہو معلوم ہوا کچھ نشاہ کھائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیرگاہ دختر سلطان جہان
سرفر و کنندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہے پرندہ یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا
ہے مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہوکر چھلکا ہے بھلا تیری جوانی تو حماقت کی نشانی ہے اس مرد
پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آئی ہے اسنے بھی تجکو منع نکیا نہ سمجھایا ہمراہ ہوکے یہان لے آیا
معلوم نہین اتنی زندگانی کس روپ مین کی ہے یہ ریش دراز سفید جاڑے کی دہوپ مین کی ہے بیژن
باتین سنکے پہلے خوب ہنسا پھر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب جلال ہمکو سناتی ہے جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتی
ہے وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہے لشکر اوسکا تہ تیغ آبدار ہوا ہے توران مین بیٹھا ہمارے
ڈر سے راتونکو چونک پڑتا ہے نیند نہین آتی ہے نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہے اگر تو جانتی ہے
تو خیر نہین خبردار ہو جا خواب غفلت سے ہشیار ہو جا جہان پہلوان رستم دستانکا نام سنا ہے
جسکے ہاتھ سے افراسیاب نے منہ پیٹا ہے سو بار سر دھنا ہے مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون خود

بھی پہلوان ہون منیژہ کا اشتیاق مجکو یہانتک لایا ہے کشش دل نے اس جگہ پہونچایا ہے پھر ایک انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پھری منیژہ کو دکھائی کہا یہ تو نشانی ہے اور اونکی بہ کیمانی ہے یہ شخص رستم کا بھانجا ہے بیژن نام ہے نور چشم زال و سام ہے **فردوسی**

چو پیغام بیژن همه باز گفت | چو گلبرگ روی سمن شد شگفت
بدیدار او چشم روشن کنم | بدین دشت خرگاه گلشن کنم
بگفتا بیارش بنزدیک من | که روشن کند جان تاریک من

وہ آفت روزگار پھر آئی بیژن کو لے گئی گرگین تو باران دیدہ تھا سمجھا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل و خوار ہوگا تو وہان سے روانہ ہوا اور منیژہ بیژن کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لے گئی جہان انکا ساز و سامان موجود تھا دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ ناے و نوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیژہ نے عماری کو بند کیا شہر کا رستہ لیا اسکو پوشیدہ محل مین لے گئی بے دغدغہ نیرنگی فلک کج خرام صبح و شام بسر کرنے لگی مثل مشہور ہے کہ عشق چھپانے سے نہین چھپتا اسمین آدمی مجبور ہے بعد کچھ دنکے دربان اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ ہوا بدحواس پیش افراسیاب آیا ماجرا من و عن سنایا **فردوسی**

بیامد بر شاہ توران بگفت | که دخت تو ایران گزید است جفت

یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ سے کف جانے لگا مشیرون سے مصلحت پوچھی قتل پر سبکی رائے گئی گرسیوز کو مجبور بھیجا وہ رو زن سے جا کے جھانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیژہ اور بیژن نشاہ کے غلبے سے ہم آغوش ہین مگر بیہوش ہین فرصت غنیمت جانی دروازے سے آکے للکارا بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بد نہاد گرسیوز سمجھا کہ مجھسے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا بڑا دھوکا کھایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈھائیگا جنگ کا مزا زبان پر آجائیگا حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سورما تنہا بھاگنا نہین چھوڑتا ہے تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کرے گا کہانتک لڑیگا مین ہاتھ پھیر کیا مصلحت وقت یہ ہے کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین پیران ویسہ کو متفق کر کے تیری حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگاؤ برا ہوتا ہے محبت مین پہلے عقل جاتی ہے سیدھی بات اولٹی نظر آتی ہے منیژہ نے بھی کہا سچ کہتا ہے گرسیوز نے قسم کھائی عہد کیا بیژن نے

خنجر رکھدیا پھر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گھر آئے کشان کشان افراسیاب کے روبرو لائے
اوسنے پوچھا اے مرغ رسیدہ ہیبت سلطانی تیرے دل مین نہ آئی میرے ناموس مین تو نے کیونکر بار
پائی بیژن سمجھا اب مقدمہ بگڑ گیا اب دنیا کیا ضرور ہے فلک کو میرا قتل منظور ہے جواب دیا کہ مجکو خبر نہین
کہ کون لایا کسطرح آیا جنگل مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی محل نظر آیا افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو
سے مجھے بہلاتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اسکو ذلیل و خوار کرو زندہ بردار کرو لوگ لیچلے شہر مین
ہنگامہ برپا ہوا کہ ایسا جوان سعنا گرفتار بلا ہوا قضاے کار پیران ویسہ ادھر چلا آتا تھا بیژن اوسکو نظر آیا
پاس بلایا بدلداری ابتدا سے تا انتہا حال سنا تاسف کیا سر دھنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی
قتل کا بانی نہو آپ افراسیاب کی خدمت مین گیا سلام کو سر جھکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ
بیٹھا یہ سکہ مدار سلطنت اسیر تھا یہ مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح و شام نکرتا تھا گھبرا کر کہا جو مطلب ہو
بیان کرو اوسمین کد نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا جب قرار کامل ہو چکا پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را مکش
ہمانا ہمی خواستگار آوری

بیندیش و تا آئی بن ای روش
درخت بلا را ببار آوری

کہ کین سیاوش تازہ کنی
چو کینہ بود گرد ندارم پائے

در ایران یکی کین جنگ افگنی
ابا شاہ ایران جہان بندہ ای

افراسیاب نے کہا اگر اسکو قتل نہ کرونگا رسوا و بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرو کہ پابزنجیر کرو
اور محبس مین بھیجدو اسیر کرو اوسوقت مجبور کر سیوز سے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندھا کنوان تیرہ
و تار مسکن کژدم و ماران عمیق خوار ہے اوسمین بیژن اور منیژہ دونوںکو سرنگون ڈالدو کہ عذاب عظیم مین
بحال سقیم بیجان دین اور وہ پتھر جو اکوان بشیہ چین سے اوٹھا لایا تھا اوس سے کنوے کا منہ بند ہو
ہرطرح انکو گزند ہو منیژہ کو تو اوسکی مان نے بچالیا الا گھر سے نکالدیا بیژن کو کنوئین ڈالدیا جیسین

کنوان وہ جو اندھا تھا رشک سقر
اسیجان ادھین وہ سانپ کا من ہوا

القصہ بیژن چاہ مین ہا اور منیژہ
جگت پر مصروف نالہ و آہ مین رہی جو کچھ آب و دانہ منیژہ کو میسر آیا تو اوسنے بمھایا کسی سوراخ سے کنوئین
مین پہونچایا یہ تو رات دن اسطرح بسر کرنے لگے گرگین کا حال سنیے وہ گھوڑا لیکے ایران مین پہونچا
گیو اور گودرز کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچھا گرگین نے کہا بیژن گرازون سے فرصت پا کے اونکا

قصہ مثال کے شکار مین معروف رہا ایک روز گور کے پیچھے گھوڑا اڑا لا پھر کچھ پتا نہ لگا کئی دن کے بعد گھوڑا اوسکا بحد خستہ حالی مین نے پایا اسکو لیکے یہان چلا آیا گیو نے قصد کیا کہ گرگین کو مار ڈالون رنج ٹالون گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا سبھونکا حال بخوبی درہم و برہم ہوا انھونکو طلب کر کے بیژن کا حال پوچھا اونھون نے بہت دیکھ بھالکے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے مگر بلائے عظیم مین گرفتار ہے نہ کوئی یاس ہے نہ مددگار ہے خسرو نے گیو اور گودرز کی تسکین کی پھر جام جہان نما طلب کر کے حال دیکھا فردوسی

بفرمان یزدان ورا بنگرید	سو کشور گر گسلان رسید
کہ در چاہ بستہ بہ بند گران	بجائی ز بیژن نشانی ندید
ز سختی ہمی جست اندر زمان	

یہ ماجرا دیکھکے گیو سے کہا بیژن زندہ ہے مگر چاہ پر آزار مین بند ہے باب ناکامی کھلا ہے گرفتار ہے گیو نے عرض کی کہ غلام جاتا ہے جان لڑاتا ہے کیخسرو نے فرمایا یہ مطلب بے جہان پہلوان حاصل نہوگا تو جاکے رستم کو بلالا حسب فرمان گیو سیستان سے تہمتن کو لایا پہلے شرف آستان بوس حاصل کر کے دعا و ثنائے شاہ ہمزبان سے ادا کرنے لگا سلطان والا شان قدردان بھی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فردوسی

کہ از جان تو دور دست بدی	بہ یکگفت خسرو درست آمدی	ز زین کیانی و پشت سپاہ	نگہدار ایران و لشکر پناہ
از ین تخم بہنہاں ہشیار خویش	مراشاد کردی بہ دیدار خویش	پھر فرمایا ایک تخت طلائی جا بلعل و گوہر گرانبار ہو جلد تیار ہو	

جب تیار ہو گیا تخت مرصع کار اوسکے نیچے بچھوایا فردوسی

بفرمود تا رستم آمد بہ تخت	نشستند بر تخت زرین درخت

پھر بیژن کا قید ہونا گیو اور گودرز کا رنج و غم کہا نامینوں کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی بیان کر کے فرمایا فردوسی

بدین کار اکنون بہ بندی کمر	زبیم بجز تو کسے چارہ گر	رستم نے سر جھکا کے عرض کیا
گر آیدم کام اندر سنان	ستانم ز فرمان خسرو عنان	

کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر مال و زر جواہر جو احتیاج ہو تیار ہے تہمتن نے جواب دیا فوج تو ہمراہ بیکار ہے اگر اوسکو لیکر جاؤن اور افراسیاب میری آمد سنکے بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدلے اگر افراسیاب بھی مارا جائیگا مگر بیژن کہان ہاتھ آئیگا ایک حیلہ سوچا ہون کہ سوداگر بنکر وہان جاؤن اوس گم گشتہ متاع دل جانکو ڈھونڈھ لاؤن بادشاہ ذی فہم کو یہ ایسے بہت پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم نے ہزار ہا اشتر اسباب و سند و جواہر سے

پھر کر ہزار پہلوان جان فشان ساربان بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتھ لیا اس ہیات سے توران کا سفر کیا کو سون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہے الغرض وہ میر قافلہ جرار آخر کار افراسیاب کے شہر مین وارد ہو کے کاروان سرا مین اوترا اور وہ متلاشی مسافران ایران گم کردہ خان و مان یعنے منیژہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فوراً اردبراہ ہوئی کاروان سرا مین رستم کے قریب جا کے کہا اے سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار تو جو یہ متاع گرانبہا لایا ہے مین نے سنا ہے کہ تو ایران سے آیا ہے تہمتن نے جواب دیا کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیانکر اوس حواس باختہ عشق کی دشمن نے کہا اے جوان تو سلطان ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے آگاہ ہے اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین رستم نے آشفتہ ہو کے کہا مین مرد تجار ہون یا شہریارونکا خبردار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار اس جھڑکنے سے زخم جگر اوسکے ہرے ہوگئے بے اختیار آہ سرد کھینچکے منیژہ رونے لگی جسکا دل دکھا ہوتا ہے اوسکی آہ و زاری تاثیر دار ہوتی ہے یہی سنان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہے علے الخصوص جب اسکو یاس ہو معین مددگار نہ پاس ہو

بھی حوالہ حرمان کسیکی آس نہو
عدو کا بھی جو عدو ہوا یسا یاس نہو

اوسکی بیقراری سے رستم کا دل بھر آیا دلاسا دیا حال پوچھا اوسنے کہا کچھ نپوچھ اے عزیز مین ننگ خاندان آوارہ خان و مان ذلیل و خوار ہون وطن مین ہون اور بلائے غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤنکے تلے سے نکلی جاتی ہے آسمان بے سروسامان پر ٹوٹا ہے عجب بلا ہے وہ شام و سحر مجھے بر آتی ہے کشور دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہے یوسف میرا زندان چاہ مین گرفتار ہے زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہے شعر

دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

نہ تو چپ رہا جاتا ہے نہ حال اپنا کسی سے کہا جاتا ہے میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہے آتش دوزخ سینہ سوزان کا ادنی شرارہ ہے جو مجپر گذرتی ہے جس طرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے پتھر دونکے دل پھٹتے ہین ع

منیژہ منم دخت افراسیاب
برہنہ ندیدہ تنم آفتاب
برای یکے بیژن شوربخت
فتادم ز تاج و فتادم ز تخت
ہمان قد چون تیر گشتہ کمان
ہمان رنگ خوبم شدہ زعفران
کنون دیدہ پر خون و دل پر ز درد
ازین در بدان در دوان روی زرد

رات دن خرابی ہے تباہی نہ وہ تخت سلطنت ہے نہ تاج شاہی ہے دنکو در در کی خاک پھانکتی ہون شبکو
چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئین مین جھانکتی ہون لوگ مجکو دیوانوئین شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا
دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیزن پر فریفتہ و مبتلا نہوتی تو سلطنت کیون کھوتی باپ عدو
جان ہوگیا مانکا دل نامہربان ہوگیا ایک شخص کیواسطے کنبا چھوڑا گدائی اچھی سمجھی بادشاہی سے مُنہ موڑا
رستم یہ سنکے خوب رویا پھر بیزن کی قید کا حال پوچھا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہے تیرہ
و تاریک جیسے کافر کا دل پانی کے بدلے اندھیرے کے خوف سے مار و کژدم کا زہرہ آب ہوتا ہے گرمی
ایسی ہے کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہے اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہے منہ پر اوسکے کئی ہزار من کی سل
ہے لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتھر کی چھاتی مین سوراخ ہوگیا ہے اتنا مطلب نکل آتا ہے کہ کچھ کھانے
پینے کی قسم سے اوس تک پہونچ جاتا ہے تہمتن نے بادل بریان ایک مرغ کباب کرکے منیژہ کو دیا اور اپنی
انگوٹھی اوسمین رکھدی جسدم منیژہ بحال تباہ سر چاہ پہونچی وہ کباب لٹکایا بیزنکو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت
غیر مترقب کہانسے ہاتھ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہے اوسنے میرے حال پر
رحم کھایا ہے بیزن نے اوسکو جو کھایا انگوٹھی کو پایا پہچانا کہ جہان پہلوان میرے سلیمانکی انگوٹھی ہے
چہرا اسکو آیا آواز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہے کبھی تو مسکرایا نہین ہنسنا تو
کیا ہے اسکا سبب مجکو بتا بیزن نے جواب دیا دلکو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان مددگار ہوا طالع برگشتہ
یار ہوا وہ سوداگر نہین رستم نامدار ہے اس پردے مین یہانتک آیا ہے پروردگار نے یہ دن دکھایا ہے اب تو
اوسکے پاس جا جو فرمائے بجا لا یہ راز ہے اسکو چھپانا خبردار زبان پر نلانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی بند غم
سے آزاد ہوئی سرا مین رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے اسباب
حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دریائے آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست جوان تھے اونکو
مسلح مکمل کرکے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوے پر آئی رستم نے سنگ گران کنوے پر دیکھکے
ہمراہیون سے کہا اسکو سرکاؤ ہر چند سبنے زور کیا پتھر جگہ سے نہ سرکا چالیس پہلوان
بدقت تمام اوسکو اوٹھاتے تھے اسپر تھک جاتے تھے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا فردوسی

بیزدان نیو ولیکن بنیرو خواست | برو دان سنگ بر رفت دارا است

جب کنوئیکا منہ کہلا کمند لٹکا کے اوس اسیر کو مع طوق و زنجیر نکالا

بیند آذر بیشہ شہر چین | بلرزید ان سنگ بر روی زمین

خروشید چون رستم او را بدید | ہمہ تن در آہن شدہ ناپدید

پہر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو کاٹا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹہائی ہے مصلحت یہ ہے کہ منیزہ کو ساتہ لے ایران کو جا مین افراسیاب کے پاس جاتا ہون خواب غفلت سے جگاتا ہون تا یہ دلمین نسمجہے کہ رستم آیا پہرا گے دونونکو لے گیا بیزن نے نمانا ساتہ ہوا پہلے افراسیاب کے دروازے پر پہونچے جو نگہبان جاگا خواب مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزارون تہ شمشیر ہوئے کشتونکے درِ دولت پر پشتے بنے ڈہیر ہو گئے پہر رستم نے آواز دی کہ اے بانی بیداد بیزن تیرا داماد حاضر ہے بہت رنج قید مین پایا ہے تلافی کو اوسکے آیا ہے او داماد کے جلاد خبردار ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضا مبرم کے تیرے سر پر آ پہونچا افراسیاب تو آواز سنکے بہاگ گیا تہمتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک نازنین مہجبین کا ہاتہ پکڑ کے باہر آیا ہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہان کو لیکے نکلا پہر سرا مین آ کے آرام کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج و الم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا یہان وہ جو ہزار ساربان نامی پہلوان تہے سبنے لباس جنگ بدن پر تنگ و چست کیا سرا کے باہر برابر آ گئے جسنے مبارز طلب کیا ترکون نے منہ چہپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بار ہا تو نے اور تیرے لشکر نے مجکو آزمایا ہے زندہ میرے ہاتہ سے کون جانے پایا ہے مگر تو سخت بے شرم ہے جو مجسے برسر رزم ہے افراسیاب نادم ہوا فوج سے کہا غیرت کیا ہوئی یہ بزم ہے یا معرکہ رزم ہے

یکے حملہ کردند جملہ سران | بمانند دیوان مانند ران

چنان تیرہ گون شد رخ آفتاب | تو گوئی کہ ماندہ است غرقہ در آب

جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا دشت نبرد گلزار ہو گیا جدہر رخ کیا لاشونکا انبار ہو گیا فردوسی

بر روز نبرد آن یل ارجمند | بہ تیغ و بخنجر بگرز و کمند

بریدو درید و شکست و ببست | یلان را سر و سینہ و پا و دست

سیہدار چون بخت برگشتہ دید | سواران ترکان ہمہ کشتہ دید

برفت از پس پشت رستم گردگیر | بباریدبر لشکرش گرز و تیر

شدان رنگہ سر بسر جوی خون | درفش سواران ترکان نگون

خود و سرکشان سوی ترکان شتافتے | کز ایرانیان گلم و کینہ نیافت

دو فرسنگ جون اژدہائی دژم | فرو برد آن مردمان را بدم

القصہ نصیب نیرو زی سکو بہگایا مال اسباب بہت سا ہاتہ آیا پہر جہان پہلوان سوی ایران روان ہوا جب

جب قریب ہو پہنچا کیخسرو کو خبر ہوئی سلطان قدردان حسن حیات پر پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دونا مرتبہ بڑہایا

به پایان رسانیدم این داستان	چو افسانهٔ بشنیدم از باستان
چو از کار بیژن بپرداختم	به برزو و سهراب پرداختم

یہانسے بیان برزو بن سہراب جوان ستودہ شمائل قوی ہیکل کے رستم کی لڑائی اور گرفتاری باشتراکت فرامرز بن پلیتن پہر اوسکا نکلجانا رستم کا

سامنا لکہا ہے کہ جب افراسیاب بادل اندوہگین سمت چین بہاگا راہ مین ایک نوجوان باشوکت
وشان نظر آیا دیو شمایل بہت قوی ہیکل اس قد و قامت کا انسان وسہم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا
تہا از سرتاپا دیر تک وسکو دیکہا پہر پاس بلا کے حسب اور نسب اور نام رہنے کا مقام پوچہا اوسنے جواب دیا
کہ اس نواح مین مشہور ہکو ہے کہ نام میرا برزو ہے پہر زمین کی کیفیت خوب بتائی قوت نامیہ اوسکی اپنی
صورت شکل ہو کہا کے سنائی لیکن تخم ریزی کے بیان سے گریز کرکے کہا مان میری رئیس قوم دہقان باپ کا
حال خوب معلوم نہین کہ کہان ہے اتنا سنا تہا کہ ایک جوان رعنا نرہ شیر نیستان شجاعت پلیتن اژدر در پرشوکت
صید فگن دام زرہ در بر خود مرصع بسر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان اسپ پری پیکر تند و تیز از حد
زیر ران شکار کہیلتا ادہر آنکلا تہا میری مان کی اوسپر نظر جو پڑی شرم سے سربگریبان ہوئی قدرت
حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران ہاتا دیر یہ سامان رہا آخر کار رشتہ حسن عشق نے
باہم فیصلہ کرکے دونون کو بہم کیا دم بہرہ توروبمنزل ہوا نتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا
ایک میرا دشمن عظیم ہے زبردست قدیم ہے اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہون بے خان و مان ہون مجکو
یقین ہے کہ اگر تیرا اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال جنگ و جدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا
پوچہا افراسیاب نے کہا زبان زد عالم ہے کہ وہ نرہ شیر رستم ہے برزو نے کہا تجہسا بادشاہ ایک شخص کے
ہاتہ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہے اگر سو رستم ہون تو دم مین تہ خاک کرونگا قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے
فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین ماچین کی حکومت اور نیز اپنی بیٹی پریکا کی صورت تجکو دونگا برزو نے

جو ابیاد یجمعی کہ فردوسی	زخون رد ایران جو دریا کنم
نشست ترا بر ثریا کنم	افراسیاب نے اوسیدم

خلعت فاخرہ ہاتہی گہوڑے خیمہ ڈیرہ اسباب وزارت کا اوسکو مہیا کردیا برزو کی مان نے یہ حال جسدم

سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پُر زر کفن ہے افراسیاب تیرا دشمن ہی رستم کا مقابلہ دیو ون سے نہو سکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا سے باز آ مجپر اور اپنی جوانی پر رحم کہا برزو نے کہا ایتو وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہین جو مرضی پروردگار اوسنے کہا تو طفل جنگ نا دیدہ وہ پہلوان سن رسیدہ ہی یہ سنکے اوسیدم افراسیاب نے ہر فن کے استاد طلب کیے وہ برزد کو لڑائی کی گہاتین تبانے لگے ہنر کشتی علم تیر اندازی نیزہ بازی سکہانے لگے قصہ مختصر کچہہ دن نگذری کہ استاد شاگرد ہوگئے اور سبنے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بتقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ مردم نژاد است آہرمن است | یکی کوہ البرز در جوشن است

افراسیاب بہت خوش ہوا اور جاہ و حشم برزد کا زیادہ از حد بڑہایا اوسنے کہا اب تامل کس بات کا ہی فردوسی

دل شاہ بیرنج ازین غم کنم | ہمان پشت بدخواہ را بشکنم

چو ہنگام تیزی درنگ آوری | جہان بر دل خویش تنگ آوری

برزم سپہر رستم زال زر | بہ پیش تو آرم سر کینہ ور

یہ سنکے افراسیابنے دس ہزار سوار جرار اور بارمان وہومان یہ دونون پہلوان نامدار برزد کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہاین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ ہمیشہ ایک ایک پہلوان سے شاہ توران گریزان تہا اسبار خود عزم اسکا سبب کیا ہی شاید کوئی نوجوان پہلوان تازہ ہاتہ آگیا ہی یہ کہکے طوس اور فریبرز کو بارہ ہزار مرد میدان کارزار دیکر رخصت کیا اور آپ بہی با فوج ظفر موج روانہ ہوا جسدم طوس اور برزد کا مقابلہ ہوا ایسا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبہی سنی نہ تہی ایک رات دنکی لڑائی مین ہوئی فردوسی

شکستے گران گو نہ دیدہ ندید | نہ گوش زمانہ بہ انسان شنید

فریبرز اور طوس تاب نلائے باگین اوٹہ گئین برزد نے سر میدان دونو کو گہوڑون سے اوٹہا لیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہے نیچے مین دابکے لے آتا ہی اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیانے بجاتے برزد پر زر سرخ و سفید نثار کرتے خیمے مین لائے پہر یہ ماجرا فرح افزا افراسیاب کو لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہونچی شاہ ایران کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا غیظ سے عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان مددگار ہی تو دونو نکو چہڑا لاؤنگا جب دو پہر رات آدہی نصف شب گذری رستم کو اپنے ہمراہ لیکے وہ جرار عیار پیشہ بے اندیشہ سرا پردہ برزد مین آیا عجب ماجرا نظر

آیا اتفاقاً اوسی روز افراسیاب بھی مژدہ فتح سنکے داخل ہوا تہا دیکہا کہ تخت مرصع پر افراسیاب بیٹہا ہی دست راست برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کو کرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی روبرو طوس اور فریبرز کہڑی ہین حلقہا آہن ہاتہ پاون پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و خروش کہتا ہی کہ صبحکو مثل سیاوش گردن اونکی زیر خنجر ہوگی کیخسرو کو خبر ہوگی جہان پہلوان یہ سب باتین سنتا رہا دو گہڑی کی بعد پاسبان دونون کو باہر لاے رستم لسان اجل و نکے سر پر آیا جدا ہر ایک نگہبان کا جسم سے سر نظر آیا اور دونون کو پیٹہہ پر لاد کے خیمے سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑ کے بیہلا کچہہ دیر کے بعد افراسیاب کو اطلاع ہوئی کہ ایک شیر بیشہ ایران سے آیا وہ دونون صید لاغر گرفتار اوٹہا لیگیا پیران ویسہ نے کہا سواے رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرضکہ رات تو بصد پیچ و تاب افراسیاب نے بسر کی جب ہوم ہوئی سحر کی اور رکیتاز چرخ چارم بصد جاہ و حشم جلوہ افروز ہوا رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی اجل پسیدون کے سر پر قضا رونے لگی برزو نوجوان بصد شوکت و شان مانند فیل دمان پرے سے نکلا اور پکارا کہ کہان ہیلتن جہان پہلوان ہے میرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہی کیخسرو سے اجازت جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکا کے چیڑا کس چستی و چالاکی سے پویہ کا دے لگا کے ایرن پہیرا ہر حلقہ گرداب جل تماشا ن سم نقطہ پرکار کا محل تہا دیکہنے والونکی نظر مین بجلی سی کوند جاتی تہی اس سرعت سے آتا جاتا تہا کہ ہوا بہی گرد کو خاک نپاتی تہی الغرض خوب جولان گرم عنان کرکے برزو کے برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکہی بہت تعجب ہوا کہ ترکون سے ایسا جوان ذی شوکت و باشان آج تک رستم نے نہ دیکہا تہا پہر کہا اے جوان ناآزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار ہو جا کہ مین ادنی شاگرد رستم نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے حلقہ کمان ہاتہ مین لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ کہنی کو توڑ دہر گہسیٹا تہمتن بہی جواب دینے لگا دو گہڑی تک دشت مین سواے سن سن و سری صدا نہ آتی تہی دونون کے جوشنون پر تیر پڑتے تہے دیکہنے والون کی آنکہین لب سوفار کی طرح حیرت مین کہلی تہین روح قالب سے اوڑی جاتی تہی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون پہلوان لگانے لگے صفحہ دشت کو مثل شاخ بید ہلانے لگے دہم دہم جو پیہم ہوتی تہی زمین درہم برہم ہوتی تہی مگر نہ

ہر ایک سر افشان تہا میدان نبرد بازار آہنگران تہا اسی گرماگرمی مین برزو نے گرز لگایا جہان
پہلوان سر کو بچا کر سپر درپرد لایا لیکن سپر کے ٹکڑے ہوگئے اور ہاتھ بھی بیکار ہوگیا پہلتن لاچار ہوگیا لیکہ
یہ جہاندیدہ وہ نا تجربہ کار تہا اسی حقیقت سے آگاہ نہ تہا اگر یہ بکار کہا کہ تو عجب پیکر ہے اگر یہ ضرب میری فولاد ستون
پر پڑتی نار و زبون کر دیتی پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو جیسا ہوا اس صدمہ کا اثر ہوا رستم نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ
لڑائی میرے سامنے کھیل ہے برزو نے خوف کہا یا دل مین ہراس آیا اس عرصہ مین دن تمام ہوا شام کی
شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گھوڑے دن بہر ہو کے پیاسے ہین اور رات بہی آئی صبح کو ہم
تم سمجھ لینگے برزو نے قبول کیا اپنی لشکر مین چلا گیا افراسیاب سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تہا نہین معلوم
وہ اور اوسکا گھوڑا فولاد کا بنا تہا کہ کسی حربے نے میرا اوس پر اثر نکیا دم سحر دیکھیئے کیا ہوتا ہے کسکی قضا ہے
کون راہی ملک بقا ہوتا ہے ادہر جہان پہلوان بچشم خونفشان کنیحہ سے کہنے لگا مجکو اس نوجوان نے
بیکار کیا گرز کی ضرب سے شانہ ٹوٹا بحکمت عملی سے اوسکے ہاتھ سے زندہ چھوٹا صبح کو اوس سے
لڑنا محال ہے شدت درد سے عجیب حال ہے اور فرامرز بہی ہند مین لڑ رہا ہے جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا
خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بحول تعالی مجکو بیمار اوسکا سامنا ہے اور جو جو نامدار خنجر گذار حاضر تہے سب نے
بدست عرض کیا ابہی تو ہم سر دینے کو موجود ہین بعد ہمارے اختیار ہے ہم زندہ رہین لیسے بادشاہ کو ایک بے نام
و نشان سے لڑنے کو بہیجین القصہ نصف شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تہا نیند نہ آتی تہی طبیعت
اوبجھکر گہبراتی تہی ہر بار دست شکستہ بدرگاہ حاجت روا اوٹہا کے دکہاتا تہا یکایک دوارہ رستم کا بہائی
خبر فرحت اثر لایا کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر بالفتح و ظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکھکے شاد
ہوا تمام لشکر بند فکر سے آزاد ہوا تہمتن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سرانجام کیا جسدم خسرو خاور
دریچہ مشرق سے نکلکر صف جنگگاہ کو ملاحظ کرنے لگا رستم نے سب ماجرا بیٹا فرامرز کو سنایا باجرا
گذشتہ کا سبق پڑہایا پہر مقابلہ کو بہیجا صف توران سے وہ نوجوان نکلا ادہر سے فرامرز نے
رخش کو ٹہکرا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو سمجہا پہلوان دیروزہ نہین
کہا کل اے تو میری ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوتے تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا

ہوئے فرامرز نے کہا گفتگوسے لاطائل سے کیا حاصل سنبھل جا یہ کہکے گرز کوہ شگاف کشندہ میان مصاف ہاتہ مین اوٹہایا اور برق کی طرح چمکتے آیا اسطرح پیہم او ر تواتر گرز لگائے کہ برزو کی ہوش حواس سنبھلنے نپائے مجبور ہوکے خانہ زین سے برزو زمین آیا سپر کے ٹکڑے نکالشان نپایا فردوسی

زبس خشم کوپال بر زد کمین	بجنبید ز جا گفتی زمین
کمندش فرو افگند زین بر کشاد	بیفگند بر یال او دست چو باد
بیفتاد برزو چو پیل مست	فرامرز بکشاد آنگاہ دست

جب زو کمند مین الجہا افراسیاب تمام فوج کو لیکے گرا ادہر سے کیخسرو شاہجہان پہلوانان نے دوسری کمند دست شکستہ سے لگائی وہ بہی گردن مین آئی بیان تو دونون صفونمین تیغ کی تبرانی سے سرافشانی ہونے لگی کمند مع برزو زوارہ کو دی رستم بہی مصروف جنگ ہوا تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوئے زوارہ تو برزو کو خیمے مین لایا فرامرز اور رستم نے تورانیونکو معرکے سے بہگایا کیخسرو کے روبرو طبل فتح ہوا لشکر دلشاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب فرار ہوا مطلب حاصل ہوا اخسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابہی یہ کم سن ہے افراسیاب نے مال و اسباب اسکو فزون از حد حساب دیا تہا اسنے حق نمک ادا کیا تہا اب جو یہان پرورش پائیگا شرط جان نثاری بجالائیگا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے بہت احتیاط سے سیستان بہیجا زال کے پاس بہیجنے لگا شہرو جو برزو کی مان بہی اوسنے گرفتاری سنا منہ پیٹا سر پہٹا پہرا اوسیدم وہ نیمجان عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے ایک ڈومنی سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تہی بہت معتقد تہی مراثنی کہلاتی تہی اوس سے ربط بہم پہنچایا زر و جواہر اوسکو دیکے ملایا ایک روز برزو کو کہانا اوسکے ہاتہ بہیجا انگوٹہی اوسمین رکہدی برزو دیکہکے خوش ہوا اوسکے ہاتہ کہلا بہیجا کہ تین گہوڑے جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون کہیت نظر سے جلد بہم پہنچا اور ایک سوہن مجکو بہیجدے کہ زنجیرین کاٹ ڈالون ہاتہ پاؤن قید و بند سے نکالون القصہ اوسنے گہوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے بہیجدیا جب سوہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین ماہوا وہان روکنے والا اوسکا کون تہا یہ تینون سوار ہوکے توران کو چلے قضا کار راہ مین تہمتن تا مدار شکار کہیلتا تہا برزو کا سامنا ہوگیا بہاگنے کی راہ نپائی مجبوری

لڑائی کی نوبت آئی جب دونون خوب تہکے دم لینے لگے تہمتن اوس ضرب کے خیال سے
درد کے ملال سے حیلہ سوچا کہا دن کم رہا کچہہ کہالین تو پہر لڑین برزو نے کہا اچہا کہاکے
کہاتے اوسمین زہر ملایا پہر برزو کو دیا کہ تو بہی کہانے شہرو یہ معاملہ دیکہتی تہی اوسنے بیٹے کو کہانے دیا نہ
کہایا ڈونی جو کہا گئی ہو نشو نہر دم آیا وہ جب مر گئی برزو نے آکے جہان پہلوان کو بہت نادم و خجل کیا
تقریر کو طول دیکے منفعل کیا **فردوسی**

برستم چنین گفت کای پرخرد ۔ ز نام آوران این کی اندر خورد
ترا تیرم تا بدین ریش سفید ۔ ز یزدان همانا ببرید امید

بیلتن محجوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو تیار
ہوا بعد رد و بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر سبکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈورین کمر
اٹکا کی دونون دیر تک کشاکش کرنے لگے یکایک رخش برزو کی گہوڑی پر حملہ آور ہوا وہ جہجکلے پیچہے ہٹا
اودہر تو برزو کو جہٹکا لگا ادہر سے موقع پاے جہان پہلوان نے زور کیا **فردوسی**

زتیر دی بازو سر افراز مرد ۔ بنخاک اندر آمد بدشت نبرد
برو چیرہ شد رستم شیر زاد ۔ بر آورد بازو بکردار باد

جسدم برزو گرا رستم چہاتی پر آیا خنجر کہینچا تہا کہ اوسکی ناان دوڑی یہ کہا **فردوسی**

بخواہیش کشتن بدو گو نرا ۔ بہانہ ترا جنگ ایران تورا
تبر برا زجہاندار پروردگار ۔ کہ گاہی نبیرہ کشی گاہ پور

بہت سی خواکل و ڈراؤ کہا تجہے شرم نہین آتی کبہی پر خنجر بیٹا کبہی پوتا ہے افراسیاب کی لڑائی کا
حیلہ ہوتا ہی رستم نے کہا تو جہوٹ بولتی ہی شہرو نے کہا سہراب کی نشانی انگوٹہی اسکے پاس ہے اوسکو
دیکہ لے جو تجکو وہم دہر اس ہے **فردوسی**

نگہ کرد رستم در و نبکر ید ۔ نگین حقیقت آن مہرہ خویش دید
برون کرد از دستش انگشتری ۔ نگین فرزندہ چون مشتری
بخندید چون گل رخ تاج بخش ۔ زبانہ بر آمد بر افراز رخش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پہولا نہ سماتا تہا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تہا برزو کو پہر دوڑ کے گلے
سے لگایا پیار کیا گہوڑے پر اپنے ہاتہ سے سوار کیا سیستان مین لایا پوتے کو دادا سے ملایا پہر
بیان افراسیاب آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ وعدہ
گرفتاری جہان پہلوان اور جو نامور جوان تہے سبکا کیا راہ مین مکان
بنایا حال چہپایا آخر کار وہان سے فرار ہوئی سرود سرایان محفل سخن تازہ کرنے

داستان کہن کے اسطرح زمزمہ پیرا ہوے ہین کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصد
پیچ و تاب توران پہونچا رات دن غم و غصے سے ملول رہتا تھا ہمیشہ جفائین سہتا تھا کہ ایک عورت
سازندہ بوڑھی بیوہ سوسن نام پیدا ہوئی اوسنے بادشاہ سے کہا آپنے اتنی کوشش و پیکار کی سب بیکار
کی رستم پر فتح نہوئی مجکو اجازت ہو کچھ سامان عنایت ہو تو نیرنگ و فسون سے سب کا حال دگرگون
کردون سیستان کو جوئی خون کردون شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین نہ آیا اوسنے اپنا سحر و نیرنگ دکھلایا
افراسیاب خوش ہوا فرمایا کہ جو تجکو درکار ہووے اپنی کام مین مصروف ہو غرضکہ پیلسم گرد کو ہمراہ کیا
مال اسباب حسب لخواہ اوسکو دیا سوسن نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے
طرح پر بنوایا پاس اوسکے خیمہ استادہ کیا جو اوس راہ سے شام و پگاہ گذرتا ایک دو مہمان رکہتی
شراب کباب رقص و سرود مہمانی کا سب سامان رکہتی شرط مہمان نوازی بجا لاتی شراب پلاکی تحفہ تحفہ
کہانی کہلاتی اور یہان سیستان مین برزو کی آنے سی سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کر کے سبکو
بلایا طوس کو کچھ دنے بضرورت رستم کے پاس بہیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تہی یہان وہ
چہڑ گئی بات بڑھ گئی طوس شاہزادہ نازک دماغ تہا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا تکرار کا بہانہ
ہوا رستم نے یہ حال جو سنا بہت بدمزہ ہوا کہا وہ خلاف سلطان دوسرے مہمان آوے آزردہ گیا
برا کیا مصلحت یہی ہے کہ گودرز خود جاکے منت سے لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے
کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو لڑنے کا موقع ہاتھ آجائے گا دوسرا کون ہے جو سمجھائیگا
اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجھا کے لے آؤن رستم نے کہا اچھا بیژن بھی چلا انکے بعد بہمن کو خیال
ہوا کہ یہ سب جاہل ہین ایسا نہو قصہ طول ہو مطلب حاصل ہو فرامرز سے کہا تو بھی جا وہ رخصت
ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہے اگر انکے کہنے سے نہ پہرا اور ایران پہونچا تو سخت خجالت ہو گی
ندامت سے عجب حالت ہوگی مین بھی جاتا ہون قصہ مختصر زال بھی راہی ہوا اب یہ سنئے کہ طوس
یکہ و تنہا اوس مکان کے قریب آیا دیکھا کہ خیمہ ایستادہ ہے باورچی کھانے پکاتے ہین امیرانہ ٹھاٹ
ہے اسنے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے سامان کیسا ہے وہ بولے سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہے توران سے

آئی ہی یہان قیام ہی مسافر پروری کا شغل علی الدوام ہی گھوڑا کسی کو دیکہے خیمے مین آیا دیکھا ایک
عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ و ادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ پیرا ہی گرد ساز و سامان سب طرح کا مہیا
ہی یہ بہی کرسی پر بیٹہا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچہا بولی مین زن سازندہ ہون نقش
سرود میرا کام ہی سوداگر بچہ مجہپر فریفتہ تہا تہوڑا عرصہ ہوا وہ بہت کچہ مجہکو دیکے مر گیا افراسیاب نے
چاہا تہا کہ بجبر مجہکو اپنے گہر مین ڈالے مطلب نکالے مین حیلہ کرکے چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ
ایران از حد ہے شب و روز مجہکو کد ہی کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو قسمت آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم
لے چلینگے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے متوالے ہو گئے ہوش نرہا پلیسم گرد باندہ کے
حویلی مین لے گیا کچہہ دیر مین گودرز پہونچا وہ بہی گرفتار ہوا پہر گیو پہنسا اور بیژن بہی قید ہوگئے اور
دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگون نے کہا خیمے مین جاؤ نگیا کسی نے کہدیا دو چار
نوجوان پہلوان اس مکان مین گرفتار ہین زال سمجہا کہ ہو نہو یہ پہنسانے کی چال ہی ہوشیار ہوکے
خیمے مین گیا سوسن تیور دیکہکے بہاگی حویلی مین پہونچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا پیچہا
نہ چہوڑا وہان پلیسم نکلا باہم لڑائی ہونے لگی پلیسم کا گرز زال کے سر پر لگا مغز پریشان ہوا حیران ہوا مین
فرامرز ڈہونڈہتا آنکلا زال کو جدا کیا آپ پلیسم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا ادہر افراسیاب
تو ہمہ تن گوش تہا پہلوانون کی گرفتاری سنتے یلغار چلا ادہر سے رستم پہونچا یہ خبر کیخسرو کے
گوش زد ہوئی شاہ ایران بہی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پلیسم گرد کو رستم نے مار لیا افراسیاب کا
مقابلہ ہوا پیران نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک زن بد سرشت کے کہنے سے ملک و مال برباد
کیا پہر لڑنے کی خاطر آیا قصہ بڑہایا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ تیری فوج مین کوئی رستم کا مقابلہ کسی نے
نہین کیا ہے اکیلے نے لاکہون کو بہگا دیا ہے پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو
غصہ آیا کہا بہاگتے بہاگتے یہ حال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تاکہ یہ ذلت گہوڑا بڑہا کے کیخسرو سے
گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل معاملہ ہو خسرو بہی ہاتہی پر سے کودا گہوڑا طلب کیا
لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانون نے روکا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخرکو برزو شیرین نے

بیانی چرب زبانی سے بادشاہ کو سمجھایا خود افراسیاب کے سامنے آیا فردوسی

به برزو چنین گفت کای پور زال
تو برگرد تا خسرو آید برزم
نداری تو نام پدر را بیاد
بجویند شاہان ہمہ جای بزم
کنون رزم جوئی بیا ورد گاہ
تو نیز از جہان داور داد گر
تراشرم باید ز توران سپاہ
نه ترسی و بندی برزم کمر

برزو نے جواب دیا کہ فی الحقیقۃ مین نکیر وردہ سرکا ہون الا تیری عادت سے بیزار ہون تجسا بادشاہ والا جاہ مگر مشہور بہ عہد دغا شعار ہوا داماد کے قتل سے بے اعتبار ہوا لازم ہے تجسے ہراس کرے تیر امطلق نہ پاس کرے فردوسی

چو افراسیاب آنچنانش بدید
خروشی چو شیر ژیان برکشید
بگفت این و برداشت گرز گران
بدو گفت چون پیل مستی مکن
ہمی تاخت چون پوماز ندران
نبردم ایشید مستی مکن

القصہ صبح سے تاشام وہ نوجوان اور شاہ توران باہم مشغول بجنگ و جدال ہے فردوسی

ز پیکار ایشان نہان گشت مہر
ستارہ بگردون بپوشید چہر

اس عرصے مین ترکش خالی ہوا شاہ نے گرز ہاتہ مین لیا غصے مین آکے چاہا تھا کہ برزو پر لگائے عرصہ نبردمین بھونچال ہو جائے فردوسی

بیامد بر شاہ ہومان چو شیر
ہومان چنین گفت افراسیاب
بدو گفت کای شہریار دلیر
کہ از کینہ دارم دو دیدہ پر آب
ترا ننگ باید ز پیکار او
مراد ردل این بتر از خسروست
تو باید بنخبیر و شوی جنگجو
کہ در پیش من کینہ خواہ دست

ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا ایک جوان خیرہ سر بے پدر تھا دگر خدا نخواستہ تو ہلاک ہوا تمام توران تہ خاک ہوا لشکر کو حکم کیا سب نے برزو کو گہیرا اوسنے نہ منہ پہیرا یہ حال دیکھکے فرامرز و رستم نے گھوڑے اوٹھائے مدد کو آئے خون کے دریا بہائے کیخسرو نے حملہ کیا پھر تو عجیب تلاطم پڑا کوسون لاشونکے سوا اور کچہ نظر نہ آتا تھا جہان جگہ خالی تھی وہان لہو کا دریا بہا جاتا تھا تورانیون کی شکست فاش ہوئی کیخسرو کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کیخسرو نے تعاقب کا قصد کیا پہلتن مانع ہوا صدائے کوس فتح کوسون گئی حریف کے بہاگنے کی نوبت آئی چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی سیستان قریب تھا جہان پہلوان شاہ ایران کو مہمان لے گیا ایکہفتہ دعوت لشکر کی جلسۂ شاہانہ رہا مست و سرشار اپنا بیگانہ رہا رستم نے خسرو سے عرض کی کہ چاہے برسکا میراسن ہوا آرام نہ چار دن ہوا امیدوار ہون چندے وطن مین قیام کرون بدولت سلطان راحت سے آرام کرون

بیژن بدلے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو رہینگے تو ہوا مین تیرتکلیف سہینگے کیخسرو نے قبول کیا
جہان پہلوان نے اپنا مطلب حصول کیا اوسی دم منشور غور وہری برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز
کو مرحمت کیا پھر آپ با فتح وظفر مع فوج ولشکر منزل بمنزل کوچ در کوچ تمام ہوتا بیت السلطنۃ کو روانہ ہوا ؛

یہ داستان اختتام دولت افراسیاب ہے کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور شیدا گویا پیدا نہوا تھا کشتون کے اس لڑائی مین پشتے ہین لہو کے دریا بہے ہین اور افراسیاب آخر کار گرفتار ہوا ہے

اس بار افراسیاب جو شکست کھا کے ذلت اوٹھا کے توران پہونچا
شعلہ غیرت نے جوش کیا فرط غضب نے بیہوش کیا جو کچھ خزانے مین موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ
غنیم کیا جم غفیر جوان دلیر سے بہم پہونچائی جو جسنے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کیخسرو نامور کو ہوئی اوسنے گودرز
سے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے ابکی تمہارا حصہ ہے
وہ تدبیر ہو جسمین افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس اور گیو اور بیژن کو
با فوج بیشمار ہزار در ہزار ہمراہ لیا تور انکار نہ کیا پھر فرامرز سے خسرو نے ارشاد کیا کہ تو ہندوستانکو فتح کرنا
سرحد چین ماچین مین گودرز سے ملحق ہونا جبتک افراسیاب پا بزنجیر نہوگا یہ بکھیڑا اخیر نہوگا جسدم افراسیاب
نے سنا کہ گودرز با لشکر جرار فزون از شمار آ پہونچا اوسنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور
پیران ویسہ کے ہمراہ ہزارہا رزمخواہ کمک کو بھیجے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا بکوشش وکد
بیژن نے ہومان کو مارا فوج فرار ہو کے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم نلیا بے توقف پیران پر آیا
لڑائی ہونے لگی پھر گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکھی کہ بدولت واقبال سلطان با جاہ وجلال ہومان کو
جان سے مارا اب پیران ویسہ کا سامنا ہے لشکر غنیم بہت عظیم ہے رستم کو ادہر روانہ فرمایئے کہ ہماری
فوج کا جی بڑہجائے خوف وہراس نہ آئے کیخسرو نے اوسیدم فرمان واجب الاذعان سیستانکو روانہ فرمایا
اور تاکید لکھی کہ بمجرد دیکھنے فرمان کے ادہر نہ آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ ہنوز تہمتن نہ پہونچا تھا
کہ ایک روز جنگ عظیم ہوئی شکست غنیم ہوئی ہوائے فتح وفیروزی نے ایرانیونکا پھریرا ہلایا تورانیون کو
بھگایا مگر پیران ویسہ نے پائے ثبات معرکہ کارزار مین جمایا جرأت کی داد دی انتہا کی بہادری کی

آخرکار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطر خاک بر سر بدحواس افراسیاب کے پاس پہونچی پیران ویسیہ کی خبر کہی افراسیاب کو یقین ہوا کہ پیران کا انتقال سلطنت کا زوال ہے ف

ہمی گفت زار اے جہان بین من | سوار سرافراز آئین من

ازان پس دگر گریست افراسیاب | ہمی کند موے و ہمی ریخت آب

مرا تو پناہ و برادر بدے | سپہدار و سالار لشکر بدے

اور قسم شدید کھائی کہ بے انتقام پیران ویسیہ تیغ نیام مین نکرونگا خواب و خور مجھپر حرام ہے یہ خبر کیخسرو سے سنی یلغار جیحون سے عبور کرکے افراسیاب کی فکر مین چلا وہان افراسیاب نے خزانہ فوج کو بانٹا جو انونکو نامی پہلوانونکو چھانٹا شیدا جو اوسکا بیٹا تھا لاکھ سوار کا سالار کرکے خسرو کے مقابلے کو بھیجا کیخسرو نے سنکے لہراسپ کاؤس کے داماد کو کہ بیٹے سے زیادہ جانتا تھا اسی ہزار جرار سے روانہ کیا رستم نامدار بھی قضائے کار او سیدان داخل ہو کے لہراسپ کے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو دریافت کرکے لاکھ سوار سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل اور مجمع بڑہایا اور بطریق رسالت شیدا کو کیخسرو کے پاس روانہ کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظور ہے تو ایک بیٹا میرا مع سپاہ ہمیشہ تیری اطاعت مین ہمراہ رہیگا تا زیست اس عہد سے نپہرونگا عالم اللہ کا تجھے نیک کیگا ف

بشیدہ بگفت اے جہاندار پور | کہ باد ابد از روزگار تو دور
نبیرہ کہ جنگ آورد با نیا | بود نزد حق خوار و در زجرا
نہ زان گفتم این کین تو ترسان شدم | دگر پیر گشتم ہراسان شدم
چو با من بسوگند پیمان کنی | بکوشی و پیمان خود نشکنی
دو لشکر بیاساید از رنج رزم | ہمہ رزم ما باز گردد بہ بزم

بگنجینہ واز من بیارے رسان | بگویش کہ گیتی دگر شد چنان
چو کار سیاوش فراموش کنی | نیارا بجا ہم سیاوش کنی
ہمہ کوہ و دریا مرا لشکرند | ہمہ نیزہ شیران بیشہ درند
زمین نیز پیمان نیابد شکست | بیزدان ادارہ گند ہست

جو صلح کا قصد نہو تو ہم تم باہم لڑالین ؕ گر مجھے نہین تو شیدا میرا بیٹا حاضر ہے جو اوسکو تو نے مارا تو تمام توران اپنے قبضے مین جان مین نے سلطنت سے ہاتہ اوٹھایا قصہ ہی مٹایا اور بتاکید اکید شیدا سے کہا حرف دلیرانہ برزبان لانا مجمع دیکھکے نہ گھبرانا القصہ شیدا کیخسرو کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اوسنے ادائے رسالت کی خوب وکالت کی کیخسرو نے جواب دیا کہ آج تو کسل راہ سے آرام کر صبحکو اسکا جواب لو پھر رخصت کیا اوسکے جانیکے بعد مشیران خوش تدبیر امیر و وزیر سے مشورہ کیا کہا یہ پیغام افراسیاب کا مکر و فریب سے خالی نہین بارہا تجربہ ہو چکا ہے اور شیدا کے تیور دم گفتگو دیکھے سبھے ہر بار مستعد جنگ مثل بے ننگ تھا مین نے

رخصت کردیا اب اس سے بذات خاص بے وسواس لڑونگا صلح ہرگز نکرونگا رستم نے عرض کی کہ اے صاحب اقبال یہ امر مناسب حال نہین ہوتا فردوسی

یکی نامہ گم شود زان سپہ پاک | دگر دور ازین گر تو گردی ہلاک
ز ایران بر آید یکی تیرہ خاک | بدست تو گر شیدہ گردد ہلاک

یہ صلاح ٹھہری کہ شیدا کو رخصت کرو نامے کا جواب اوسکے ہاتہ بھیجو دم سحر بصد کروفر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف شکن جواب لائیگا شیدا نے کہا مین تو آپسے لڑنیکو آیا تھا نامہ حیلے مین لایا تھا یہ کلمہ سنکے خسرو کو غیظ آیا کہا صبح انشاء اللہ تعالی یہ گوئے میدان ہی ہمارے تمہارے جنگ کا سامان ہے پھر اوسیدم جوابنامہ قارن کے ہاتہ روانہ کیا مضمون تھا

کنون کار ما و تو دشوار گشت | سخنہا ز اندازہ اندر گذشت
کہ چندان بنالم شمار امان | کہ برگل چہ باد تند خزان
بر بوم و گنج و سپاہ ہست مرا | ہمان تخت و تاج و کلاہ ہست مرا
سپید دمان اوست جہان من | بہ خنجر ببندید سر افشان من
من دیدہ دست شمشیر تیز | بر آرم بفر جام از در ستخیز
تو این حرف مہار البشید انگبوری | کہ اے کم خرد مہتر ناجوی
بگرید چنان زار بر تو پدر | کہ کاوس گرید ہمی بر پسر
بزور جہان آفرین کردگار | بدیہیم کاوس پروردگار
گرم پشت گرمی یزدان بود | ہمیشہ دل و بخت خندان بود
پلنگ تو در خواز ما نبرد | نہ نامردم ار پور تو ہست مرد
کسی را نخواہم ز ایران سپاہ | کہ بادی بگردد بہ آوردگاہ

جب نامہ تمام نکو حوالے کیا کہدیا کہ افراسیاب پاس جانا مگر پھرنا

جہاندار تو انگیخت انجمن | کہ این جامہ بر تو سازد کفن

قارن نے جب یہ پیام شیدا کو پہونچایا اوسکے جواب مین وہ یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبحکو ہماری لڑائیکی سیر دیکھکے جانا اور کیخسرو سے کہنا تنہا آنا قارن نے کہا خیر ہو خسرو کب محتاج مدد غیر ہے القصہ جسدم خسرو فلک چارم بصد جاہ و حشم جلوہ گر اریکہ زنگاری ہوا ہر ایک شاہزادہ سرگرم تیاری ہوا مسلح و مکمل ہوکے بر سر میدان دونون جلوہ کنان آئے فردوسی

بر قلب ہر دو لشکر بدور | چنان چون شود مرد دان سور

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیگار ہوے کوئی کسب اور فن سپہ گری ایسا نتھا کہ سر میدان اونسے ظاہر ہوا دونون طرف کے پہلوان اور ہر دو میدان واہ واہ سبحان اللہ کرتے تھے آخر کار شیدا نے کہا کہ اب ہم تم کشتی لڑین خسرو نے کہا اچھا گھوڑے سے اوترکے دو درندہ شیر تادیر گاؤ زوری پیچ کی گھات اور چوری کرتے رہے یکایک شیدا نے کمربند مین ہاتہ ڈالکے اوٹھایا خسرو نے جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شیدا کے سر پر قبضا چلائی دفعتہ سبکی سے اوٹھا کر

سرسے بلند کیا پھر زمین پر پٹک دیا اور فوراً خنجر نکالکے حلال کیا فردوسی

بزور جہان آفرین کردگار　بزد دست کیخسرو نامدار　بکردار شیرے کہ بر گور خر　بزند دست گور اندر آید بسر
گرفتش بجیب و گردن و دو انگشت　برآورد و زد بر زمین درشت　یکی تیغ تیز از میان برکشید　سراسر دل نامور بردرید

بعد قتل شیدا کیخسرو نے حکم دیا کہ اسکے جسم کو مشک اور گلاب سے دہوکے دفن کردو اور مقبرہ عالیشان بجلد تیار ہوا اسکے بعد قارن افراسیاب کے پاس نامہ لیکے گیا لوگون نے شیدا کے مارے جانیکا حال کہا افراسیاب نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی زمانہ پیش نظر تیرہ و تار ہوا نالے کا جواب دیا مگر فوج جمع کرکے لڑانیکو سوار ہوا جسدم دونون بادشاہ جنگ جو فوجین لیکے دوبدو ہوے ہنگامہ عظیم برپا ہوا شیدا کے قتل ہونے سے ترکون نے زندگی ترک کی سرمیدان جوانمردی کی داد دی فردوسی

بپیوست جنگی گران لشکران　نداند گردان گردنکشان　ہمہ ریگ شد زیر نعل اندرون　چو کرباس ہا آردادہ بخون
زکین پدر روز لیسر سوگوار　دو شاہ دو لشکر خیان کینہ دار　بیابان بکردار جیحون خون　یکی بے سر و دیگری سرنگون

آخرکار فتح ایرانیونکو نصیب ہوئی ترک ناچار ہوے معرکے سے فرار ہوے اور افراسیاب کو بھی بجبر نکلنا پڑا

غنائش گرفتند برتافتند　بدان تنگ آہو نشتافتند

جب اسطرح کی لڑائی فتح ہوئی کیخسرو نے نامہ کاؤس کو لکھا ماجرائے جنگ مشروحا تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپے ہوا سرحد چین ماچین مین جو گیا خاقان کی سلطنت کو تزلزل ہوا ہیبت سے تحفے نقد و جنس کی قسم سے بھی لیکے ایلچی اوسکا حاضر ہوا شرط خدمت بجالایا زمین بوس کو سر جھکایا کیخسرو نے فرمایا اگر افراسیاب کو پناہ دی تو مین نے تیری بیخ و بنیاد کھودی وہ مجبور رہا نسے بھی بھاگا کوہ و دشت طے کرتے کرتے عاجز ہوا کوئی پاس نہ تھا جہان جاتا تھا کیخسرو کے ڈر سے رہنے نپاتا تھا صاحب خانہ ٹال دیتا تھا اپنے شہر سے نکال دیتا تھا انتہا ئے کار پہاڑ مین ایک غار تھا اوسمین چھپا اتفاقات زمانہ نسل فریدون سے ہوم نام اوسکے خوف سے وہان رہتا تھا ہزار دن رنج سہتا تھا ایک رات صدائے دردناک اوسنے سنی غار کے قریب آیا سنا کہ کوئی شخص ترکی زبان مین بصد حزن یہ بیان کرتا ہے کہ اے شاہ توران وہ جاہ و تجمل وہ فوج اور سامان کیا ہوا اگر دو دن جو تجھسے پھر اکس کس بلا اور ستم مین تو گھرا نہ کسی جا پناہ ملی نہ بھاگ جانیکی راہ ملی

وہ فوج ظفر موج کیا ہوئی کیا وہ تخت و تاج ہوا آج یکہ و تنہا بوریے کا محتاج ہوا انکو ئی ہمراہ ہے نہ وزیر پاس ہے ہر سمت ہجوم حسرت و یاس ہے رفیق ناکامی جلیس یاس ہے ہوم نے تامل کرکے آواز پہچانی **فردوسی**

چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب　　نباشد مگر زان افراسیاب

بسکہ جور افراسیاب سے ستم کشیدہ آفت دیدہ بہتا دیکھا رقت انتقام ہے اسیواسطے سابقین کا یہ کلام ہے **سعدی**

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک　　نروید ز تخم بدی بار نیک

دم سحر ہوم تفتہ جگر پکارا کہ اے شاہ توران پر شوکت والاشان دعا تیری قبول ہوئی باہر آجو حاجت رکھتا ہو بر زبان لاغیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہے شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی سند آئی ہے افراسیاب خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گھونسا لگایا پھر مستحکم باندھکے حال پوچھا اوسنے تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لیچلا ہرچند منت و زاری فریاد و بیقراری کے سودمند نہوئی کشان کشان روبرو سے سلطان ایران لایا بہت کچھ نقد و جنس پایا **فردوسی**

چو در پیش کیخسرو آمد بدرد　　بباریدخون بر رخ لاجورد
شہنشاہ ایران زبان بر کشاد　　و زان طشت و خنجر ہمیکرد یاد

پھر کیخسرو نے فرمایا کہ گرسیوز کو حاضر کرو طشت و خنجر بھی ساتھ ہوا و سیدم دونوں خودسرون کے تن سے سر کٹ گئے ملک پہلوانونکو من چلے جوانونکو بٹ گئے رستم کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا ایران کیطرف منہ موڑا جسدم قریب آیا کاؤس کو خبر دار دن نے مژدہ پہونچایا خود با جاہ و جلال بعز و شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہا شکر ہے یزدان کا کہ سیاوش کا انتقام بھر پایا جانکو راحت ملی دلکو چین آیا کچھ دن نگذرے تھے کہ کاؤس کو پیام اجل آیا دار فنا سے حلت کی بید غدغہ و شراکت غیر کیخسرو نے سلطنت کی یہ بیان محققین مورخین کا **مضمون تو صاف صاف ہے** مگر تحریر و تقریر مین گونہ **اختلاف** ہے اسواسطے لکھا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ یکتا ہے وہ اسطرح لکھتا ہے کہ ایک روز حرکات ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والاشان یاد فرماکے سخت ملول ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیونکے ابتک مطلب نہ حصول ہوا چار سردار جہان دیدہ خنجر گذار با فوج بیشمار چار طرف بھیجے کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گھیر و لڑنے سے منہ نہ پھیرو بہر کیف یا گرفتار ہو یا سر آئے زندہ بھاگنے نپائے اور گودرز کو درفش کاویانی دیا جسکو بادشاہون نے اپنے باپ سے کبھی جدا

نکلیا تھا اور ریلچ کیطرف بھیجا خود بھی اوسیطرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد معلوم ہوئی پیران ویسہ کو بلایا اپنے بھائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب جولے گیا گودرز سے لڑنیکی اجازت دی مگر یہ خبر نتھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ بدل جاتی ہے نہ مال سے اعمال بدلتا ہے نہ زر کام آتا ہے نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہے القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاوروں نے جانبازیکا کوئی مقدمہ اوٹھا نرکھا ہر سمت لاشونکے انبار ہوے دریاے خون رواں تھے نہنگان بحر شجاعت موجین مارتے غوطہ زنان تھے رباعی اگر بچشم تامل بجاک درنگری ✣ بزیر پائے خود اندر ہزار سر یابی ✣ چو غنچہ بر جگر بحزبین داغے ہست ✣ دگر نہ از چہ لبش خشک و دیدہ تر یابی ✣ آخر کار پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوے کرسیوز بجزاے اعمال ذلیل و خوار ہو کے گرفتار ہوا لاکھ سوار افراسیاب کا اوس کارزار مین کام آیا باقیماندونکا کھیت سے پاؤن اوٹھ گیا اس ہنگامے مین رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم دلوانے اپنے قتل کیے ہوے زیر علم ایک جا کرین کہ مقتول جلد شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جائین قاتل انعام پائین اور خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ ہوا بعد حصول قدمبوس سر ہر علم لایا کشتونکو اور اسیرونکو دکھایا دیکھتے دیکھتے جب کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بروے خاک بیجان پایا گھوڑے سے اوتر کے گریہ و زاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کرو اور گرسیوز کے علم سے کرسیوز بندہا پایا اوسکا سر کٹوایا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور گنج مکران فریبرز کو دیا اور حاصل اصفہان و جربان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اوڑائی بجھا دولت ڈال کی نوبت آئی پھر شیدا کو بعد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوار رزمے بود اس سے خوار رزم اوسمقام کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان کنک دژ کہ دار الملک افراسیاب کا تھا وہان آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ فتح ہوا متعلقان سراپردہ افراسیاب بے پردہ و حجاب ہونے پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیا

بیخور و خواب ہر سمت بھاگتا تھا جہان جاتا تھا آفت مین گھرتا تھا آخر کار نواح آذربایجان مین بابل خار
خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضونکا قول ہے کہ تیسرے دن حسب فرمان فرمانروائی ایران قتل ہوا بعضے
لکھتے ہین کہ جسدم بحال زبون و زار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان رحیم دل کو اوسکے حال پر عبرت سے
تاسف ہوا رقت آئی گودرز باین بدحواس تھا کہ مبادا کیخسرو اسکو جانکی امان دے تو پھر بکھیڑا مچے یہ سوچکے
بے اجازت شاہ سراوس عالیجاہ کا کاٹ ڈالا جنگ و جدال کا قصہ پاک جب اس دغدغے سے فرصت پائی
آذربایجان سے بلخ مین رونق افزا ہوا جشن شاہانہ کا سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد کل نامداران سپاہ یکسان
رزمخواہ و زیر امیر سبکو جمع کیا پھر اونسے مخاطب ہو کے فرمایا کہ یہ نکتہ سند اور براہین سے سبکو ثابت ہے کہ جسنے
زاویہ عدم سے صحرای وجود مین نمود کی قدم رکھا اوسنے ذائقہ مرگ بلاشک چکھا دار فنا سے گذرتا ہے حاصل
جینے کا مرنا ہے پس جس شے کو زوال ہے اوسکی محبت بیہودہ خیال ہے رای سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار
کرے دنیا کی محبت زیادہ نرکھے اسکے کار کو بازیچہ سمجھے انکار کرے مکھی کیطرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی
کم ہے پنجے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان بکھیڑونسے دور ہو تو قرین رحمت
پروردگار ہو اس بحر زخار ناپیدا کنار سے بیڑا پار ہو جسدم یہ تقریر دلپذیر کر چکا لہراسپ کو ولیعہد کرکے سبکو
اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان بتاکید کیا اور جو جو مدارج غربا پروری اور دادرسی تھی لہراسپ کو
اوس سے آگاہ کیا دقیقہ سلطنت اور فرمانروائی اوسپر کھولے بادشاہ کیا پھر اوسی دن مخدرات عصمت کو
وداع کر کے ترک لذات کی دار بقا کی لو لگی **نظم**

بوقت آنکہ طاوسان انجم — نگستردند بر گردون پر دم
جہانرا رخ بقا اندود کردند — زماہی تا بمہ پردود کردند

پھر اسطرح منہ چھپایا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا اور بعضی
تواریخ مین یہ نظر سے گذرا ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کیخسرو کیا تھا وہ بلخ کیطرف
بھاگ گیا وہان ہلاک ہوا اور فردوسی نے جو لکھا ہے کہ پڑھنے والیکی آنکھ پر آب اور دل کباب ہوتا ہے وہ تحریر
مین آئیگا حال کھلجائیگا زمانہ سلطنت کیخسرو ائمہ تاریخ کے نزدیک ساٹھ برس ہے اور مولف تاریخ معجم کہ تحریر
اوسکی بیش و نہ کم ہے وہ یہ لکھتا ہے **نظم**

بدانست آن خسرو فرزانگان — کہ گیتی سرابست ماتشنگان
چو صد سال کیخسرو نامدار — بہر چہ آرزو کرد شد کامگار
ہمی تشنہ چندانکہ می بیشتر — نہ دباشدش تشنگی بیشتر

بلہراسپ و قباد خسروی | وے عہد و تاج کیخسروی | اور حافظ آبرو نے لکھا ہے کہ مورخ کہتے ہین کہ

کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر مین پاس رہتی تھی محراب مین در و جواہر انبہا نہایت آب و تاب
سے لگائے تھے بطریق پیمبران پیشین اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تھا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی
ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہین پیمبر تھا جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تھا سبکو بلا کے پھیر دیا
ہر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تھا کہ پائداری ملک و رعیت کی مال سے
ہے پروردگار نے اسکو وسیلۂ حصول مقاصد ہر دوسرا بنایا ہے اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی
عدل و داد سے ہے پس لازم ہے کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نگذرے لقب اوسکا مبارک ہے

یہ ذکر پھر اصل کتاب کا ہے یعنے شاہنامے سے شمشیر خانی مین جو کچھ لکھا ہے
ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہے آمد پور دستان ہے سمجھانا رستم و زال کا
نماننا سلطان خوشخصال کا لب چشمہ جانا پہلوانونکا برف مین دب جانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان مالک اقلیم سخنوری
سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکھتا ہے کہ بعد انتقال کیکاوس یکشصت برس حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ
سلطنت کرچکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا ایک وزکار پردازان سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر
ترقیخواہان دولت جتنے تھے سبکو جمع کیا پھر فرمایا کہ یہ جا جسکو سرائے فنا قحبہ دنیا کہتے ہین عاریتہ جسمین
اور رہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر | اگر صد سال مانی ور یکے روز | بباید رفت زین کاخ دل افروز

جو اوسکو دار ناپائدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا اعتبار نسمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ چھوٹ جائیگی
تخت کے بدلے تختۂ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف یہ ہے کہ اسکو آپ
چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کرکے رشتۂ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر شامل ہے تو فارغ
البالی مین بڑی سلطنت جاودان حاصل ہے اب مین نے لہراسپ کو قابل فرمانروائی سمجھکے ولیعہد کیا
نظم و نسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضۂ قدرت مین دیا تم سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا
یہ رعیت پروری غربا نوازی کریگا انصاف اور عدل کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیگا تم سبکی چارہ سازی

کرے گا دامن امید تمہارا زر وجواہر سے بھرے گا مجکو دل سے بھول جاؤگے اوسوقت میرا یہ کلام یاد کرنا
بے اندیشہ وغم باہم رہنا ستم رسیدونکا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانکاہ سنکے رونے لگی جان کہونے لگی
کہ ایسا سلطان والاشان قدردان کہان پائینگے در و دیوار سے ٹکراکے مرجائینگے کیخسرو نے
سبکی تسکین وتشفی کی خلوتسرا کی راہ لی رئیسون نے یہ مضمون زال ورحبان پہلوانکو لکھا دونون برجناح
استعجال یعنے رستم وزال فوراً اپہونچے پردے کے قریب زال ستودہ خصال آیا آداب وتسلیم بجالایا سبب
آمد خسرو نے پوچھا زال نے خلوت نشینی گوشہ گزینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون سابق مکرر زبان
گہرفشان سے دونونکو سنایا کہ بالفعل یہ خیال آیا ہے اس سے منہ چھپایا ہے تہمتن نے عرض کی دادرسی ایک
ستم دیدہ کی عبادت صدسالہ کا مزا رکھتی ہے پہر بہر حضرت امور سلطنت ملاحظہ فرمائین تین پہر خالق کی بندگی
بجالائین بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک دوطرف توجہ کر نہین سکتا اور مین نے رویائے
صادق مین دیکھا ہے کہ کوچ کا زمانہ اسمقام سے نزدیک ہے اب امر عقل مصلحت اندیش سے بہت دور ہے
کہ یہ چند روز بہی بطور گذشتہ ہاتھ سے دیجیے سامان سفر کیجیے کیونکہ وہ راہ درپیش جہان میل ہے اور نہ سنگ
نشان ہے نہ رہبر ہے نہ کوئی کاروان ہے عالم تنہائی مین یار نہ آشنا ہوگا خوف یہ ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوگا

القصہ رستم وزال مایوس ہو کر گریان باہر نکلے یہ کہتے تھے ف

خردمند زین کار حیران شود | کہ زندہ کسی سوی زندان شود
دریغ آن بلند اختری رای تو | کہ داند گیتی چہ آورا نمود
بزرگی و دیدار بالای تو | چہ گویم کہ گوش این نیارد شنود

پہر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرا لے پر فضا مین بپا ہو حسب ارشاد کارپرداز بجا لائے ایک ہفتہ جشن عظیم رہا در خزانہ و
گنج کہلا باب افلاس واحتیاج مسکین وغربا پر بند ہوا جو ذی حق تھے حوصلے سے زیادہ اسباب اور مال
سبکو عنایت ہوا قصہ ہر ایک امیر ہوا مستغنی جوان وپیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا پہر ایک وہ
چشمہ معہود نظر آیا سبکو رخصت کیا اونہون نے عرض کی جو دم ہے زیارت سلطانکی غنیمت ہے کیخسرو
نے فرمایا یہان برف گریگی طوفان آئے گا زندہ گہر تک کوئی جانے نپائے گا یہ کہکے اوس چشمے مین
در آیا پہر جو ڈہونڈہا بادشاہ کو کسی نے نپایا فردوسی

ہمہ تنگدل گشتہ و تافتہ | سپردہ زمین شاہ نایافتہ

جب وہ نامدار شاہ گردون وقار کوہ پر چلے خوب سارو چلکے فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تہا ہوا اگر یہ زاری

فریاد و بیقراری سے ابکیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچھ کھا کے ایکساعت استراحت پا کے پھر چلو فردوسی

وزان پس چنین دید ابر نیکہ بود	زخوردن بخواب فتنہ زود	هم آنگہ برآمد یکی باد و ابر	هوا گشت برسان چرم هژبر
برآمد یکی باد و برف گران	زمین شد سپید از کران تا کران	فتند دید بیچارہ گردان نیو	چہ طوس و فریبرز بیژن چہ گیو
زمانے طپیدند در زیر برف	یکے چاہ کندند در جای ژرف	نماند ایچ کس را از ایشان نشان	برآمد بقر جام شیرین روان

ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے جمکے ٹھنڈا ہوا گودرز جو پہلے رخصت ہوکے پھر آتھا وہ راہ مین انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنیکو بھیجا اوسنے برف کے تلے سبکو جان بحق پایا یا تنفس زندہ نظر نہ آیا

اب سلسلہ اور چھیڑا مقدمہ جرات اسفندیار سے بھر الہراسپ کا ہوتا ہے رویین تن ہوتا ہے اور گشتاسب کا بیان ف

		کنون تاج اورنگ لہراسپ شاہ	برآریم و اوران شاہ نگاہ
بیارا آیین کیخسروی	برافراخت آیین ہر نیکوی	لہراسپ نے عدل و انصاف جسر سے زیادہ کیا کشش	

وجود مین دست ہمت بلند کر کے کیخسرو کو سبکے دل سے بھلایا ایرانی شکر یزدان بجالائے سبھون نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اوسکو دیے تھے آرد اور رسداب توکاوس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسب اور زریر کسی درامیر کی لڑکی سے تھے الاسب مین گشتاسب متین دوربین خوش فہم زبردست تکمیل فرمانروائی کی دلیل بہت عقیل تھا دبدبہ سلطانی پیشانی نورانی سے پیدا عزم وشان بشرے سے ہویدا تھا لہراسپ تمام جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاوس سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بشیتہ حکومت امارت کا کام اونہین لوگونکو دیتا تھا اس سبب سے گشتاسب ملول اور پریشان رہتا تھا دلکا حال کسی سے کہتا تھا ایک وزیر باتون باتون مین طول ہوا مادہ موجود تھا زیادہ ملال ہوا گشتاسب کو ترک وطن کا خیال ہوا سوار ہمراہ لیکے وہ ذی شان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسپ نے بجوسنا زریر کے ہمراہ سوار کر کے بلوایا راہ مین جب دونون بھائی ملے باپکی شکایت اور گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

		بدو گفت گشتاسب کای نامور	ندارید نزدیک را آبروے
بکاوسیان خواہد او نیکوی	بزرگی و ہم افسر خسروی	مرا و ترا نزد او جا نیست	بمغز اندرون رای نیست

غرضکہ بمنت زاری زریر نے پھر رضی کیا گشتاسب نے کہا تیری خاطر سے چلتا ہون لیکن یہ شرط ہے

کہ ولی عہدی مجکو ملے ورنہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہ ہونگا زریر نے قبول کیا اپنا مطلب
حصول کیا لہراسپ کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملایا مگر مقدمہ بدستور رہا وہی فتور رہا گشتاسپ کو خفت ہوئی
بیقرار ہوا بذات خود روم کیطرف وہ محرم فرار ہوا یہان پھر تلاش ہوئی کسینے پتا پایا جو ڈھونڈنے گیا خالی پھر آیا
یہ روم مین پہونچا کچھ دنون گوشہ نشینی مین بسر اوقات کی دنکی رات کی جب فاقون سے حال زبون ہوا دل جگر کھٹکے
خون ہوا تو فکر روانی مین بخیال تحریر و تقریر گیا لیکن خلاف تقدیر کیا ادنھون نے جواب دیا کہ ہمین حاجت نہین
دہان سے مایوس بصد حسرت افسوس بازار مین کسی لوہار سے کہا کہ مین مزدوری کو آیا ہون اوسنے کہا اچھا جیسے
ہتوڑا اوٹھا کے نہائی پر لگایا دونون مین ایک کو ثابت نپایا ایک آشنائے کار دوسرے زبردست نو گرفتار
لوہار ڈرا اسکو کچھ نہ دیا مگر گھر سے نکال دیا فردوسی | ہمی رفت گشتاسپ دل پر درد مند | خروشان و جوشان زچرخ بلند
آخرکار پریشان با دل نالان شہر سے جنگل کو چلا ایک کہیت کی مینڈ پر بیٹھکے رونے لگا کہیت کا مالک مرد پیر
جہاندیدہ تھا اوسنے دیکھا کہ جوان بے مثل لاثانی مرد ایرانی بصد پریشانی رو رہا ہے دامن و جیب آنسوؤن سے
بھگو رہا ہے اوسکو رحم آیا قریب آکے حال پرسی کی گشتاسپ نے شکایت بخت نحوست ایام سخت فلک
جفا سرشت کی کچھ بیان کی اپنی غریب الوطنی بھوک پیاس حسرت و یاس کہدی وہ گھر مین لایا شرط مہمان
نوازی ادا کی پیٹ بھر کے کھانا کھلایا رہنے کو مکان بتایا جب گشتاسپ نے اوسکا حال پوچھا اوسنے کہا مین
جگر خون نسل فریدون سے ہون اس گوشے مین بیٹھکے کار دہقانی کرتا ہون رنج مین زندگانی کرتا ہون
گشتاسپ نے کہا یہی نیرنگ چرخ سفلہ پرور و معاملہ فلک دون ہے کہ میرا جد بھی فریدون ہے القصہ دونون
خوب جنسیت کے سبب سے الفت ہوئی یار بنے چند سے یون بسر لیل و نہار ہوئے یکایک طالع مددگار ہوا بخت
خفتہ بیدار ہوا اوس زمانے مین یہ رسم قیاصرہ تھی کہ جب بیٹی جوان ہوتی مجلس طرب آراستہ کرکے شاہ و
شہزادہ ہائے ہر شہر و دیار عالی تبار کو بلاتے بیٹی کو دکھاتے جسکو وہ پسند کرتی اوسکے ساتھ عقد ہوجاتا تھا
اون دنون کتایون نام پری پیکر گلفام قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادہائے نامدار کیا
لیکن کتایون نے انکار کیا وجہ یہ تھی کہ گشتاسپ کو خواب مین دیکھا تھا اوسکی مائل تھی شمشیر محبت کی
گھائل تھی وہ نقشہ ہمیشہ پیش چشم تھا جب وہ اسکو اون لوگون مین نپاتی شادی کا غم رسیدہ انکار کرجاتی

آخر کار اس بار قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پھر خواب مین گشتاسب نظر پڑا پھولونکا دستہ ہاتھ مین
تھا اوسکی ٹہنی توڑ کے کتابون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کر و فر آراستہ ہوکے بیٹھی اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان بھی گشتاسب کو ساتھ لیکے سیر کنان
چلا جاتا تھا یہ صدا سنکے دونون در دولت پر پہونچے بمجرد نگاہ نظر اول مین کتابون نے پہچانا رفیق خواب بیدار مین
پایا سجدۂ خالق کو سر جھکایا اور پھولونکا دستہ شگفتہ ہوکے گشتاسب کے ہاتھ مین دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا
قیصر جو مطلع کار ہوا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب حامل رنج و محن کو پسند کیا پھر گشتاسب کو
پاس بلاکے حسب و نسب پوچھا اسنے سچ سچ کہدیا قیصر کو یقین نہ آیا تیوری چڑھا کے منہ پھرایا مجبور عہد شکنی
کے خوف سے کتابون کو حوالے کیا مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک نہ دیا بلکہ گھر سے بدر کیا گشتاسب
اوسکو لیکے خانہ پریشان بے سروسامان بیابان مین رہنے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ اوقات مقرر کی کہ
دریا کے پار جاکے گورکا شکار کرتا نصف گذربانون کو دیتا آدھا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے
گذربان یار ہوئے مددگار ہوئے اتفاقاً ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام دیا اور تیسری بیٹی کو
اہرن نے طلب کیا قیصر تو کبیدہ خاطر ہو رہا تھا ٹال گیا جب دونون بجد ہوئے تو میرین سے کہا فلانے جنگل مین
بھیڑیا ہے جو تو اوسکا سر لائے تو تیرا مطلب بر آئے اور اہرن کو وہن اژدر مین بھیجا یعنے ایک جا ایک اژدر رہتا
اوسکے قتل پر شادی ٹھہرائی یہ دونون سخت حیران و پریشان ہوئے وہ کام نہ کرسکے مگر بوساطت گذربان
گشتاسب سے ملے اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہے جو ایسا امر مشکل ہمارے سر پڑا ہے
اوسنے تسلی کی کہا یہ کام کیا ہے تمکو ہراس بیجا ہے خدا چاہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آئیگا وہ اژدر اور
بھیڑیا بہت سہل مارا جائیگا پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذربان جو آگاہ ہوئے سیر دیکھنے کو
ہمراہ ہوئے جب وہ بھیڑیا نظر آیا شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسب پر حملہ آور ہوا ناوک جگر دوز کا سینے
مین گذر ہوا اسپر بھی وہ جھپٹ کے لپٹ گیا شاہزادہ والا تبار نے خدا کو یاد کیا بازو اوسکے پکڑ کے چیر ڈالا
پھر سر کاٹ کے بھیجا اور لاکے حوالے کیا قیصر اوسکا سر دیکھکے خود اوس جنگل مین گیا واقعی دو ٹکڑے دیکھا
وہان سے پھر کر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرن کی مدد کی باری ہوئی اژدر کے قتل کی تیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ دار

تیار کیا اہرن نشان بتانیکو ما ئف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب یہ دونون غریب الوطن پہونچے
اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شریر بلا گشتاسب نے چند تیر پے درپے ایسے لگائے کہ اوسکے جسم مین
سبکے سب تا پر در آئے خون بدن سے جاری ہوا سست ہوگئے عاری ہوا گشتاسب قریب گیا فردوسی

سبک خنجر اندر دہانش نہاد ۔ زداد آفرینکی دہش کرد یاد
ہمی ریخت زہر از دہانش گشست ۔ بزہر و بخون پیکرش در نشست

پھر تیغ سے مغز اوسکا سرمہ سا کیا

بزد تیز دندان بآن خنجرش ۔ ہمہ تیغہا شد بکام اندرش
فرو ریخت مغزش بران سنگ سخت ۔ بکشت اژدہا ان بدین تیغ سخت
بکند از دہانش دو دندان سخت ۔ پس آنگہ بیامد سر و تن شکست

اوسکے دونون دانت نشانی اہرن کو دیے وہ قیصر کے روبرو للیا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیو کا کام ہے یا نسل کیان سے یہ کوئی عالیمقام ہے مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بھی عقد کردیا اب ان تینون شخصونمین وہ ربط و اخلاص بہم پہونچا کہ ایک جان دو قالب تھے ایکساعت سدا یہ مین جدا نہوتے جبتک نسوتے اور شہزادیان بھی پاس بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو یہ خبر قیصر کے گوشزد ہوئی کہ تیرا داماد اول انکار رہبر اور رہبر اول ہی ٹھہرا یا اور اژدہا اوسی نے مارا ہے انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہے فرط جرأت سے اس مقدمے کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تھا کہ کچھ ایسا بڑا کام نکیا تھا قیصر روم نے بڑی دہوم سے گشتاسب کو بلایا عذر ایام گذشتہ برزبان لایا پھر لشکر ظفر پیکر کا سالار کردیا مختار کردیا لڑائی گشتاسب کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پایا اور اپنی بیت السلطنت مین جانا جب لشکر کا سپہ سالار گشتاسب نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملک ستانی کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکھا کہ اتنے دنون بیغدغہ غیر ملک کی سیر تھنے کی اب دست بستہ حاضر ہو ملک و مال بندگان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادہ نبرد مستعد کارزار ہوا لڑنیکو تیار ہوا یہانسے گشتاسب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بھی دن دونون داماد ونکو ساتھ لیکے سیر دیکھنے چلا القصہ طرفین کی سپاہ رزم جو جنگجو آہ دو بدو ہوئی صفین آراستہ ہوئین لڑائی کی تیاری ہوگئی ہنگامہ گرم بازاری ہوگئی

چکا چاک چاک خنجر از ہر دو روی ۔ زخون شد ہمہ رزمگہ جوی جوی
دہ بادہ بر آمد ز ہر دو سپاہ ۔ تو گفتی بر آمیخت با شیر ماہ
بجنبید گشتاسب از زیر صف ۔ یکی بارہ زیر اژدہا بر بکف

پرے سے بڑھکے الیاس کو پکارا وہ بھی گھوڑا چمکا کے روبرو آیا گشتاسب نے فرصت نہ لینے دی نیزہ
جوشنین بند کر کے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کود پڑا ہاتھ باندھکے قیصر روم کے سامنے آیا فوج مخالف یہ جیتی
اور جرأت دیکھکے بھاگی شہر خزر قبضے مین آیا انتہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسب کا مرتبہ حد سے
فزون کیا ایک روز گشتاسب نے فوج کے نامدار سالار طلب کر کے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسپ سے لڑنے کا
سامان کیا سبنے متفق جواب دیا کہ الیاس نہو وہ بادشاہ تجربہ آزمودہ کار ہے اوسکا مقابلہ بہت دشوار ہے
گشتاسب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسپ کا پاس کرتے ہین لڑنے سے ہراس کرتے ہین
مین ہا بعد وسے چند لڑونگا فتح کرونگا تم نامہ لکھو کہ یا ملک نصف بانٹ دو یا سر میدان نکلکے لڑو اوسیدم نامہ
تیار ہوا اور قابوس نامہ دار ہوا جسدم لہراسپ کے روبرو پہونچا وہ نامہ پڑھکے بہت ہنسا کہ ایک خزر کے
ہاتھ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے برسر فتور ہوا پھر قابوس سے لڑائی کا
حال پوچھا اوسنے گشتاسب کی شوکت و شان بیان کی کہ داماد اوسکا والا نژاد دیو ہے بصورت انسان
مثل باز آیا خانہ زین سے صید زبون کیطرح الیاس کو قیصر کے پاس لیگیا لہراسپ نے فرمایا اس جلسے مین
کیسکی صورت اوس سے ملتی ہے قابوس نے زریر کیطرف اشارہ کیا کہ یہ نوجوان وہی شوکت و شان
رکھتا ہے لہراسپ نے کہا خیر از ماست کہ بر ماست جواب لکھا کہ فقط فتح جنگ الیاس پہ اتنے بدحواس ہوئے
کہ کسیکا لحاظ و پاس نہ رہا سوال بیجا ہمسے کیا اگر دستور باج و خراج بھیجا تو خیر وگرنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم
بنادونگا نام بے نشان ہو جائیگا وہ بسا بسایا ملک ویران در و دیوار پامال سم اسپان گرد نشان ہو جائیگا
جواب لیکے وہ تو رخصت ہوا بعد چندے زریر کو نامہ تحریر کر کے دیا کہ اونکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح
آشتی زبان پر لانا اور شبکو گشتاسب کی ملاقات کر کے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانۂ شماست
بے تکلف چلے آؤ یہ تخت و تاج مبارک ہو ہم تنہائی مین بیاد حق مشغول ہین تمہارے مطلب حصول ہون
زریر روم مین داخل ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسپ پیغام لایا ہے نامہ دار شبکے آیا ہے قیصر نے اعزاز و اکرام سے
طلب کیا گفتگو رہی رخصت ہوکے مکان پر آیا گشتاسب کے پاس گیا دونون بھائی بغلگیر ہوکے روئے زریر نے
بتبسم کہا کہ باپ اب سلطنت سے بیزار ہے تمہارا طلبگار ہے یہ باتین سنکے حب وطن الفت مادر و پدر طبیعت مین

نیش تن ہوئی اوسی سبکو بعد تجمل وشان کتابون کو ساتھ لیکے سوے ایران وان ہوا جب وہ برد آیا
لہراسپ تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگالیا پیار کیا گہہاے اشک کو نثار کیا اور تخت زرین قریب
بچھوا کے بٹھایا اور سیدم سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا فقیرانہ لباس وہ حق شناس بدن پر سجکے بلخ کو روانہ ہوا
وہان ایک مکان مثل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف وجوانب سے لوگ اوسکی زیارت کو آتے تھے مطلب
پاتے تھے اوسکے حجرے مین جاگزین ہوا خلوت نشین ہوا ف

بپوشید جامہ پرستش بلاس	خرد را جہان کرد باید سپاس	چو گشتاسب را داد لہراسب تخت	فرود آمد از تخت و بربست رخت
		سلیح گزین شد دران نوبہار	چو یزدان پرستان دران روزگار

ایکسو بیس برس لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہین تک ختم ہوئی یہا سے کارزار
اسفندیار کا مذکور ہے ہفتخوان کا جانا اور میدان داری ہے روئین تن کی باری ہے فردوسی

زابیات گفتن این سی ہزار	گہ نامہ رستم نامدار	کنم نامہ بر نام اسفندیار	دگر سی ہزار ار بود بخت یار

یہا سے جنگ و جدال رستم و زال موقوف ہوئی اسفندیار با وقار
روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسب تخت پر بیٹھا اور
زردہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا ف

چو گشتاسب شد بر تخت پدر	کہ فرید پرو داشت بخت پدر	منم گفت یزدان پرستنده شاہ	مرا ایزد پاک داد این کلاہ
بدان داد ما را کلاہ بزرگ	کہ بیرون کنیم از رمہ شیر و گرگ	ہمہ رسم شاہان بجا آوریم	بدان ایدین خدا آوریم

قیصر روم کی بیٹی سے دولت جگر نور نظر حاصل ہوئی ایک پشوتن رونق انجمن دوسرا خنجر گذار اسفندیار
روئین بدن گشتاسب عجب شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زور دیا گردن کشون سے کار جبہ سائی لیا
الا ارجاسب والی چین ماچین کہ نسل تور سے تھا شاہان عہد سے تھا دیو و پری تک تمام تھے لغزی غلام
تھے گشتاسب بھی بعد افتخار باج گزار تھا قضائے کار اوسی زمانہ مین زردہشت نام نطفہ غلط دشمن اسلام
پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسب کی حضور مین باریابی خلوت کی نوبت آئی عالم تنہائی مین اوس
پیرو شیطان نے ورغلان کر آتش پرستی کے کلام متمکن خاطر بادشاہ پر احتشام کیے اس حیلے سے
رام کیا تہ دام کیا پھر ایک درخت مع برگ و بار سحر سے تیار کیا اور یہ کیفیت اظہار کی کہ کوئی سکا پتا کھا گیا اوسکا

رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہوجائیگا جب یہ مقدمہ معجزے مین درست آیا اوسنے باغ سبز دکھا کر زیادہ
اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگاؤ ہوا چنگاری کا الاؤ ہوا شہنشاہ بادشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کو طول ہوا
قریب ہلاکت نوبت پہونچی وہ گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت وجلوت مین
بار پانے لگا مراد حاصل ہوئی نیا شگوفہ پھلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین راز دار حق ہون پیغمبر برحق ہون
بہشت اور دوزخ پر مجھکو اختیار ہے بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہے اور وہ کتاب ژند واستا آسمانی ہے میری
نبوت کی آیت ہے نشانی ہے جو اوسپر عمل کریگا اوسپر نظر عنایت عزوجل کریگا گشتاسپ نے باوجود کہن سالی
ابلہ فریبی سے دہوکا کہایا صراط مستقیم سے منہ موڑا آتش پرستی کے طریق مین آیا فردوسی

چو بشنید ازو شاہ دین او
پذیرفت ازو راہ و آئین او

کچھ دنکے بعد اوس گبر نابکار نے یہ اظہار کیا کہ آج مجھکو معراج ہوئی تا عرش گذر ہوا جلوہ حق
منظور ہوا فردوسی

خداوند را دیدم اندر بہشت
دل من چنانم آسوگی ز آشتہ

ایں دو ز بر وز گشتاسپ

اسکے حلقہ اطاعت مین آنے لگا نئے نئے گل کھلانے لگا ایکدن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو
خراج دینا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین ماچین زیر نگین ہے اس کے کہنے پر نامہ تحریر ہوا کہ ایا ملک چین سے دست بردار
ہو یا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی بے دین نے یہ آئین نکالا دین
و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلا تامل تحریر کیا فردوسی

شنیدم کہ راہ گرفتی تباہ
تو اور ایزد فتنی و دینش را

ترا عذر روشن شد از رو سیاہ
بیاراستی راہ و آئینش را

بیامد بر تو یکے پر فریب
ازان پس کہ ایزد ترا شاہ کرد

ترا دل پر از بیم کرد و نہیب
یکے پیر جادو ت گمراہ کرد

اور افسوس کی جا مقام غور کا ہے کہ تیرا باپ حق پرست یزدان شناس ہے اور تو اوسکی زندگی مین بد مست
ناسپاس ہے میرے تیرے اب لڑائی ملک اور مال کی نہین ہے مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا پنبہ
غفلت کا نسے نکال خلق کو تہلکے مین نہ ڈال اوس نامرسل گمراہ کو روسیاہ کرکے شہر بدر کر دے گر یہ مجھکو دین سمجھا

بیایم پس نامہ تا یک دو ماہ
نوشتم یکے نامہ دوستدار

کنم کشورت را سراسر تباہ
کردیحی دنیات آید بکار

زمینت سراسر بسوزم ہمہ
بگیرم ہمہ گفتنی سر بسر

بتاراج و کشتن بسوزم ہمہ
تو ژرف اندرین نامہ نگر

یہ نامہ تمام کرکے جادوی ہندیو کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردہشت کو دکھایا

اور وزیر سے تدبیر پوچھی اوسنے عرض کی یہ نامہ غور طلب ہے اسکے جواب لکھنا چاہیے جلدی نفرمایے زردہشت نے کہا سوچا کیا ہے جواب اسکا بیدرنگ جنگ ہے غرضکہ اسفندیار مستعد ہوا زیر جو اوسکا چچا تھا وہ کہنے لگا تو ابھی جنگ نادیدہ خردسال ہے اور یہ لڑائی ٹیڑھی ہوگی فتح امر محال ہے مین جاؤنگا بادشاہ نے فرمایا بہت مناسب ہے اس گفتگو کے بعد دبیر خوش تحریر طلب ہوا اور جواب یہ رقم ہوا **فردوسی**

چنین گفته بودی که تا دو ماه	سوی کشور ... سپاه	[illegible]	کرا خود دگر شاہم درہاے گنج
بیارم گردان هزاران هزار	همه نامداران خنجر گذار	[illegible]	سرت را بیارم در زیر پاے
بیا چو بیچاره خاک ز لوح کیان	بیاور دلشکر با یران زمین	[illegible]	همیکرد سختی که همی سوخت کاخ
درختان همیکند با بیخ و شاخ	چو آگاهی آمد بگشتاسب شاه	که ارجاسب آمد بکین با سپاه	سوی رزم او نیز لشکر کشید
سپاهی که هرگز نبینا کس ندید	ز تاریکی گرد پاے سپاه	کسے روز روشن ندیده براه	زردہشت نے گشتاسب سے

کہا تو اپنے وزیر جاماسپ سے کہ علم نجوم کی دھوم رکھتا ہے حال فتح و شکست کا دریافت کر جاماسپ نے بغور دیکھ بھالکے لوگونکو ٹالکے تنہائی مین عرض کی کہ فتح و سرکار بے تکرار ہے الاخویش و عزیز جان نثار نامی جرار تیغ بے دریغ ہو جائینگے پھر آپ فتح پائینگے القصہ تین لاکھ سوار خنجر گذار اور پہلوان ہمراہ لیکے گشتاسب نے میدان کارزار مین پرا جمایا فوج ارجاسپ لئیے فزون تھی تشنۂ خون تھی وہ بھی آیا **فردوسی**

چو صفها ز گردان بیاراستند	یلان هم نبردان نخواستند	بگردند یک تیر باران سخت	لبسان تگرگ ز بهاران درخت
هوا ز میدان آورد گون شده	زمین سر بسر خاک گلگون شده	پہلے آردشیر لہراسپ کا بیٹا جو نسل کاؤس سے تھا	

مرد دلیر خوب لڑا حق بدر ادا کیا سر کو سر میدان فدا کیا پھر جاماسپ کا بیٹا آیا جو ہر سپہ گری دکھایا وہ بھی مارا گیا جان سے بیچارا گیا اسکے بعد زریر پہلوان تیر صف کو چیر کے ارجاسپ کے قریب جا پہونچا اوسنے خنجر گذارونکو فوج کے نامدارونکو پکارا **فردوسی**

ببیند اغت نسرین زهر آبدار	هم از مهتران شاهزاده سوار	بیامد لبس آن بدرفش سترگ	بلند و سبک بادو دیر گرگ
		گذر کرد بر خسروی جوشنش	بخون غرق شد شهریاری تنش

جب قتل زریر سے گشتاسب آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہے جو میرے بھائی کا بدلا لے **فردوسی**

بیاگاهی آمد با سفندیار	که شد کشته آن شاه نیزه گزار	باپ کے روبرو آیا آداب بجا لایا اجازت خواہ ہوا

بادشاہ نے فرمایا کہ جو تونے اسکو مارلیا تو مین نے یہ تخت وتاج آج تجکو دیا فردوسی

کہ چون باز گردد لہراسپ زمگاہ — باسفندیارم بود تاج و گاہ
سپہ را ہمین پیش سپہ رو نہم — ترا افسر و تاج بر سر نہم

بہزاد گہوڑا جو خسرو کا تہا اسفندیار اوسپر سوار ہوا اپیدرفش سے دوچار ہوا فردوسی

بینداخت او تیغ زہر آبدار — گرفت انگہی تیغش اسفندیار
زدش نیزہ آبگون بر جگر — چنان کز دگر سو برآورد سر

اوسی گرم مختری چستی اور تیزی مین سر اوسکا کاٹکے زیب فتراک کیا جسم تہ خاک کیا پہر ارجاسپ پر حملہ آور ہوا لشکر زیروزبر ہوا تورانی اوسکا سر دیکہکے حیران ہوئے بہاگ نکلے ارجاسپ بہی ٹہر نسکی تا نچار جنگل کیطرف منہ اوٹہایا باقی ماندون نے ہتیار ڈالدیے جانکی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دلمین سمائی گشتاسپ نے سبکی جان بخشی کی ایذا ندی پہر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ وآہ کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو او را چنین خوار و آغشتہ دید — بتن جامہ خسروی بر درید
چنین گفت کای شاہ گردان بلخ — ہمہ زندگانی مرا گشت تلخ

جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین سے کشتے شمار کردیے کار کرد فردوسی

ز ایرانیان کشتہ شد سی ہزار — ہزار و صد و شصت نامدار
از ان دشمنان کشتہ شد صد ہزار — وزان ہشتصد سرکش نامدار

القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زردہشت کی دونی قدر و منزلت بڑہی فردوسی

بیامد سرفراز اسفندیار — بدست اندرون گرز گاؤسار
چو شاہ جہان روی او را بدید — ز جان و جہان نش دل بر گزید
ہمہ کار ایران مر او را سپرد — کزو دید ہم مردی و دستبرد

جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا ولیعہد کیا کہا اب رام کے دن گئے کشورستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہے اسمین آبرو ہے تام ہے پہلے اسفندیار کے روم مین دہوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا زردہشت کے دین مین لایا کتاب ژند واستا نے رواج پایا وہانسے ہند کا سامان کیا ہندوستانمین رنگ جمایا اپنا مذہب سبکو سکہایا ہرمین لیا زردہشت کا نام روشن کیا

بہر جای کان شاہ بنمود رو — بیامد کمینہ کسے پیش او
ازو دین گذارش ہمی خواستند — ہمہ دین او را بیارا ستند
ہمہ امر او را بفرمان شدند — سرکشان جملہ پنہان شدند

جسدم مین اور روم کی مرزبوم قبضے مین لایا اور ہند تک زردہشت بدبخت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلا کے گرفتار ذیل خوار کیا بعد ملکون کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکہا کہ باقبال

لازدال شاہ لتنے ملک تخت حکومت آئے اور سب نے مذہب زردہشت قبول کیا مین نے اپنا مطلب
حصول کیا آئندہ جو حکم ہو بجا لاؤن گشتاسب بہت خوش ہوا وزیر امیر سبکو طلب کیا نامہ دکھایا اتفاقاً گرزم نام
پہلوان تھا کہ وہ عداوت دلی قساوت قلبی اسفندیار سے رکھتا تھا اور منتظر وقت کا رہتا تھا اوسنے موقع پایا خلوت مین
بادشاہ سے کہا کہ اسفندیار بہت زور پر چڑھا مگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے سر مین یہ ہوا سمائی ہے
کہ ملک مین آپکو بند کرکے زندگی تلخ کرے اور باب سلطنت بے غدغہ غیر اپنے اوپر کھولے **فردوسی**

تو دانی کہ آنست اسفندیار	کاو در بزم اندرون ہست یار	بر آنست اکنون کہ بندد ترا	بشاہی ہمہ بسپند د ترا

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسب کو ایسا نشاہ تردد ہوا کہ نین و نشک ساغر مے ناب کاسہ شراب ہاتھ سے
پھینکوا نہ صحبت مین کسی کو بار دی نہ اجازت اجراے کار دی چوتھے دن جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے
جلد اسفندیار کو تنہا بلا لا جاماسپ اسفندیار کے پاس جو اس ہوپچا نامہ طلب جو لائے کیا اسفندیار نے کہا کہ مینے
خواب مین دیکھا ہے کہ بادشاہ مجھسے خفا ہے جاماسپ بولا کہ خواب تیرا سچا ہے وہ بولا نیکی کا عوض یہی ہوتا ہے
مینے ملک فتح کیے زردہشت کے دین کو اسقدر رواج دیا سرکشونسے باج لیا اب تو مجھکو کیا صلاح
دیتا ہے جاماسپ نے کہا چلنا بہر کیف اچھا ہے اسفندیار نے بہمن کو جانشین کیا فوج و لشکر وہین چھوڑا تنہا گشتاسپ
کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا اے فرزند ستانی سے اتنے دنونکی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے
سر پر فتور مین خلل پایا یہی تخیل آیا اسفندیار نے جواب دیا کہ گوشہ کلاہ آسمان پر پہونچاؤن مگر خاکپاے شاہ ہون
امیدوار عفو ہون ہرچند ناکردہ گناہ ہون گشتاسب نے نہ سنا یہ پوچھا کہ جو بیٹا باپ سے پھر جاے وسوسہ شیطانی مین
گھر جاے اوسکا علاج کیا ہے سبنے عرض کی قید کرنا رہا ہے غرضکہ فوراً مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا

مرا زو اید انکہ ہر د بنند	ز تخت اندر آمد چو گشتاسب	بدان تنگی اندر ہمی زیستیم	زمان تا زمان زار بگریستی

اسفندیار کو قید کرکے گشتاسب سیستان مین آیا رستم اور زال کو اپنے طریق مین لایا دو برس وہان صبح و شام
قیام کیا [illegible] کو جواب دیا آپ کید اینجین بابل کی خدمت کو آیا

[illegible] حال اور گشتاسب کا ہونا پیش رستم و زال سکے

خوش ہوا ارجاسپ کو بھیجا اوسنے لہراسپ کو مارا بلخ مین کہرام مچا دیا

ارجاسپ کو خبر ہوئی کہ اسفندیار بند میں ہے اور گشتاسپ سیستان میں ہے خالی میدان دیکھکے کہرم اپنے بیٹے کو فوج
دیکے جانب بلخ بھیجا بلخ میں لہراسپ تھا ہرچند اوسنے لڑنے سے انکار کیا لیکن نتانا مجبور ہو
اوسکے رفیق قدیم عابد و زاہد سب ہتھیار لیکے لڑنیکو آیا فردوسی

نہ کہرم چو لہراسپ را کار شد	تہی گشت از ان بلخ بی یار شد	ز جا ماہ برتیغ شان ناوردگاہ	بشد برنہادہ کیانی کلاہ

القصہ بہت سی جنگ عظیم ہوئی آخر کو تقدیر سے بہت سے ہوئے لہراسپ زخمی ہو کے گھوڑے سے گرا طالع برگشتہ ہوا
نصیب کیا فردوسی

جہاندیدہ از تیر ترکان بخست	نگہ دار شد بر یزدان پرست

کہرم نے لڑائی فتح کی
گبرونکو قید کیا آتشخانے کھود دیے کتاب زند و استا کو چاک کیا آتش پرستونکو تہ خاک کیا گشتاسپ
کی ایک بی بی بلخ میں رہتی تھی بدل ازشکست سوار ہوکے فرار ہو کے سیستان پہونچی سب حال بیان کیا
گشتاسپ اوسیدم روانہ ہوا اور جاماسپ کو پادشاہ اوسکے اغماض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ
بلخ پہونچنے نپایا تھا کہرم آیا راہ میں لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز ارجاسپ بھی ملک چین سے اوس
سرزمین میں با فوج ظفر موج داخل ہوا ایرانی بہت گھبرائے الا بجز جنگ چارا اور کچھ یارا نتھا فردوسی

برآمد ز ہر سو دو بوق و کوس	زمین آہنی شد سپہر آبنوس	نگہ داندرون تیر چون ژالہ بود	ہمہ دشت از ان کشتگان لالہ بود
پدید آمد بر سپہر جای مہر	ہمہ منتظر تا چہ آرد سپہر	سرانجام گشتاسپ ہم پشت	بدان آنکہ شد روزگارش درشت

ترکون نے تعاقب کیا وہ قلعے میں جا کے چھپا مجبور جاماسپ سے تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلائے ناگہانی پوچھی
اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دارومدار ہے بغیر اوسکے فتح دشوار ہے اوسیدم گشتاسپ نے
جاماسپ کو گنبدان بھیجا نامہ عذر آمیز اپنے ہاتھ سے بیٹے کو لکھا کہ میں نے تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا
اپنی سلطنت میں خلل کیا جب نامہ اور جاماسپ اسفندیار کے پاس پہونچا وہ بہت بگڑا اور شکایت باپکی گرزم کی
عداوت سب بیان کی غرضکہ جاماسپ نے نشیب و فراز سمجھا کے لے آیا دور سے دیکھکے گشتاسپ اوٹھا گلے لگا کر
سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے محو کیا اور گرزم کے قتل کا حکم دیا پھر فوج فزون از شمار مع مردان کارگزار ہمراہ
کر کے جنگ ارجاسپ نامرد کے ارجاسپ اس خبر سے اندیشناک ہوا کہرم کو مقابلے میں بھیجا جب سامنا ہوا گرگسار
دو بدو جنگجو ہوا اور تیر بلا تاثیر اسفندیار پر لگایا روئین تنی نے بچایا اسفندیار نے کمند پھینکا کے جھٹکا جو دیا خانہ

زمین سے بہروکے زمین آیا
فردوسی
بنام جہان آفرین کردگار | بینداخت در گردن گرگسار
بہ بند اندر آمد سرو گردنش | بخاک اندر افتاد عریان تنش

اور کشتان کشتان ہمدا لئے اپنے لشکر مین لایا پیر فوج پر حملہ کیا

وزان پس سوے میمنہ حملہ کرد | عنان بارہ تیز تگ را سپرد
صد و شصت گرد دلیران بکشت | چو کرم جہان دیدہ بنمود دست

کہ میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین اپنے باپ کے پاس آیا ٹہر نیکی تاب نلایا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہو گئی خوب تلوار چلی آخر کار شل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹھایا بھاگ نکلا اسفندیار نے حکم دیا جہانی اور تورانی زندہ نہ بچے **فردوسی**

بیفتاد آن لشکر کینہ خواہ | دل پر ز کین لیکے آن سپاہ
بجوی عق ... خاک لیا | بکشتی بجون گر بدی آشنا
ہمہ کشتن و شمنان ساختند | بہ کالا گرفتن نپرداختن

القصہ با فتح و ظفر دہ پدر و پسر شادیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوے کچہہ دنکے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنونکو ارجاسپ لیگیا ہی کلنک کا ٹیکا دے گیا ہے اسکا کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان بہی جاؤنگا اگر طالع مددگار ہی چہڑا لاؤنگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم مع الخیر تو لے آیا مینے سلطنت سے ہاتہہ اوٹہایا تخت و تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہوگا پہر اسفندیار نے کہا گرگسار قید ہی کئی بار مجہسے منت دار ہوا ہے خدمتگزاری اور جان نثاری کا وعدہ کر چکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہوگا تو فردی حقیقت راہ اور کیفیت سے اوس مقام کے خوب آگاہ ہوگا بادشاہ راضی ہوا گرگسار کو سامنے بلا کے رہا کیا اسفندیار کے ہاتہہ مین اوسکا ہاتہہ دیا قسمین ... وسکو اپنے مکان پر لا تسلی کی وعدہ ہا مستحکم بشرط خدمت اوس سے کیے **اب استان ہفتخوان کی ہے کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع پشوتن سالار اپنے ساتھ لیکے گیا تہا**

اونون بہ سر ہفتخوان آمدم | ازان داستان ہفتخوان آمدم

کہ جب اسفندیار گرگسار کو مکان مین لایا دلاسا دیا سمجہایا کہ میرا عزم سمت روئین دژ ہے جو زندہ وہانسے پہر اور قیدیونکو چہڑا لایا تو ایران اور توران کی سرزمین سے جو ملک تجہکو پسند ہوگا بشرط رفاقت تجہے دونگا اور اگر پیچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیرا سر قلم کردونگا **فردوسی**

اگر ہیچ گردی بگرد دروغ | در و خشت نگیرد برمن فروغ
بسیانت بخنجر بسازم دو نیم | دل انجمن گردد از تو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ قسم کہا چکا ہون لڑنے کا مزہ پا چکا ہون مجہسے دلجمعی کیجیے پہر اسفندیار نے پوچہا راہ کونسی اچہی ہے کس میں خطر ہے کس کس چیز کا خوف و خطر ہے وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی ہے

سراسر فرحت وشادی ہے دوسری راہ دو مہینے کی ہے آبادی کم ہے مگر اندیشۂ غم ہے تیسری راہ سات
دن کی ہے وہ بہت پرخطر ہے قضا کا ہر منزل مین مقام ہے بلا کا گھر ہے زندہ وسالم گذرنا بہت دشوار ہے
اوسطرف کا قصد بیکار ہے **فردوسی**

بزور و بہ نیرنگ ہفتخوان کسی
مگر گشتن خویشتن کس دو بس
بیابان سیمرغ و سرما سخت
کہ چون مار در خیز دبہ بر دو درخت
کہ بر ہفتخوان بر گزای شہریار
بپیش از شیر و گرگ ست نر اژدہا
بمردی نشد ہیچکس کامگار
کزان جنگ شان کس نیابد رہا

یہ قصہ سب سنکے اسفندیار نے بارہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار چھانٹکے ہمراہ لیے بشوتن اپنے بھائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا اس انداز سے پرسندہ ناز چلا جسدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت مین قدم رکھا گرگسار سے پوچھا آج کسکا سامنا ہوگا اوسنے کہا کہ دو بھیڑیے ہین کہ اونکے دانت فیل مست کے پہلو سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر وہ دونون گرگ باران دیدہ پیل پیکر نمودار ہوے اور فوج پر جھپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی ہر ایک نامدار تیر کی بوچھار کرنے لگا زخمی ہوکے وہ گرے تلوار دونکو علم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا بشوتن نے سر قلم کیا **فردوسی**

زحیرت فرو ماند ازین گرگسار
ز گرگان جنگی و اسفندیار

پھر سبسون نے بیخوف وخطر اوسی مقام کیا تمام شب راحت سے آرام لیا **دوسری منزل کا حال ہے شیرون سے جنگ وجدال ہے روبازی چرخ کا رنگ نیا ڈھنگ ہے** جسدم آہوے چین لبعد زینت تزئین مرغزار چرخ اخضر مین رم کرنے لگا تیرگی عالم کی اپنے جلوے سے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے عرض کی یہ دشت شیرون کا ہے ناخن و دندان سبکے خنجر سے تیز ہین مردم در گوشت خور سخت خونریز ہین انکے خوف سے گاو شیری نے زیر زمین منہ چھپایا ہے انہون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد داور دادار کسطرح سے اونکو مارتا ہون سر پر غرور اونکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ ہنوز روباہ زرد فلک پر جلوہ گر تھی کہ وہ نرہ شیر دوسری اوسکی مادہ خونریزی کی آمادہ نکلی شہزادۂ عالی وقار اسفندیار نے کچھی و چالاکی وسعت بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا **تیسری منزل کا بیان ہے حیرت کی داستان ہے کہ کس دانائی سے وہ اژدہا مارا گیا** صبحدم خنجر زر افشان فلک لیے مہر نے نیام مشرق سے کھینچا درہم وبرہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی گم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری

فریاد سنو اس ظالم کے پنجے سے رہائی دلوا دو اسفندیار نے پوچھا کہان وہ غول ہے اوسنے جواب دیا
شکار مین مشغول ہے جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے سمجھا کہ یہ وہی کیا دیانی فساد ہے فوراً حلقۂ کمند مین
گرون بند کی اوسنے بہت سی فریاد بیقراری کی گریہ و زاری کی سود مند نہوئی پھر جو غور کیا تو ایک عورت
پیر زال بحال تباہ ہے سراسر سفید منہ سیاہ ہے اوسی دم سر اوس قحبۂ دغا شعار کا تیغ آبدار سے اوڑا دیا یکایک دشت
پر غبار تیرہ و تار ہوا دیکھا کہ وہ غول آتا ہے جو سامنے آجاتا ہے وہ جل جاتا ہے اسفندیار بے خوف و خطر اوسپر جھپٹا اور
شمشیر خونبار اشگاف سے اوس موذی کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گرگسار کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جائے تو
فرصت ہاتھ آئے القصہ وہ رات اوسی صحرائے فرح افزا مین بعیش و نشاط بسر ہوئی تا سحر نوشا نوش کا چرچا رہا

ذکر پانچوین منزل کا اور پنجۂ سیمرغ سے بالی عرابے کے باعث رہائی پھر اوسکو چورنگ کیا

جبکہ سیمرغ آشیان پر شاخ لاجوردی رنگ پر کرسیان کرکے پر و بال سنبھالنے لگا اور شہپر شعاع کی چمک سے
شب کی سیاہی چہرہ سفید سے مٹانے لگا کوچ ہوا اوس روز پھر اسفندیار روئین تن اوسی عرابے مین سوار ہوا اور
گھوڑونکو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب ہوا آواز سنکے وہ بچشتی آیا اور قصد کیا کہ پنجے مین اسکو دبا کے لیے چلے
پنجے جو مارا ہتھیار پار ہو گئے وہ فگار ہو گئے جھلا کے چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو مین در آئی سیمرغ بدحواس ہوکر عرابے کے
پاس گرپڑا اسفندیار نے نکلکے پرزے پرزے کر دیا صحرا جو سے خون سے بھر دیا پھر خیام ذی احتشام ایستادہ ہوئے نذر سوار
و پیادہ ہوئے شبکو گرگسار سے چھٹی منزل کا رنگ پوچھا اوسنے کہا وہ آفت آسمان ہے یعنے برف و باران سے وہ اوسی جا گذری

چھٹی جا بہت سخت کھینچی اس کہسار مین گذار برف اور ہوا سرد سے بدنکا اینٹھنا مصیبت کا سامنا

ہوا یکایک کار پردازان قضا و قدر نے بیضۂ آتشین فلک چہارمین پر دفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح مجمر
نیلی فام مین دہکی تیرگی بہکی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار با فوج ظفر موج سوار ہوا قریب شام وہ آفت کا مقام
نظر آیا خیمے اوٹھے ہونے لگے اوسیوقت تند و تیز ہوا پیدا ہوئی برف گرنے لگی لشکر کے لوگ ٹھٹھر گئے جو درختون
کے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین دم نہ
رہا پھر تو اسفندیار بیقرار ہوکے بہت سا رو کے فریاد پیش پروردگار کرنے لگا بارے
وہ برف اور ہوا دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی منزل آخر کا طور جو پوچھا گرگسار بولا کہ کوسون تک تعقید دریا ہے

سمندر کا زہرہ آب ہوتا ہے مرغ آتشخوار کباب ہوتا ہے **ف**

نہ بر خنگ و خفیر باید گذر
نہ اندر ہوا کرگس تیز پر

بجائی نہ بینی یکے قطرہ آب
زمینش ہمیشہ شدہ از آفتاب

اسفندیار نے کہا جس نے ان بلاؤں سے بچا کے سیکو مارا ہے اوسیکا یہاں بھی سہارا ہے اب سفر بخیر تمام ہوا ایک فرسنگ رہ میں دشوار رہا وہاں مقام ہوا اب لڑائی ہے قلعہ کشائی ہے الغرض زورق زرین ملاح سپہر چہارمین افق چرخ پر لایا ستاروں نے بحر ظلمات میں غوطہ کھایا اپنے بیگانے کا منہ نظر آیا اسفندیار بے تردد وہاں اس سوار ہوا اوس دشت میں گذار ہوا زمین سرد پائی ہوا حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریائے مواج بے حد بے پایان اسکا سامنے پایا گرگسار کو بلایا نگاہ خشم آلود فرمایا کہ تو جھوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجھسے بدگمان ہے بند گران میں قید ہوں کیطرح مجھکو لائے چھ منزل تک جو مینے عرض کیا وہی سامنے آیا کہیں خلاف نپایا ایکبار جو جھوٹ بولا تو غصہ آیا اسفندیار ہنسا کہا اب اسکے عبور کی راہ بتا دے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اوتارا ایک فرسنگ رہ میں دشوار رہگیا اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہاں کی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر ہزار سال آپ یہاں جنگ و جدال کیجیے گا موت قریب ہوگی فتح نہ نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا **فردوسی**

چو لہراسپ و ہم ارجاسپ را
سر اینہم و ہم جگر شان بہ تیر

در افشان کنم جان لہراسپ را
ببازم زبان و سکو و دل شان اسیر

بکام دلیران ایران کنم
ہمہ کوہساران کار شیران کنم

اتنی دیر میں گرگسار جینے سے سیر ہوا قضا سر پر آئی موت

بر سر تقریر بیجا لائی **فردوسی**

بگفت تا چند گوئی چنین
بخاک اندر افگند پر خون تنت

کہ بر تو مباد از کسے آفرین
زمین بستر و گور پیراہنت

یکے تیغ ہندی بزد بر سرش
ز تارک بدو نیم شد پیکرش

دل گرگسار اندران تنگ شد
ہمہ اختر بد بجان تو باد

روان جان اش پر از زنگ شد
بریدہ ز خنجر زبان تو باد

ز گفتار او تند شد شہریار
بر آشفت با تنگدل گرگسار

شبکو تنہا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین بصد فر و تمکین بنا ہے جو کنگرہ ہے فلک فرسا ہے عجیب و غریب سنگ زمین ہے کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر مار نہیں سکتا اور غواص فکر رسا جو خندق کی تہ میں جا ڈوبے تو کوئی ابھار نہیں سکتا آنے سے مجمل ہوا پاؤں گل ہوا **فردوسی**

سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل
بجائے ہمی بند انبار گل

ہمی آہنی بارہ و بود پیس
ندانم چنین قلعہ کشنید کس

اسقدر گرگسار سے مجھے تعجب ہے اکہ اوسکا مارڈالنا نہ خوب ہوا راہ میں ایک فقیر سے دوچار ہوا قلعے کے حال پوچھا

کہ کتنے نامی جوان اور پہلوان اسمین ہونگے وہ بولا سو ہزار سوار مرد جرار قدر انداز خنجر گذار با زرہ و جوشن غرق دریای آہن ہر دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہین جب اور مسلح آتے ہین تو اوسوقت وہ کمر کھولنے جاتے ہین اور چشمہای شیرین نمونہ جیحون قلعے کے اندر روان ہین کھیتیان ہوتی ہین مرد جوتتے ہین ندیان بہتی ہین سب خورم و شادان ہین بیشک اور ہراس ہر انفج سے ایمن جو ہوئی ہے اس ہر امکان پر آگے ہمراہیون نے مصلحت پوچھی پھر جانیکی مشورت سبنے دی اوسنے کہا یہ نگ طبیعت قبول نہین کرتی آخر کار پیر دی جان پہلوانکی اختیار کی ایکسو اٹھ پہلوان نامی فیق و آزمودہ کار صندوق مین بند کیے سو جوان سازبان بنا دیے سوداگر بنکر پوشاک بہی ویسیہی درست کی بہر حیثیت کی اودہر چلا فردوسی

بیاورد صندوق ہشتاد و هفت ۔ ہمہ بند صندوقہا در نہفت
صد و شصت مرد از دلیران گرد ۔ کہ زایشان کجا نام مردی نبرد

اور شتربانوں سے کہا کہ جب قلعے کے اندر روشنی بلند ہو دوڑ آکے گھیر لینا منہ پھیر اسکے آنیکی دہوم ہوئی ہر کاروان سے ارجاسپ کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک بیوپاری عجمی اسباب نادر روزگار تحفہای بے شمار لیکے آستان بوس کو آیا ہے اوسنے طلب کیا فردوسی

بیامد بپوسید روی زمین ۔ بارجاسپ چندی بخواند آفرین
چہ نامی بدو گفت خراد نام ۔ جہانگرد بازاری شاد کام
بجنبید ارجاسپ بنمود آز ۔ اگر ایما تریا بکید ساختش

ارجاسپنے حالات ایران گرگسار کا حال عزم اسفندیار خوش اقبال پوچھا اوسنے جواب یا پانچ مہینے کا عرصہ ہوا یہ سنا تہا کہ اسفندیار ہفتخوانکی راہ سے عازم اس دیار کا ہے ارجاسپ بہت ہنسا کہا اسفندیار تو بشر ہے فرشتے کی کیا مجال ہے ہوا کا گذر محال ہے یہ سنکے رخصت ہوا بہت کچھ بطریق نذر پیشکش کیا اب خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بہنین بازار پہنچا نیمین آکش بہتین شکو چیکر وہ آئین اسفندیار نے آواز پہچانی منہ چہپا یا وہ کہنے لگین کچھ حال اسفندیار اور گشتاسپ کا بہی تو خبر رکہتی ہے ہمیشہ اس مصیبت مین گرفتار ہین بابا بی رہائی شہریار ہین فردوسی

بدر روز و شب شادمان خفتا پوش ۔ برہنہ سر و پای دوش آکش

اسفندیار نے اونکو خبر دی یا کہا مین مرد سیاح سوداگر ہون گشتاسپ و اسفندیار سے کیا سروکار اسمین آواز او نہون نے بہی سکی پہچان لی فردوسی

چو خواہر بدانست آواز او ۔ بپوشید بر خویشتن راز او

قریب آئین سانحہ گذشتہ رو رو کر زبان پر لائین اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائین تمہارے واسطے جھیلکے جانپر کھیلکے یہانتک آیا ہون چندے اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہوکے چلی گئین اسفندیار نے ارجاسپ سے کہا فدوی نے کچھ نذر مانی تہی

زگردان چنین نامدارے نماند ۔ بتوران زمین شہریارے نماند ۔ نداد او کسی را امان زینہار ۔ گیا در بیابان سر آورد بار
چو از گنج ارجاسپ چیزے نماند ۔ ہمہ پیش خویشان خود بر فشاند ۔ سپاہش ہمہ زو توانگر شدند ۔ زاندازہ کاربر تر شدند

گشتاسپ نے جو ایمین اسفندیار کو بلایا یہ پھر ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یاری تھا وہ اسباب جو برجیس کے تلے دیکھا تھا بجا اپنا اترا تھا

سوے ہفتخوان آمد اسفندیار ۔ بہ نخچیر و با لشکر نامدار ۔ چو نزدیک آنجائے سالار رسید ۔ ہمہ خواستہ تلہ بر جائے دید

جسدم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامداروں کو گشتاسپ نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سینے سر جھکائے اور گشتاسپ

فردوسی

بیامد پسر را ببر در گرفت ۔ پدر ماند زان کار او در شگفت
ہمی خواند بر فرا او آفرین ۔ کہ بے تو مبادا زمان و زمین

تمام شب جشن سلطانی حظ نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کر و فر گشتاسپ سریر سلطنت پر جاوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو
عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوان کی حکایت ہوئی اور دبدبے سے ارجاسپ اور کہرم کا قتل روئین دژ کا
لینا باقیماندوں کو جانکی امان دینا بیان کیا باسباب ظاہر گشتاسپ کو مسرت حاصل ہوئی سرور ہوا مگر باطن مین
بدگمانی نے دل سے کہا کہ فتور ہوا تاج و تخت تو کچھ نہ دیا در پردہ مٹانیکی فکر مین ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلع کار
ہوا کہ پدر نامہربان درپے آزار ہوا بادل دلگیر مآل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا **گشتاسپ کا مشورہ دفع
اسفندیار مین اور بھیجنا سیستان اوس نوجوانکو گرفتاری پور دستانکو کتابون کا
منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا** جسدم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسپ کی
یقین کامل ہوا سلطنت سے یاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی ماں تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ مین نے
ہفتخوان کی راہ مین جانکو لڑایا روئین دژ فتح کیا بہنونکو قید سے چھڑایا اسپر وعدہ سلطنت کی توقع مین آیا اوسنے
جواب دیا کہ خیر یہ خاموش ہو کہ تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا نہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و
خوار کرے اسفندیار سمجھا کہ ماں اس مقدمے مین دخل نہ دیگی نہ سعی کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشاء کے عالم مین
تمیز نہ رہی کہل پڑا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسیواسطے حرام ہے بدمستی کا برا انجام ہے نیک بد کا
خیال اصلا نہین رہتا ہے جو کچھ دلمین ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت پیچ و تاب کہایا مصلحۃ ضبط کر کے
فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون مجھکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات کہی لیکن بدگمانی باطن

وہ ادا کیا چاہتا ہون اگر شاہ والا جاہ مسافر پروری کی راہ سے قدم رنجہ فرمائے تو سرفرازی [illegible] سب مہیا ہے
بادشاہ نے کہا اچھا فردوسی

چو ارجاسپ بشنید این شاد شد	سر مرد نادان پر از باد شد

اسفندیار نے تمامی مراد سب سامان دعوت پر ہدایت تیار کیا اور لشکر کو نکالا تاکہ نثار ایثار کیا صبح ہم ارجاسپ [illegible] امیر ارکان سلطنت سبکے سب شہزادے کے گھر پر جمع ہوئے شراب کباب کھانے انواع و اقسام کے روبرو رکھے یہ تو اکل و شرب ناچ رنگ مین مشغول ہے اوسنے لکڑیونمین آگ دی اور روشنی بلند ہوئی بشوتن جو اوسکا منتظر تھا اوسی لو کی نشانی اوسکی نظر پڑی فوج لیکے دوڑا اور ویسے قتل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آ پہونچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا اسباب ناامید ہوگیا کہرم کو پچاس ہزار سوار دیکے مقابلے کو بھیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت مین ہے دس ہزار اپنے ہمراہ رکھے جب اندھیرا ہوگئی تو اسفندیار نے دیکھا کہ ساتھ پہلوان سوسار بان مسلح لیکے فردوسی

بدرگاہ ارجاسپ مرد دلیر	خود و نامداران چو نر شیر

اوسکی بہنون نے خوابگاہ ارجاسپ کا نشان بتایا

اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کیطرح خواب غفلت مین تھا فردوسی

بر آویخت ارجاسپ اسفندیار	از اندازہ بگذشت شان کارزار
زپا اندر آمد تن پیل وار	بدا کرد از تن سر اسفندیار
ہمی بر دو از تیغ و خنجر زدند	گے بر میان گاہ بر سر زدند

پھر دو بیٹیان ارجاسپ کی گرفتار کرکے بوشادگرا اپنے بیٹے کو سونپین کہ جائے فرودگاہ لیچل خود در شہر سے پرآیا پاسبانون نے قتل ارجاسپ کا غل مچایا کہرم پھر کھڑا ہوا اودھر بشوتن نے تعاقب کیا اودھر سے اسفندیار نکلا فوج غٹ بٹ ہوگئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون در زمین ہمی موج خاست	ز دو دادند ستان رزمگاہ
پھر جائے بر تودہ کشتہ شد	چو اسفندیار اندر آمد بجا
و جنگی ہم انسان در آویختند	دو رویہ سپہ اندر آشفتند
بیامدش آنجا و زد بر زمین	دو دستش گرفتند و بستند خوار
سر از تیغ باران چو برگ درخت	

کرد انسپ چپ دست از در راست	ہوا شد بکردار ابر سیاہ
تورانیان بخت برگشتہ شد	سپہدار کہرم سفید بر دپاہ
کہ گفتی ہمہ شان در آمیختند	تہمتن کمربند کہرم گرفت
ہمہ لشکرش خواندند آفرین	پراگندہ شد لشکر نامدار
یکے ریخت و یکے یافت تخت	

بعد قتل کہرم کہرام مچگیا اوسکی فوج کو بدحواسی ادھر کی سپاہ اوسکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے جو جو بچ گئے تھے سبکو امان دی ترک دست بستہ شکرگزاری مین حاضر ہوئے بعد فتح روئین دژ نامہ خوشخبری کا بشوکت کمال گشتاسپ کو بھیجا خود کمر باندھی گرز نولے مین عمل کرلیا

ز گردان چنین نامدارے نماند | بتوران زمین شہریارے نماند
ندادو کسی را بجان زینہار | گیا در بیابان سر آوردبار

چو از گنج ارجاسپ چیزے نماند | ہمہ پیش خویشان خود برفشاند
سپاہ ہش ہم از دو تونگ شدند | ز اندازہ کار برتر شدند

گشتاسپ نے جو امین اسفندیار کو بلایا یہ پھر ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تھا وہ اسباب جو برف کے تلے دبگیا تھا بجا اپنا رہتا

سو ہفتخوان آمد اسفندیار | بہ نخچیر و با لشکر نامدار
چو نزدیک آنجائی سالار رسید | ہمہ خواستہ جملہ برجاے دید

جسدم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامدارونکو گشتاسپ نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سینے سر جھکائے اور گشتاسب فردوسی

پدر ماند زان کار او در شگفت | بیامد پسر را ببر در گرفت
ہمی خواند بر فر او آفرین | کہ بے تو مبادا زمان و زمین

تمام شب جشن سلطانی حظ نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کر و فر گشتاسب سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوان کی حکایت ہوئی اور دبدبے سے ارجاسپ اور کہرم کا قتل روئین دژ کا لینا باقیماندونکو جانکی امان دینا بیان کیا باسباب ظاہر گشتاسب کو مسرت حاصل ہوئی سرور رہا مگر باطن مین بدگمانی نے دلسے کہا کہ فتور رہا تاج و تخت تو کچھ نہ دیا در پردہ مٹانیکی فکر مین ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلع کار ہوا کہ پھر پدر نامہربان درپے آزار ہوا بادل دلگیر مآل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسب کا مشورہ دفع اسفندیار مین اور بھیجنا سیستان اوس نوجوانکو گرفتاری پور دستانکو کتابون کا منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا جسدم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسب کی یقین کامل ہوا سلطنت سے یاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی مان تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ مین نے ہفتخوان کی راہ مین جانکو لڑایا روئین دژ فتح کیا بہنونکو قید سے چھڑایا اسیر وعدہ سلطنت کی توقع مین آیا اوسنے جواب دیا کہ خیلے خاموش ہو کر تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا نہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و خوار کرے اسفندیار سمجھا کہ مان اس مقدمے مین دخل نہ دیگی نہ سعی کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشائے کے عالم مین تمیز نرہی کُھل پڑا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسیواسطے حرام ہے بدمستی کا بُرا انجام ہے نیک بد کا خیال ذرا نہین رہتا ہے جو کچھ دلمین ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت پیچ و تاب کھایا مصلحتاً ضبط کرکے فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون مجکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات کہی لیکن بدگمانی باطن

مین بہت بڑی جاماسپ نے یہ کو خلوت مین طلب کرکے پوچھا کہ اسفندیار کسطرح ہاتھ آتا اوہ بولا **فردوسی**

دراموگر در دست رستم بود ۔ ز تیری کہ در شصت رستم بود

بادشاہ شاد ہوا بند تفکر سے آزاد ہوا فرمایا کاش یہ رو ئین تن میں ہارا جاتا اپنی صورت مجلکو ند کہاتا ایک روز غضبناک واقعہ یا اور جتنے نامدار سپہ سالار وزیر امرا تہے سبکو بلایا اسفندیار کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی پہر کہنے لگا کہ مین نے عین مجبوری مین رستم سے مدد چاہی اوسنے منہ پہرایا میرا کلام خاطر مین نہ لایا اور اس عرصے مین جو جو حادثے ہمپر گذرے کبہی حال نہ پوچھا بلکہ یہ کلمہ زبان پر ہی کہ کیخسرو نے ہماری جانبازیکی بدلے نیمروز اور کابل دیا ہے گشتاسب کی فرمانبرداری سے ہمکو مطلب کیا ہی اگر اسفندیار اوسکو پکڑلائی یا قتل کرآئی تو مجلکو سلطنت سے کچہہ کام نہین ہی یہ تمنا نکلی گوشے مین بیٹھکے عبادت معبود کرون تخت و تاج اسفندیار کو دون سبنے کہا بہت مناسب ہے پہر اسفندیار سے فرمایا کہ سوگند کہاتا ہون واسطے مکرر زبان پہ لایا کہ اگر تو رستم کو ہلاک کرے اوسکا قصہ پاک کرے تو بادشاہت تمکو ملے اوسنے جواب دیا **فردوسی**

من از ہفتخوان چونکہ یاد آورم ۔ بدل روزگارن کس داد آورم

کہ از گرگ و از شیر و از اژدہا ۔ وزان پس چہ از دو مرغ و ہوا

بگویم بکار دل خارہ سنگ ۔ بدروزد ازان نام چرم پلنگ

بہانہ کنون چیست من بر کیم ۔ بدین رنج پویان بہر کرام

حکایت نباید بگفتار راست ۔ بمن بر کنون پاک یزدان گواست

ہمان از بیابان و از باد سرد ۔ ہم از کوہسار و ز دریا و ز رود

ہمہ ہکو نیما نہادی بگنج ۔ مرا مایہ آمد ازان سود و رنج

شہان گفتہ خود دیگا آورند ۔ ہمہ راستی رہ نما آورند

گشتاسب نے جواب دیا کہ سب سچ ہی جو تو نے کہا اگر تیرے سوا مالک تخت و تاج آج کون ہی ذرا انصاف کر کہ رستم اور زال کاؤس و کیخسرو کے روبرو کیسے کمربستہ جانفشانی اور حکمرانی مین ہتی کیا کیا جفائین سہتی تہی اب کیسی سرتابی کرتے ہین ہین نخوت کا دم بہرتے ہین تو نے روئین دژ توڑا ارجاسپ کو زندہ نہ چہوڑا تیری ادبرو رستم کا باندہکی لانا کیا کام ہی گو وہ نبیرہ سام ہی **فردوسی**

سوی سیستان رفت باید کنون ۔ بکار آوری جنگ و رنگ و فسون

برادار گیتی خداوند زور ۔ فروزندہ اختر و ماہ و ہور

بگیتی کسی نیست ہم نبرد ۔ چو از توری در دمے آزاد مرد

برہنہ کنی تیغ و گوپال را ۔ بہ بند آوری رستم زال را

سپارم ترا تاج و تخت و کلاہ ۔ از آنجا بیائی چو در پیشگاہ

اسفندیار نے کہا مجلکو رستم کا ڈر نہین مین جوان وہ پیر ہی مثل نخچیر ہی مگر اسکا خیال آتا ہی کہ اوسنے ہماری جد و آبا کے ساتھ کیا کیا سلطنین دلوائین حق نمک ادا کیا **فردوسی**

شنیدم کہ کس کار ہا کردہ است ۔ ز ما را ز توران برآوردہ است

اگر او نگردد بچین کار سخت — بایران نهد بید کسے تاج و تخت
ترا او دل اندیشه دیگر است — نخم شاهی اهمه تاج افسر است
ز شاهان نخست پیمان ... ست — شنو کن که باشد به پیمان درست

اگر دشمن آمد ترا پور زال — چه بودی بهانه اد دو سال
تو بر من نهانی نمالی بدے — نگر تا چه باشد ره ایزدی

گشتاسب نے کہا مدعا تیرا سر گز نہ قبول ہوگا بے گرفتاری رستم کے تیرا مطلب نہ حصول ہوگا فردوسی

چو آنجا رسی ست رستم بہ بند — بیار تن ہا زد و فگندہ کمند
ازان پس نپیچد سر از ما کسے — اگر خواری و رنج یابد بسے

بہ سیستان گیر راہ و سپاہ — اگر تخت خواہی ہمی یا کلاہ
بیاید و دان اندرین کارگاہ — بیا و رتا بہ بیند سپاہ

اسفندیار نے کہا مقصود تیرا فقط میرا مارا جانا ہے باقی سب فریب ہے بہانا ہے فردوسی

ترا باد این تاج و تخت جہان — مرا گوشہ بس بود از جہان
دریغ آید تاج شاہی ہمی — ز پیشت کادہ خواہی ہمی

یہ کہکے سکندر اپنے گھر کو اوٹھ گیا گشتاسب سمجھا اسفندیار خبردار ہو گیا جاماسب کو حال دریافت کرنے بھیجا کہ جنگ رستم کو جائیگا یا منہ چھپائیگا وہ اسفندیار کے پاس آیا پوچھا کیا عزم ہے قصد رزم ہے یا دل مائل صحبت بزم ہے اوسنے کہا تیری صلاح کیا ہے جاماسب بولا جانا روا ہے نافرمانی باپکی بہتر نہیں اسفندیار نے اقرار کیا کہ تو میرا اوستاد ہے تیرا کہنا بجالاؤنگا بہر کیف جاؤنگا جاماسب پھر آیا اور خبر سنایا گشتاسب نے کتابون سے کہا کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کی خاطر بھیجتا ہون تو بھی جا کے اوسکی تسلی کر وہ سنتے ہی مضطر ہوئی گھبرائی بدحواس بیٹے کے پاس گئی یہ کلمے زبان پر لائی فردوسی

بگیتی ہمی پند مادر نیوش — بہ بد بیر شتاب و ہرزہ مکوش
ہم او شاہ با ما و را نا بخشت — نیا دست گفتن ہم او در شت
کر نفرین باین تخت و تاج باد — بر ین کشور شوم تاراج باد
مرا خاکسار دو گیتی مکن — از ین مہربان مام بشنو سخن

سوار جہان پور دستان سام — بباری نیارد سر اندر بدام
بخون سیاوش ز افراسیاب — ز خون کرد گیتی چو دریاے آب
جانی مکن تیغ ہمنائے دست — بجز سیستان در جہان شہر ست

اسفندیار نے جواب دیا کہ اے مادر یہ سب تو نے کہا ہے الا کیا کرون باپ جانکا دشمن ہو گیا ہے دوسرے قضا و قدر سے بشر کو چارا نہیں جاماسب سے وعدہ جانیکا کر چکا ہون عہد کا توڑنا گوارا نہیں

اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گفتگو کے بعد لڑائی زور آزمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا دنیا سے روانہ ہونا

محرران کارخانہ تقدیر نقاشان نگارخانہ قضا و قدر باہل دلگیر صفحہ دہر پر اس فتح پر اندوہ کی تصویر اسطرح تحریر کر گئے ہین گرفتار اجل

مرگ رسیدہ اگر قفس فولادین بالطوق و زنجیر اسیر ہو مکان مسود پر اوڑ کے پہونچے وہ تدبیر ہوا اور قضا کا شکار
اژدہا کے رشتے مین اگر بند ہوتا ہے باوجود بیدست و پائے تیر سے جلد جاتا ہے زیب فتراک ملک الموت ہوتا ہے جان کھوتا ہے
اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ پروردگار نے فرمایا ہے اور بارہا تجربے مین آیا ہے نہ محتاج
سواری کا ہوتا ہے نہ خواہشمند بار بردار کا رہتا ہے پیادہ پا اُن تک منزلونکا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ
پہونچ جانیکے مفر نہین معلوم ہوتا ہر دم مضطر اور پریشان رہتا ہے گھبراتا ہے جان شیرین کے مزا پاتا ہے خلاصہ یہ کہ
گشتاسپ نے ہر چند سر پٹکا سمجھایا اجل کھینچے لیے جاتی تھی مطلق اوسکی سمجھ مین نہ آیا باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا
آخرکار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سر راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین شتر سوار زمین پر جو بیٹھا
کسیطرح نہ اوٹھا ناچار ذبح کیا **فردوسی**

ہمایخو بہر آن بد آمد بفال | بغرید کش سر بر بند و یال
غمگین گشت ز ان اشتر اسفندیار | گرفت آن زمان اشتر شوم و خوار

لوگون نے عرض کی یہ شگون بد انصد ہے اور آپکو چلنے مین
کہ ہے بند ناصح مشفق نہ سنا کوس نمر دہنا اور سیستان کے متصل جا پہونچا وہان سے بہمن پہلے روانہ کیا
کہ رستم کو مع زال استقبال کیواسطے لائے اسفندیار کے آنیکی خبر پہونچائے بہمن جب رستم کے پاس پہونچا رستم نے بہت تعظیم و
تکریم کی اور بیٹے کو ہمراہ لیا جسدم دریائے ہرمند کے کنارے پر پہونچے بہمن نے پہلے آکے اسفندیار سے جہان پہلوانکی
تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور مدارات کی تشریح بیان کی جب تہمتن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو
سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا **فردوسی**

تہمتن ز رخش اندر آمد فرود | پیادہ شد و داد شہ را درود
خنک شاہ کو چون تو دارد پسر | ببالا و فر تو نازد پدر
چو بشنید گفتار ش اسفندیار | فرود آمد از بارۂ نامدار
خنک آنکہ باشد ترا چون تو پشت | بود ایمن از روزگار درشت
ہمہ سال بخت تو فیروز باد | سر تخت تو گیتی افروز باد
گو پیلتن را ببر در گرفت | بسے شاد شد آفرین بر گرفت
سزاوار باشد ستودن ترا | یلان جہان خاک بودن ترا

پھر دونون سوار ہوئے رستم نے کہا غریبخانہ کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اسطرف جولان کیجیے اسفندیار نے
نمانا اپنے خیمے مین لایا آنیکا قصہ گشتاسپ کا آزردہ ہونا سنایا پھر کہا اگر تو قید اور بند پر راضی ہو تو پہلون
خطا بابکو دکھاکے تجھے کھلدون اور جو انکار ہے تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان سمجھ لونگا جہان پہلوان نے
کہا ایکبار اپنے بابکی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہے گا بجا لاؤنگا تیرے حکم سے نہ پھر اوُن گا

اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ در قصد سے یہان آیا تھا میرا عزم اور ہے جاہیے تامل و غور سے اوسکو خیال عیش شغل بادہ خواری کا تھا میرا دھیان تیری گرفتاری کا ہے جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان ہو پھر عداوت کا موقع وضع کے سراسر خلاف ہے مجکو تیرے قید و بند کی فکر ہے عزم صادق ہے رستم نے کہا خیر مین اپنے باپ سے اسکا مشورہ کرلون تو جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نہ لگانا جلد آنا تہمتن نے زال سے یہ سب حال کہا

نو گفتی کہ شاہ فریدون گرد ۔ بزرگی و دانائی او را سپرد

دوسرے روز رستم نے نامدار پیش اسفندیار آیا وہی کلمات گرفتاری زبان پر لایا تہمتن نے کہا آپکو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین میرے حقوق ملاحظہ فرمایئے کہ مینے کیسی کیسی جانفشانی کی جب آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی **فردوسی**

نگہدار شاہان ایران منم ۔ ہم آوردِ شیران و گردان منم
ز دشمن جہان پاک من کردہ ام ۔ بسی رنج و تیمار من بردہ ام
ازین خواہش من مشو بدگمان ۔ مدان خویشتن برتر از آسمان

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کرکے بائین سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہان پہلوان نے کہا کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست راست مین نہین بیٹھا یہ کہکے موافق معمول بیٹھ گیا یہ مقدمہ اور رنگ رنجم تازہ ہوا اسفندیار تجاہل عارفانہ کرکے پوچھنے لگا کہ مینے سنا ہے زال دیو کی آل سے ہے سام نے خوفناک مقام مین پھینکدیا تھا کہ طعمہ زاغ و زغن ہو لیکن کرہ سمجھکے سیمرغ اوٹھا لایا جو مردار وہ پایا اوسکا بچہ کو بھی کھاتا تھا پس خوردہ اوسکا یہ پاتا تھا آخرکار لوگونکے کہنے سے سام وہان سے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردارخواری کرکے پہلوان ہوا **فردوسی**

خجستہ بزرگان و شاہان من ۔ پناہ من و نیک خواہان من
دراکشید ند و داد ند چیز ۔ فراوان برین سال بگذشت نیز
برو ند بر چرخ گردون سرش ۔ چو بر شاہ شد رستم آمد برش

ان باتون سے جہان پہلوان کو غصہ آیا گڑھکے کلمات سخت و درشت زبان پر لایا **فردوسی**

بدو گفت رستم کہ آرام گیر ۔ چہ گوئی سخنہائے نادلپذیر
تو آن گو کہ از پادشاہان سزاست ۔ کہ شاہان نگویند جز حرف راست

تو ابھی طفل ناتجربہ کار خرد سال ہے خاندانونکے خلاف تیرا جواب و سوال ہے ان باتون سے ہم کب مانتے ہین تیرے باپ دادا ہمکو خوب جانتے ہین کہ زال سام والا مقام کا بیٹا ہے اور وہ جہان پہلوان نریمان کا خلف مشہور ہے اور نریمان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہے بارہا تخت و تاج مجکو دیا مینے نلیا دگرنہ گشتاسب کو تخت نملتا اور زبان کسیطرف کا شرشتہ ضحاک سے ہے مین نجیب الطرفین و نجابت سے شاہزادہ ہون

تو ایک ارجاسپ کو مار کے شیخی بگھارتا ہے مینے افراسیاب کو مارا جسکا مثل توران مین نتھا شاہ ہاماوران سے
کیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کھینچ لیا کاؤس کو ایکبار مازندران سے دوسری مرتبے شاہ ہاماوران سے
چھڑایا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا خاک مین ملایا

تو اندر زمانہ رسیدی نوی | اگرچند با گنج و تخت مہی
زمین را ہمہ سر بسر گشتہ ام | تن خویشتن بنی اندر جہان
بسے شاہ بیدادگر کشتہ ام | نہ آگاہ از کار کار آگہان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہے اگر گوشۂ کلاہ تیرا آسمان فرسا ہے مگر ہمارا بخشا ہے
اور ہفتخوان ہمارا تھا کہ جہان بشر کا گذار نتھا اور روئین دز کے روبرو قلعۂ مازندران کا بیان ایک وا ہے داستان
ہے پہلوان سے نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مددگار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا **فردوسی**

مرا بایدو ہفتخوان رزمش بود | ہمان تیغ تیز جہانبخش بود

تو نے اپنی ہنین آدمیو نسے چھڑائین مینے دیو نکی
بستیان اوجاڑکے خاک مین ملائین کاؤس کو بندگرانسے چھڑاکے ایران دکھایا سلطنت کا سامان دکھایا اگر تو میرے
ہفتخوانین بارہ ہزار جوان کیا جو بیس ہزار لیکے جاتا زندہ نآتا اور یہ بھی یاد ہے کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے
سر پر تاج رکھا کوئی سپہ سالار نامدار راضی نتھا سب کہتے تھے کہ فریبرز تیرا دلبند موجود ہے سلطنت اسکو دے
جب مینے اور زال نے منع کیا سمجھایا اور مسند تخت نصیب ہوا تاج میسر آیا میرے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپکے ذمے ہین
اوسکا عوض یہ ہے کہ تو باندھکے مجکو لیچلے میرے کان ان باتون تک آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ مجکو کہا نہین **ف**

چہ نازی بدین تاج لہراسپی | بدین تازہ آئین گشتاسپی
کہ گوید برو دست رستم ببند | نہ بندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاؤس نے مجکو کہا تھا جواب مین جو میری زبان سے نکلا کسی شہریار نے کبھی کان سے نسنا تھا
ہزار ہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر تھے کسیکی جرأت نہوئی جو مجکو جواب دیتا آخر کار سلطان عالی تبار
نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مینے اطاعت کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے
سنتا ہون دلمین سہتا ہون پھر اسفندیار نے اوس نامدار کا ہاتھ پکڑکے زور کیا رستم متعجب ہوکے ٹال گیا
ہنسنے لگا کہا مجکو نازیبا ہے کہ اپنا زور دکھاؤن سر دست آزار پہونچاؤن اسفندیار نے کہا آج تو میرا مہمان ہے شراب پی
کھانا کھا گھر چلا جا کل سر میدان تیرہ سامان ہوگا کہ تجکو باندھکے لیجاؤنگا گشتاسپ کو دکھاؤنگا **فردوسی**

بخندید رستم ز اسفندیار | بدو گفت سیر آئی از کارزار
کجا دیدہ جنگ جنگ آوران | کجا یافتی باد گرز گران

نبینی تو ای فرخ اسفندیار | گر امیدن و کوشش کارزار | چو فردا برآیم بہ دشت نبرد | بیاوردم دستان چو پر دانہ مرد
زکوبہ در آغوش بردارمت | گرفتہ بنزدیک زال آرمت | نشانمت بر بامو تخت عاج | نہم بر سرت دل افروز تاج
کشایم در گنج برخواستہ | نہم پیش تو یکسر آراستہ | دہم سر بسر نیاز می سپاہ ترا | بہ ابر اندر آرم کلاہ ترا
ازان پس ببندم کمر بر میان | چنان چون پرستم بہ پیشین کیان | چو تو شاہ باشی و من پہلوان | بجز تو نباشد شہی در جہان

اسفندیار نے جواب دیا تاکے یہ لاف و گزاف دو پہر ہو گئے ادہر کچھ کہا لین کل تو ہوگا مین ہونگا دیکہ تو کسطرح باندہکے
لیجاؤنگا پہر خاصہ طلب ہوا جو طبق سامنے آیا تہمتن کا نوالہ تہا شراب کا کاسہ گویا پیالہ تہا کہانیکے بعد پہر وہی گفتگو
اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجکو نہ لیجاؤنگا گشتاسب کہیگا کہ رستم کے گہر گیا لڑکا تہا لڑنے سے آخر ڈر گیا
تہمتن نے جواب دیا کہ مینے تنہا دیونکو مارا افراسیاب کا خانہ خراب کیا تو جنگ نادیدہ خرد سال ہے تجسے خوف کیا مگر بدنامی کا

خیال ہے فردوسی | اگر کشتہ گردی زمن در نبرد | شود نزد شاہان مرا روی زرد | بمن در پس مرگ نفرین کنند
ہمان نام من نیز بد بین کنند | اور تیرا باپ پیر دام حرص مین اسیر ہے وہ چاہتا ہے کہ تو میرے ہاتہ سے مارا جائے

کچہ دنون اور سلطنت کے مزے اوڑائے یہ خیال محال دل سے نکال کتابون کو مصیبت مین نڈال یہ کہکے رخش پر سوار ہوا
گہر آیا زال سے یہ حال کہا کہ صبحکو مجبور اسفندیار کا مقابلہ ہے زال نے کہا مصلحت نہین رستم نے کہا جہانتک
عذر کیا اوسنے نمانا مجکو کم زور جانا القصہ دم سحر زال نامور اوٹہا اسباب حرب پہنے ہاتہ سے تہمتن کے سہم ریخا
اور کہا افسوس ہے کہ اگر اسفندیار تیرے ہاتہ سے مارا گیا جہان مین اعتبار نرہیگا تمام عالم بادشاہ کش کہیگا
وگر خدانخواستہ تجکو مار لیا تو سیستان بیچراغ ہوگا رستم نے کہا مصیبت مین نالہ و فریاد کرنا معیوب ہے پروردگار کو

یاد کرنا خوب ہے ف | چو تیغ ہندی بگیرم بدست | سر سیمان بگیرم شکست | اور تیر ہا بجز یہی کہ سر گرہ
اوسکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن تجکو دکہاؤن ف | کجنبید از گفت او زال زر | بیکار پر بادی اندیشہ افغسر دہر
بدو گفت زال ای پسر این سخن | نگوئی شر اجدا کن زتن | لڑنا اسفندیار کا پیلتن نامدار سے اور

زخمی کرنا تیر آبدار سے سیمرغ کا آنا چوب گز بتانا اسفندیار کا ہدف سہام اجل ہو جانا

غرضکہ رستم دستان نے جوشن و خفتان پہنا ہتیار لگائے جیسے نہنگ بحر وغا دریائے
آہن مین غوطہ لگا کر نکل آئے باہر آیا رخش پر بر گستوان ڈالکے سوار ہوا لشکر بہی تیار ہوا زال نے کمر ڈالکر

میر لشکر کرکے کہا تمتن سے خبردار رہنا کر ہمی ہین جان نثار رہنا اور آپ مناجات مدوبیر و قاضی الحاجات سے کہو لگے کرنے زلگاوت

چنین گفت کای داور کامگار	بگردان ہا این بد روزگار

بشوتن نے جو رستم کی آمد دیکھی اسفندیار سے کہا کہ بعزم صلح یہ تنہا آتا ہے اسکو دلاسا دیکے ہمراہ لیچل اسفندیار نے جواب دیا کہ وہ مسلح بے تیرے سے آتا ہے میرے ہتیار کیون نہین لاتا ہے اوسکو غصہ آیا یہ جلکے سنایا **فردوسی**

دلت خیرہ بینم سرت پر ستیز	دلم زین ستیزہ تو خود ریز ریز

الغرض ادہر سے اسفندیار بڑہا ادہر سے رستم نامدار آیا مقابلہ ہوا

چو نیزہ فراوان برآمد بخستند	ہمی جوی خونش فرو ریختند
زبس گردان زخم سران	شکستہ شدہ آن تیغہای گران
چو شیران برہم آشوفتند	ہمی بر سر یکدگر کوفتند
ہمی زور کرد این آن برین	بجنبید یک از پشت زین

دو جنگی دو شیر و دو مرد دلیر	ندانم کہ پشت کہ آید بزیر
سنان ند پیمان دو جنگی کہ کس	نباشد درین جنگ فریاد رس
ز نیزہ سنانہا ہمہ بر شکست	بشمشیر بردند ناچار دست

اسکے بعد گرز گران دونون پہلوان لیکے **سے**

گرفتند از ان پس دوال کمر	دو اسپ تگاور عنان داد سر

جسدم نیزہ بازی کرنے لگے اور جیسے مثل اژدہا پیچان ہم لپٹے سنانین شرربار بقین صاعقہ کردار تہین جب بند مین گہرتے تہے لٹو جلکی کیطرح پہرتے تہے دیکہنے والے جب نگاہ کرتے تہے واہ واہ کرتے تہے جسدم نیزون کے بند بند جدا ہوے تلوارین کہینچکے جہپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکہو مین چمک جاتی تہی آتی جاتی چوٹ نظر آتی تہی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر روکی عجب پہتی و چالاکی سے لڑتے تہے کہ اکثر ناز پروردہ تلوار کی چمک سے گر پڑتے تہے جب تلواروں نے دانت نکالے اور ڈہال مین کہال نرہی دونون نے ایکبار تلوار پہینکدی پہر گرز گران سنگ دونون مستعد جنگ لیکے دہما دہم مچانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے اسد چرخ باختہ ہوش تہا گاؤ زمین کو خواب و خور فراموش تہا زمین جا بجا شق ہوگئی پانی نظر آتا تہا کم جرأتون کا ہول سے جی ڈوب جاتا تہا ہر نعرہ مین دشت کے شیر تہراتے تہے مست ہاتہی ہوشیار ہوسے بہاگ جاتے تہے **فردوسی**

کف اندر دہان شان شد خون و خاک	ہمہ درع و بر گستوان گشتہ چاک

پسینے کے پرنالے تہے دشت مین ہر جا پانی کے نالے تہے آخرکار دو سرگردہ انجمن دونون پیلتن سست ہوکے جدا ہوے زمین و آسمان ہلتے تہے اس شوکت سے ٹہلتے تہے زوارہ کو تاب نہ آئی فوج بڑہائی ادہر سے شاپور اسفندیار کا بیٹا نکلا الولٹرے

نام رستم کا سنا گرد ہاتھا اوسنے سامنا آیا نوشاد دیر نے مار لیا

یکے گرز پولاد زد بر سرش / بجائی اندر آمد همه پیکرش
زواره برانگیخت از اسپ گرد / زتندی نوشاد آواز کرد
چو نوشاد نامور کشته شد / سپه را همه روز برگشته شد

معرکہ میں دوسرا اسفندیار کا یادگار نکلا فرامرز نے اوسکو مارا بہمن خاک بسر پیش پدر آیا کہا دو بیٹے تیرے رستم کے لوگون نے مار ڈالے ایرانیونکے پاؤن میدان سے اوکھڑ گئے اسفندیار غصے سے جل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا **فردوسی**

برستم چنین گفت کای بدنشان / چنین است پیمان گردن کشان
ندانی که مردان پیمان شکن / ستوده نباشند در انجمن
چو بشنید رستم غمین گشت سخت / بلرزید برسان برگ درخت
بجان سر شاه سوگند خورد / بخورشید و شمشیر و دست برد
که من جنگ هرگز نفرموده ام / کسے کو چنین کرد نستوده ام
ببندم دو دست برادر کنون / که او بود شان رہبری رہنمون
فرامرز را نیز بسته دو دست / بیارم بر شاه آتش پرست

اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ اپنکا بدلا تجھسے لون شکوہ وشان مٹا دون یہ کہکے تیر وکمان شاہزادہ ایران نے سنبھالا رستم نے بھی چاچی کمانکو نکالا زاغ کمان گوشے سے چلایا قاصد تیر سراسری پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم پیلتن کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپہر چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹ جاتا تھا منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہونیپر آیا اسفندیار نے رستم کو پردار بنایا مجبور تہمتن نے کہا اب شام ہے ہنگام راحت وآرام ہے صبحکو پھر یہی سامان ہوگا یہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے لشکر کیطرف پھرا بیٹونکی لاش پر بادل پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسپ کے پاس بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی تقدیر کون تقدیر دشمن قضا ہو پھر پشوتن سے کہا رستم کی سرشت فولاد اور پتھر سے ہے **فردوسی**

خداوند را چه بسان آفرید / بدو آفرین کین جہان آفرید

کسی تجربے مین اوس سے مین بڑھ آیا لیکن اکثر تیر میرے پار ہوے دوسرا یہ ہے معاذاللہ اگر اس راتکو بچ جائیگا تو صبحکو ہنگامۂ رستخیز نظر آئیگا ادہر رستم جو پھر کر زال کے پاس پہونچا عجیب حال تھا تمام جسم مشکل نمونۂ غربال تھا تہمتن نے کہا بارہا دیوون سے اکیلا لڑا ایسے زورو طاقت کسیکے بدنکی ایسی حالت نہین دیکھی تیر اسپر اگر کوہ کے پار ہوتا ہے سندان کا سینہ فگار ہوتا ہے ایک کارگر نہوا وہ خیر نہوا اب مرنے کے سوا چارہ نہین مقابلے کا یارا نہین زال نے کہا برزو غوربہ میں ہے اتنی مہلت کہان جو وہ یہان آئے مگر سیمرغ کو بلاتا ہون تیرا حال دکھاتا ہون یہ کہکے بلندی پر جاکر

پر سیمرغ مجمر سوزان میں رکھا دفعتہ وہ موجود ہوا فرد

بدو گفت سیمرغ شاها چه بود | که آمد بدین سان نیازت بدود
تن رستم شیر دل خسته شد | ز بیماری رخش پا من بسته شد
چو سیمرغ را دید زال از فراز | ستودش فراوان و بردش نماز
بدو گفت کاین بد بدشمن مباد | که بر من رسید از بد بد نژاد

سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پھر رخش کے بدن سے تیر باہستگی نکال دیے اور پر اپنے اوسپر ملے وہ چنگے بھلے ہو گئے گھوڑا فرحت سے ہنہنایا سبکو تعجب آیا پھر رستم نے جو اپنے زخم دکھائے سیمرغ کے آنسو بھر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے اس عنوان کھینچی کہ رستم کو خبر ہوئی پر دونکو اونپر مس کیا اسی مرہم پر بس کیا لب زخم بسان مشتاق ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہوے پہلوان نے دیکھے فرحت پائی کچھ غذا کھلائی رخش پر سوار کیا صحرا کو لیچلا دریا سے پار اپنے اوپر سوار کرکے لیگیا نیستان نظر آیا اوسمیں درخت گز دکھایا کہا اسکا دو شاخہ توڑ کے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکھ کو نشانہ کر ابل سے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو کاٹا پھر سیمرغ اوڑ اکے مرکب نیر لایا اور زال سے رخصت ہو کے اپنے آشیانے میں آیا جہان پہلوان نے اوسیدم اوسکو سیدھا تنگا سا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب دار مجھکے ترکش میں رکھا اسیمین سیمرغ زرین بفر و تمکین آشیانہ مشرق سے نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ جست و تنگ بدن پر آراستہ کیا سر بالین خفتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے پشوتن سے آنکھ کھولتے کہا بغور دیکھتا کہ رستم کا جسم صحیح ہے یا زخمدار ہے ران کے نیچے رخش ہے یا کسی اور گھوڑے پر سوار ہے پشوتن جو آیا نہ پٹی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار وہ نامدار تھا اتنے میں اسفندیار جلد مسلح ہو کے روبرو ہوا کہا میں سمجھا کہ زال فن سحر میں بے مثال ہے ورنہ تجھکو اچھا کیا اچھا کیا آج تو زندہ بچنے نپائیگا جادو کا مزا کل آئیگا جہان پہلوان نے کہا اپنی جوانی پر رحم کر اس خیال سے درگذر اپنی جان نہ دے مجھکو بدنام خاص و عام نکر فرد

هزارت کنیزک دهم ترک مست | هزارت ز نیکو بتان نیست دست
که باشند در پیش تو روز و شب | بجنبانت آن شاه یزدان پرست
هزارت دهم گوهر شاهوار | وزان پس ببخشم به پرستارش
هزارت دهم تاج گوهر نگار | روم تا به پیش شه کینه کش

تخت و تاج کی ہوس میں کیوں اپنی جان دیتا ہے اپنا خون ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے تو مارا جائیگا گشتاسب کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا فردوسی

بیا دیر تا کوشش کارزار | بپیچم دگر گونه پاسخ میار

یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ میں لیا رستم نے بھی ہی تیر

وابستۂ تقدیر اور کمان جسکے گوشے مین اجل اسکی دامنگیر تھی اوٹھا کے سوئے آسمان دیکھا پھر کہا آے دانائے
نہان وآشکار اتو گواہ ہے کہ یہ ذرہ بیمقدار بیگناہ ہے جہانتک عذر کی حد ہے وہ کرچکا زر و مال کا وعدہ کیا
یہ جاہل مرگ رسیدہ کسیطرح نہین مانتا آخر کو فردوسی

ستمتن کز اندر کمان کرد زود — بدانسان کہ سیمرغ فرمودہ بود
نگون شد سر شاہ آتش پرست — بیفتاد چاچی کمانش ز دست
چنین گفت رستم باسفندیار — کہاے تیغزن پہلوان نامدار
بجودی یکے چوبہ تیر گزین — سنادی تو سر اسفندروس زمین
تو آنی کہ گفتی کہ رویین تنے — بلند آسمان بر زمین برزنے
چنین داد پاسخ کہ گردان سپہر — ازینگونہ بسیار ورزید مہر

یکے تیر بر ترک رستم بزد — چنان کز کمان جہ ایشان نسزد
بزد تیر بر چشم اسفندیار — سیہ شد جہان پیش آن نامدار

سر جھکنے پر رکھکے بیہوش ہو گیا دم مارا خاموش ہو گیا

بکوزد شکست آمد و تیر خدنگ — بیفتاد ہم از زور در روز جنگ
ہم اکنون گنج اندر آرم سرت — بسوزم دل مہربان مادرت
زگفتار رستم دل تہمتن — بہ پیچید چون مار بر خویشتن
جہان یادوار دازین صد ہزار — فلک انگشتین انیست کار

یہ کہکے غش ہو گیا پھر جواب دیا جہان پہلوان نے نعرہ کیا جگر چرخ کو پارہ کیا اور دوڑکے لپٹ گیا بشوتن کا کلیجہ
پھٹ گیا فوج سے آکر بیان چاک کیا بہمن نے منہ سوئے افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو سجدہ شکر کا
بجا لایا پھر اسفندیار کے پاس بہ دعاوی عذر کو آیا اوسنے کہا تقدیر آسمانی اور تدبیر طلسمحانی یہی تھی کہ رستم کے
ہاتھ سے میری جان جائے وہ سلطنت کا لطف اوٹھائے لیکن بہمن کو اسکے عوض کیواسطے تمکو سوپنتا ہون
اسکو تخت و تاج کا مالک کرنا رستم نے قبول کیا پھر بشوتن سے کہا اب جو دم ہے دم آخر ہے بیکار سب
تدبیر ہے تو جب ایران پہونچے گشتاسب سے کہنا میری قضا رستم کے تیر سے تھی مگر تیری تدبیر سے تھی
مرگ بہت جلد تر آئی تیری مراد بر آئی جسدم ہنگامہ محشر ہوگا میرا تیرا فیصلہ پیش داور ہوگا **فردوسی**

کنون بر جہان ہائی کام دل — بیاسای بنشین بآرام دل
میان من و تو دران داوری — کنند داور داوران داوری

اور یہی مالک سے کہکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر فریاد کرنا آنسو بہانا تقاضائے کیا پایہ ہے لیکن تم سمجھ لینا کہ یہ ظہراب دغا سے مارا ہے

بگفت این و بر زد یکے تیز دم — کہ بر من ز گشتاسب آمد ستم
بماندم بر فت از تنش جان پاک — تنش خستہ افگند بر تیرہ خاک

بشوتن نے اوسکی لاش صندوق زرنگار مین رکھی رخت بدن سب نے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا یہ کیا تو
ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان مین لیگئے زواری نے کہا افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن

خاک در دیدہ اپنا شتن ست پیلتن نے کہا وصیت کا بجا لانا خوش ہمتون کا دستور ہے اور وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہے جبدم اسفندیار کی لاش گشتاسب کو نظر آئی چھاتی بھر آئی کلیجے مین پھانس سی کھٹکی کلاہ شاہی دی پٹکی کتابون جگر فگار اور بہنین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگین **فردوسی**

یسیم زہ گشتنش زستم نہ زال
تو کشتی مر اورا چو کشتی منال
ترا شرم باید ز ریش سفید
کہ فرزند کشتی ز بہر امید

ایک جہان کی نفرین گشتاسب جزین سنتا تھا جواب نہ پا جاتا تھا سر دھنتا تھا اور پیٹ کے آخرکار سب نے دکھے مین خاک کو سونپا یہان سیستان مین بہمن کی حکمرانی زور و طاقت کی دھوم مچی کہ سب کام مین بہمن لاثانی ہے زور شور پر عالم جوانی ہے یہ خبر سنکر گشتاسب نے بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکھا حکومت سے ہاتھ اوٹھایا

مذکور سانحہ آفت خیز نمونہ شور نشور یعنے قتل رستم جہان پہلوان کید شغاد بدنہاد سے اور شرارت شاہ کابل کی حرکت جبلی پہاتین کا کنوئین کرنا پھر انتقام اپنا آپ لیکے جان دینا

بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکھتا ہے کہ آزادسرو نام مرد عالیقدر پسندیدہ خاص و عام کہن سال ستودہ افعال تھا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تھا اکثر قصص شاہان ایران حکایات رستم دستان زبان پر لاتا تھا ماجرائے گذشتہ اونکا سناتا تھا اوسنے شغاد کا حال جہان پہلوان کا مرنا خانہ بربادی زال اسطرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف مین تھی وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بدنہاد کا شغاد رکھا اور طالع شناسون سے اوسکا حال و مآل پوچھا اونہون نے بغور و تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خانمان سام نریمان تباہ کریگا **فردوسی**

ہمہ سیستان زو شود پر خروش
ہمہ شہر ایران آید بجوش

زال یہ خبر سنکے سخت وحشت ناک ہوا مگر فرط الفت سے پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کر دیا شادی کا اسلوب کر دیا زال کو تو اوس سے محبت تھی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمانبرداری کیطرح سے رہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو عناد ہوا کہا افسوس ہے رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین اوسکی نظر مین مین کچھ مال نہین

اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصہ پاک کرے شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر
پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجسے آزردہ ہوکے اوسکے پاس جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤن گا
یقین ہے کہ وہ طیش کھاکے میری حمایت کو کابل مین آئے راہ مین کنوین کھدوا رکھو کہ اوسمین خنجر ہاے آبدار
اور تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ و تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو
مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ سر گرمی کرکے
وہ کیا دبانی فساد شغاد پیلتن کے پاس آیا بصد گریہ وزاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر
لایا تہمتن غیور اوسکا کید و فتور کچھ نسمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ تعالی وہان چلکے اوسکا خان مان تباہ کردونگا تجھکو کابل کا بادشاہ کرونگا کچھ دنکے بعد
تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ وہ نابکار رہا جب قریب پہونچا حاکم کابل پیادہ پا دست بستہ استقبالکو
آیا عذر بحیساب کرکے سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور قصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے
صاف ہو پیلتن نے ریاست اور مروت کو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی **فردوسی**

بجنشید رستم گناه ورا | بیفزود آن پایگاه ورا

اوسنے دعوم سے ضیافت کی زر و جواہر
بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایک روز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہے صحرا پر فضا ہے
لطف نسیم کیفیت صبا ہے اسکو صید و شکار کا ذوق تھا بیابان گردی صحرا نوردی کا شوق تھا
سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوین تھے رستم بھی چاہ سے ساتھ ہوا دفعۃً رخش رک گیا زمین
کیطرف جھک گیا خاک کی بو سونگھنے لگا رستم نے ایڑ لگائی اس چھیڑ سے بھی نہ بڑہا خفا ہوکے کوڑا مارا

اذا جاء القدر اعمی البصر
دو پایش فرو شد بآن چاہ بر
بہ پیر پہلوے رخش سترگ
یکے تازیانہ برآورد نرم
نہ بد راہ آویزش و راہبر
بر و یال آن پہلوان بزرگ
بزد تنگدل رخش را کرد گرم
دران چاہ باحربہ و تیغ تیز
گھوڑا جو اوچکا کنوی مین گر پڑا
نہ بد جاے مردی و راہ گریز

جب تڑپکر رخش کنوی سے نکلتا تھا دوسرے
مین گرتا تھا اسطرح سات کنوین جھانکے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گھوڑے کا بدن اور رستم کا تن
جراحت کی کثرت سے خانہ زنبور ہوا رستم سمجھا کہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل بدنہاد کا ہے حاکم بانی فساد

نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تہمتن ہمارے شہر میں ضایع ہوا جلد نوشدارو لا اور رستم کو کھلا و تہمتن نے کہا تجکو
جنون ہے کہ تو بھی طرفہ معجون ہے نوشدارو اسپر پارسیان اجل کے نظر ہے قصہ مختصر ہے سبب کشاہ و شہر یار میرے روبرو

بیاید بخواہد ز تو کین من	فرامرز پور جہان بین من	چو شیر ژیان کز ربانندہ ایم	بر فتنہ ما دیر تر ماندہ ایم

پھر شغاد سے کہا یہ مری اجل اس حیلے سے تھی تیرا قصور کیا ہے لیکن دو چار گھڑی زندہ اور ہوں کمان مری پہ چڑھا دے کہ دو دو دام سے گزند پہونچے

بمرگ برادر ہمی بود شاد	بجنبید و پیش تہمتن نہاد	بزد کرد یکبارش اندر کشید	شغاد اندران چرخ را بر کشید
بیامد سپر کرد پشت درخت	برادر ز تیرش تبرسید سخت	بران خستگی بوزش اندر گرفت	تہمتن بسختی کمان برگرفت
چنان حسبہ از تیر بگشاد شست	چو رستم چنان دید بفراخت دست	سنان لشکرش ناپاک را	میانش تہی بود در گرش جای
تہمتن بدو درد کوتاہ کرد	شغاد از پس زخم او آہ کرد	درخت و برادر بسہم بر بدوخت	بہنگام رفتن دلش بر فروخت
برین کین من ناگذشتہ دو شب	گذران پس کہ جانم رسیدہ بلب	کہ بودم ہمہ سال یزدان شناس	چنین گفت رستم کہ یزدان سپاس
		ازین ہیچ یا خواستم کین خویش	مرا زور دادی کی از مرگ خویش

جب شغاد کو مارا شکر پروردگار بجا لایا کہ میں نے انتقام
اپنا آپ لیا دوسرے پر نہ رہا دشمن کو مار لیے فنا سے سدھارا فردوسی

بگفت این و جانش برآمد ز تن			
یہ خبر سیستان میں پہونچی زال نے	جہان زو ندید و جہانش بخورد	ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد	بزرگان و گردان شعر انجمن

اپنا برا حال کیا فرامرز جا کے لاش باپ کی پا سر اوٹھا لایا سیستان میں دفن کیا پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا
بہت ذلیل و خوار کیا سیستان میں لایا تن و سر جدا اسکو دکھایا **قول محرران تاریخ عجم رستم کے**
حسب و نسب میں جو انہوں نے زیب قرطاس خامہ راست رقم سے کیا ہے
مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالہ قلم اسطرح کیا ہے کہ نسب اوسکا جمشید سے ملتا ہے
تعریف اور توصیف کی احتیاج نہیں کالشمس فی النہار آشکار ہے موت سے مہلت نہ ملی کید شغاد سے
جان دی **قول رستم** کُلُّ مَخْفِیٍّ عَلَیْہِ النَّفَقَۃُ مِنَ الْاَمْوَالِ اِلَّا الْحَرْبَ فَاِنَّ النَّفَقَۃَ عَلَیْہَا مِنَ النُّفُوْسِ یعنے جو
حادثہ کہ پڑے وہ مال کے صرف سے دفع ہوتا ہے الا لڑائی کہ اسمیں فقط جان کا صرف ہے باقی غلط حرف ہے

آسیا نیست کہ بر خون عزیزان گردد	دل برین گنبد گردندہ منہ کین دولاب

یہ نکتہ بھی اوسکا ہے اِنَّ الْمَوْلٰی اِذَا کَلَّفَ الْعَبْدَ مَا لَا طَاقَۃَ لَہٗ بِہٖ فَقَدْ اَقَامَ عُذْرَہٗ فِی الْمُخَالَفَۃِ یعنے

جو آقا اپنے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر ٹہرادیا اوسکے نماننے کو فردوسی

یکایک ورزمیکہ گرز دار	سراسر پر آشوب گرد زمین
ہنر اوار ہر یک پدید ست کار	جو اندیکار آن جیہ آن کار این

الاہمار شہر یار عالی طبع والا مقدار کہ مہر منیر باین جلا و تنویر صفائے ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو بسیان سایہ پیا ہے اسکو نمود ظاہری تکلفات دنیا سے استغنا ہے خدا گواہ ہے کسواسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نمائے دولت و اقبال ہے اور فر و شوکت و دولت و حشمت بتائید لم یزل لا زوال ہے اسرار قضا اور راز پوشیدہ قدر آئینہ دل بلا کدر جیسے ہے اوسمین نظر آتا ہے اور کیسا ہے امر خطیر مشکل ہو سہلا ہویدا ہو جاتا ہے نظم

دانجہ پیش تو مشکل جانبات	تکرار کردہ قدر اسرار روزگار
آسان شد بعزم تو دشوار روزگار	ایزد تو از درانچہ نہاں آسمان

آمدی تابقائے دورہ لیل و نہار و گردش سپہر زنگاری اریکہ دولت تخت سلطنت پر یہ سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان ہے تحت حکومت ایک جہان ہے ذکر بہمن بن اسفندیار کا گشتاسب کا سلطنت سے گوشہ لینا خرابی سیستان شمشیر خانی مین تحریر ہے کہ جب گشتاسب پیر ہوا عارضہ شیخوخت بائے کمولت مین اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کیجیے صدور خطار ستم کے ہاتھ سے الستہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیجیے معبود کی بندگی مین بسر کیجیے ایکسو بیس برس جہانبانی حکمرانی کی بیکار ہوکے پوتے کو سونپی بہمن تخت پر جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک روز خاص و عام کو جمع کرکے کہا کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس دہوم دہام کے ساتھ لیا فرامرز نے رستم کے عوض مین کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کر دیا ہل چل گئے مکانونکے نقشے بدل گئے مین بھی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکھ سوار خونخوار لیکے سیستان مین آیا زال نے ہر چند منت و مذاری بہت کی بہمن نے ایک بات نہ سنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی ہوئی تین دن رات آتش افروزی خدنگ و سنان سے دلدوزی رہی قسمت تو برگشتہ تھی چوتھے دن باد بخی الف چلی سپاہ کابل و زابل کی آنکھ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار نے وہ جرأت کی کہ رستم کی لڑائی سبکو یاد آگئی فوج تو بھاگ چکی تھی ایرانیون کی قسمت جاگ چکی تھی کہان تک وہ تنہا سوار لڑتا انبوہ ہزار در ہزار گھوڑا بھی زخمی ہوکے گر گیا نرغۂ اعدا مین گھر گیا جسم سے کثرت جراحت کے باعث سب خون

ہوگیا وہ حیرت سکتے کے عالم مین سوی فلک دیکھکے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا بہمن نے زندہ بردار کیا
پھر اپنے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کرکے سیستان کا حاکم کیا ایران مین آکے
حکمرانی کی دار فانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عند الضرورۃ تنہا اندھیرے مین گھر سے نکلا سانپ نے کاٹا
زخم کاری ہوا زہر ساری ہوا جان دی سلطنت ہمائی جو اوسکی بیٹی تھی وہ کرنے لگی اور وہ بہمن سے
حاملہ تھی آتش پرستونکی ملت مین یہ سنت ہے ہر چند کہ ساسان نام خلف اوسکا اوس مقام پر تھا وہ معطل تھا اور یہ
وصیت کی کہ بعد میرے اسکے بطن سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام کرے تخت پر بیٹھے سلطنت کا کام کرے

تحریر مہر روضۃ الصفا جو کچھ اوسنے قصہ بہمن و گشتاسب لکھا ہے سب بلا بیش و کم رقم ہوا ہے

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ بیمثل یکتا لکھتا ہے کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسب سنکے بہت
شرمسار اپنے کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کہ ماں اوسکی خاندان ملک طالوت سے تھی سیستان سے بلا کے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن ہین جب اس امور سے فرصت پائی بازگشت کا
خیال ہوا موت یاد آئی با دل شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا از ادمعاد حصول ہوا یہ کہا فردوسی

مرا گنج غارت شد و قرص جوے لبان خشک و دم آب سرد	بہ از مرز بانے و گنجسروی ازان کہ بر خواستن روزنے	پے آز چند انکہ گردم بسیج مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاہ	ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ مرو در پے دولت و مال و جاہ

کہ دنیا بسے چون تو دارد بیاد
بسے چون تو داد است گردن بباد

اور مرغزار باغ وبہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہے
شیراز کی نواح مین اوسیکا بنایا ہے ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلاے جہان رہا ہے مثل ابو عبد اللہ کہ شیخ ابو اسحاق نے
اوس یگانہ آفاق کو طبقات فقہائے معتبر مین لکھا ہے اور قاضی ناصر الدین بھی وہی سرزمین برگزیدہ ہے گشتاسب
وہ بادشاہ عالیجاہ تھا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکھوایا لقب اوسکا
سربلا ہے یعنے عابد اور آتشکدے کی تصویر اسکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع تاج رواج دی
ایکسو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ بھی لکھی ہے قول تو اوسکے بہت ہین مگر یہ لکھا کہ جو نام کا
فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لاعلاج ہوگا

ذکر بہ دلیران دلیر یعنی بہمن اردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق مخبران عجم شیرین رقم

اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکھتے ہین کہ فارسی اوسکو بہمن دار دیر کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم کو
زیر نگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم وفضل کسی شاہ عجم کو بہم نہوا اور حافظ ابرو نے
لکھا ہے کہ جب نامہ کسیکو تحریر وہ باتوقیر کرتا عنوان یہ تھا کہ یہ نامہ آردشیر بندۂ خاص اور خادم خدا ہے جسکو
تمہارا حاکم بنایا ہے پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکھا وہ بہمن تھا اور نام کا باعث سنو اسفندیار گشتاسب
کے پاس بیٹھا تھا کسینے مژدہ دیا کہ آپکے گھر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو اوٹھایا خدمتگار پیالۂ جواہر نگار لیے
دست راست نظر آیا پوچھا ایمن کیا ہے اوسنے عرض کیا آردوشیر فال نیک سمجھکے یہی نام رکھا بہمن کے
حالات مین لکھا ہے کہ جب کسی ملک مین عامل بھیجتا ہرکارے خفیہ متعین کرتا کہ صحبت اوسکی رعایا اور غربا سے
کیا ہے یہ لکھتے رہنا اگر عدل کیا مرتبہ بڑھا اور جو ظلم وجور کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو
طلب کرتا بارعام مین خاص حاضر ہوتے تحت سے اوترکے شکر پروردگار بجالاتا پھر رعیت سے مخاطب ہوکے
فرماتا کہ ایک سال بھر حال مینے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے عمال سے تمہارے خلاف کوئی فعل
سرزد ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پھر موبد موبدان مجلس سے اوٹھکر یہ عرض کرتا کہ تیری بادشاہی
یا آلہی ہمیشہ ہو جیو کہ خاص وعام تیرے شکرگزار ہین بدل فرمانبردار ہین پھر ایک شخص ندا دیتا کہ ایہا الناس
بلا وسواس زمین کو تیار کرو کہ روئیدگی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ محجوب نہو خیانت اور طمع سے
پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر تاکید تمام یہ احکام تھا کہ جب میرا میلان کبھی پراہ ہو
اور راست سے خلاف ہون مجکو آگاہ کرو بیجا غصہ نکرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز خلف رستم ون
بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے معزول کیا اور کورش نام اولاد لہراسپ سے تھا مان اوسکی قوم
بنی اسرائیل سے تھی اوسکو منصوب کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بہ تعجیل بیت المقدس کی زمین
مین لیجا وہ وہان بود و باش کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو
جمع کیا اون لوگون نے بے رنج وملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین نظر سے گذرا ہے کہ لہراسپ
نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل بھی رہا ہوکے مملکت شام مین
بآسائش تمام آباد ہوے اور ایام بہمن مین بیت المقدس اسطرح سے آباد ہوا کہ کسی زمانے مین نتھا ایکبار بہمن نے ایلچی وہان

بھیجا حاکم نے دہانکے بے صد در قصد رہ یہ فتور برپا کیا کہ تن سے اوسکا سر جدا کیا بہمن اس سانحے سے غیظ میز
آیا بخت نصر کو مع فوج دریا موج روانہ کیا شام اور بیت المقدس کے خاص و عام جو خدا کی نافرمانی کرتے تھے
بادشاہ کی عداوت کا دم بھرتے تھے تہ تیغ آبدار ہوئے شہر ویران وہ سب بے خانمان ہوگئے سو ہزار
کودک نارسیدہ دستگیر ہوئے لونڈی غلام بنے اسیر ہوئے پھر عراق عرب مین آیا جب دم ایکسے بارہ برس
سلطنت کر چکا ہمائے جو اوسکی بیٹی تھی بادشاہی اوسکو دی ساسان جو اوسکا بیٹا تھا وہ محروم رہا کچھ کرہان
اپنی نبردلی سے لیکے اونکے دودہ پر اوسنے قناعت کی گوشے مین بیٹھکے خالق کی عبادت کی اور تاریخ
سلیمان شاہی مین دیکھا کہ جب دارا پیدا ہوا ہمائے نے خوف سلطنت سے اوسکو صندوق مین رکھا اور جواہر
بیش بہا اوسکے پاس رکھکے کسی دریا مین دہائے بلخ سے ڈال دیا چکی پیسنے والی نے نکالا بڑی محبت سے
پالا تا بحد بلوغ پہونچا آثار شاہی نشان فرمانروائی اوسکی پیشانی سے پیدا تھے عین شباب مین اپنی مانکے پاس آیا
تخت سلطنت میسر ہوا اور تاریخ معجم مین یہ ہے کہ بہمن نے اخیر سن مین افسر شاہی تاج جہان پناہی دارا کے سر پر رکھا
یہ نظم محرر کتاب نے لکھی ہے نظم

هنوز ار چه دارا پسر بود خرد — بفرزانگی کردم در داوری
وسعیدی خود بدارا سپرد — در انگشت تو همچو انگشتری
چو بگذشت از عمر بهمن دو شصت — بدو گفت ملکے چنین نامدار
در افتاد ناگه عوپای به شست — که هست از ملوک جهان یادگار

دو حکیم بہمن کے ندیم تھے ایک تو وے سقراطیس
دوسرا بقراط ہمیشہ اپنے صحبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت پیدا کرتی تھی
کیفیات نادر ہویدا کرتی تھی ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ ساکنان عرصہ کون و فساد ساکنان سرای خراب آباد
بے بنیا نے دفع مضرت قضا مین کمیت فکر رسا کو بہت گرم عنان و جولان کیا مگر ہر قدم اسکندری
کہائی ثم تیکنے کی راہ نپائی آخر کار سمجھے کہ کسی تدبیر سے دست وہم و گمان دامن تقدیر تک نہین پہونچتا اور ایک
ساعت کمی و بیشی کا چارہ نہین بجز اطاعت یارا نہین جب اس باب کو بند اور مسدود پایا دوسری جانب کو
عنان تابی کی منہ اوٹھایا کہ ذکر خیر پایندہ اور صفت باقی حیات ثانی عمر جاودانی ہے لہذا اونکا آثار ذکر جمیل
فرصت قلیل مین تحریر کر گئے اور مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش افعالون کے صاحب اقبالون کے
دفتر بھر گئے شعر

استطرح یہ کہ بعد مرنیکے — یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے
یہ چند قول اوس ہوش

فعل کے ہین تَجرِبۃُ المُجَرَّبِ تَضیِیعُ العُمُرِ آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگانی رائگان کھونا پشیمان ہونا ہے اَلاِنصَافُ اَحسَنُ الاَوصَافِ ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہے اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک خصلت ہے یہ مقدمہ عنایت پروردگار سے ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہے معدلت کی ہر سمت دھوم ہے ظالم کا نام صفحۂ دہر سے معدوم ہے حلم وجود کی خبر شرق سے غرب تک مشہور ہے زمانہ مشکور ہے جبتک یہ طلسم بے ثبات آباد رہیگا یہ زمانہ بھی ساکنان جہان کو یاد رہیگا **ذکر ہما بہمن کی بیٹی کا**

اور ہما کے ذکر کہ حمانی بھی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یہ دیکھا کہ جسدم اریکہ سلطنت نے اوسکے قدم کی برکت سے زیب و زینت پائی ایک عالم کی تمنا برآئی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا محبوب بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان ہوا چہرہ کا عجب رنگ تھا تاجداری کا ڈھنگ تھا اوسنے وضع حمل خلق سے چھپایا سلطنت کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول **فردوسی**

نہانی بپرزاد و با کس نگفت
ہمیداشت آن راستی در نہفت

بدانسان ہمی بود تا ہشت ماہ
پسر گشت تابندہ رفتہ شاہ

یکے خوب صندوق از چوب خشک
بکردند و برزد بروقیر و مشک

بیالود بیرونش از مشک و موم
درون گرم کردہ بدیبائے روم

بزیراندرش بستر خواب کرد
میانش ہمہ از در خوش آب کرد

ببستند بس گوہر شاہوار
بباز وے آن کودک شیرخوار

درآندم کہ شد کودک از خواب مست
خروشان شدہ دایہ چیرہ دست

نہادش بصندوق اندر بہ نرم
بہ چینی حریرش بپیچید گرم

تہ تنگ تابوت گردید خشک
بریقا و عنبر بقیر و بمشک

بردند صندوق را نیم شب
یکے بر دگر گریہ نکشاد لب

زپیش ہمایش بردن تاختند
باب روان اندر انداختند

تاریخ گزیدہ مین اس داستان کا اسطرح بیان ہے کہ وہ صندوق دھوبی کے ہاتھ آیا اوسنے داراب نام رکھا پرورش کرنیلگا جسدم جوان ہوا وہ سر جو قابل تاج شاہی تھا اس راہی کام کیطرف نہ جھکا چھوا پچو کیطرف جھونکیا الیسا دم رکا تیر اندازی نیزہ بازی کیجانب میلان رہا شمشیر زنی کا ہردم دھیان رہا جب سرزمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور ہما نے فوج بھیجا رسیھی یہ بھی لشکر کی سیر کو آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے بتوقع کمال اپنے پاس رکھا روم کی لڑائی مین اسنے دھوم مچائی جرأت و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر پھر آیا امیر فوج نے اس جوان کا حال ہماے با اقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا ملک اوسکو سونپا

ہمایے کا لقب چہرزاد دیا دیڑھ تا ہے تیس ورد و برس حکمرانی کی اور شہر جرباد قان قریب صفہان ہمایے کا آباد
کیا ہے اور ہزار ستون اصطخر بھی اوسیکی بنا سے تھا جو سکندر رومی نے خراب کردیا

نظم دلپذیر شاعر بےنظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی او رنثر شمشیرخانی

کنون باز گردم بذکر ہمایے	پس از مرگ بہمن که بگرفت جاے
برآے و بداد از پدر درگذشت	ہمہ گیتی از داد او آباد گشت
سپہ راہمہ سر بسر بار داد	در گنج بکشاد و دینار داد

جسدم بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر
بصد کرو فر ہوئی در خزانہ کھولا باب خلاکت محتاجون پر بند کیا بہمن سے جو دو سنی دو چند کیا حمل کی
مدت جب پوری ہوئی لڑکا پیدا ہوا پوشیدہ دائی کے حوالے کیا کہ اپنے گھر مین لیجاکے پالے نہ یہ مذکور زبانسے
نہ یہ پور نکلنے باہر نکالے اور سب سے کہا لڑکا ہوا تھا اوسی دم مرگیا گذر گیا خلق تو راضی تھی سبکو یقین ہوا ذہن نشین ہوا
جب سات مہینے کا ہوا وہ بہرو بلایا صندوق مین مع زر وجواہر بند کیا فرات مین اوس ڈوبے بہاکو بہا دیا
قضائے کار کسی دھوبی کی نظر جو صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو پرچہ پلو رشک غلمان وحور طفل پری پیکر
اور بہت سا زر وجواہر ہاتھ آیا انتہا کا سرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو پروردگار
سے فرزند کی طلبگار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اوسنے جو دیکھا فرط محبت سے دودھ
اوترآیا گود مین لیکے خوب پلایا پھر نام اوس ڈرنایاب کا داراب رکھا اور دھوبی نے وہ شہر چھوڑ دیا کہ افشائے راز
مہو مال وزر کے باعث درالام باز ہو جب داراب چھ سات برس کا ہوا لڑکون مین کھیلنے لگا ڈنڈ پیلنے لگا
جو لڑکا اوس سے لڑا اگرسن مین زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو پٹک دیا ایسا طاقت دار ہوا اور نشست و شوکی
طرف میل نہ کیا ننگ وعار سراسر انکار ہوا ایک روز تنہائی مین دھوبن سے خلف بہمن نے پوچھا کہ تو سچ بتا
کہ مین کون ہون تو کون ہے فکر مجکو ملول کرتی ہے طبیعت یہ پیشہ نہین قبول کرتی ہے اوسنے ڈر کے مارے
راست براست بے کم وکاست سب قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچھ زر وجواہر باقی ہے اوسنے
دو یاقوت حوالے کیے داراب نے ایک کو تو بیچ کے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا بازو پر باندھا
اور فن سپہ گری سیکھنے لگا تھوڑے دنو نمین بڑا مشاق ہوا جتنے کسب و فن حرب و پیکار کے تھے سب مین
طاق ہوا اقتضائے سلطان روم نے عورت کو حاکم ایران سنکے لشکر کشی کی ہمایے نے رشنواد کو سپالار

فوج ہراول کا بنکے روانہ کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوسنے فر کیانی درخشندہ پیشانی دیکھکر نوکر رکھا
ہمراہ لیا اثنائے راہ مین ایکدن ابر سیاہ گھر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم مین اندھیرا چھایا یہان خیمہ تھا نہ قنات
تھی سہر حال پرانی پامال گنبدنما کی ساخت تھی چادر مہتاب تانکے اوسکے تلے سونا اور بہنا نہ بچھونا اوس روز
زیر طاق شکستہ پناہ لی عالم شباب تھا جوانی کی نیند مشہور ہے وہ آگئی دفعۃً غیب سے بآواز بلند صدا آئی
کہ اے طاق خبردار فرمانروائی ایران تیرے سایے مین سوتا ہے ابھی نگرنا احتیاط کرنا　　کہ اے طاق آزاد ہشیار باش
بران شاہ ایران نگہدار باش　　خیمہ شواد کا قریب تھا یہ آواز اوسکے کانمین پہونچی حیران ہوکے خبر منگوائی کہ یہ صدا
کہانسے آئی پہر وہ آواز آئی کہ اے طاق بہمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہے تو نگونسار ہوتا ہے خبردار سنبھل جا
پہر تو گھبرا کے شواد نے کچھ معتمد اپنے بھیجے کہ جلد جاؤ مفصل خبر لاؤ اونہون نے آکے دیکھا کہ ایک جوان پرانے
طاق کے تلے سوتا ہے اوسی جا سے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے شواد نے کہا اوسکو جگا کے ہمارے پاس لاؤ جسدم داراب
اوسکے نیچے سے اوٹھا فوراً وہ طاق بیٹھ گیا شواد نے اوسکو پہچانا بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر
مرصع کار روبرو رکھکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال جو پوچھا داراب نے جو ماجرا دہوبن سے سنا تھا بیان کیا
شواد نے تلاش کرکے گازر کو بلایا وہ بھی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا اور رومیون سے
مقابلہ ہوا داراب نے جدہر گھوڑا اوٹھایا صف کی صف درہم و برہم کی رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا
دوسرے روز داراب نے شواد سے کہا تم قلب لشکر سے حرکت نکرنا باہر پاؤن نہ دہرنا دیکھنا مین کیا کرتا ہون کیسی
آفت بپا کرتا ہون **فردوسی**

زن برابر سپہ نگاہ و سپرد	سپہ باز خوردان دوبارہ سپاہ	شد از گرد خورشید تابان سیاہ	چو داراب پیش آمدہ حملہ کرد
پراگندہ گردان سپاہ بزرگ	بپیش صف رومیان کس نماند	ز گردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ

آخرکار قیصر روم نے دبکے صلح کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شواد
پہر تب اتم مسرور ہوا صلحنامہ اور پیشکش ہماے کے پاس روانہ کیا اور داراب کا قصہ لکھکے دریافت کیانی
صحت کی نشانی بھیجا ہمانے تے دیکھکے آتشکدے کو روشن کیا جشن کی تیاری شواد کو لکھا داراب کو لیکے
جلد آؤ پہر کچھ محبت کا جوش جو ہوا ایک منزل استقبال کرکے دارا کو لائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹھایا

چو دارا کہ شد افسر شستہ	ہمانے آن تاج شاہی بدست	ببوسید و بر تارک او نہاد	جہان را بدیہیم تو مژدہ باد

تیس برس سلطنت پر ہمائے کا اختیار رہا پھر داراب کامیاب ہوا **قصہ تخت نشینی داراب خلف بہمن اردشیر شعیب کا قتل روم کی دھوم صلح قیصر عوض دختر پری پیکر**
داراب نے بفر و تمکین تخت نشین ہوکے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسیدونکو مصیبت دیدونکو مسرور و شاد کیا اور راوس گاذر کو بلاکے دولت دنیا سے غنی کیا کار قدیم سے انکار کروایا اونہین روز و نہین لاکھہ سوار تازی جانبازی کرنے والے تازی حکومت مین انکے ایران پر چڑھ آئے شعیب اونکا حاکم تھا داراب سے لڑائی ہوئی تیسرے دن شعیب کی قضا آئی داراب نے فتح پائی پھر روم مین گیا قیصر سے لڑا **فردوسی**

گریزان بشد فیلقوس و سپاه	یکے راند بد ترک رومی کلاه	زن و کودک شان ہمہ بند اسیر	بکشتند چندین بہ شمشیر و تیر

فیلقوس بحسرت و افسوس حصار عمویہ مین شہر بند ہوا داراب نے گھیر اسنے پھر اخراج گذاری پر فیصلہ ہوا پھر کسینے عرض کیا کہ قیصر کی دختر ناہید نام غیرت مہ تمام ہے داراب نے خواستگاری کی فیلقوس کو بڑی خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب ایران مین آیا ناہید کو ساتھ لایا لیکن اوسکے بخت کا ستارا نہ چمکا فرمانروائے عجم کا بد رح رہا یہ سبب تھا کہ بوئے ناخوش اوسکے منہ سے نہ آتی تھی نفرت بڑہتی جاتی تھی آخر کار اطبائے نامدار طلب ہوئے **فردوسی**

کیا ہے کہ سوزندہ کام بود | بروم اندر اسکندرش نام بود

حکیمون نے تجویز کی بو کم ہوئی مگر

دل پادشہ سرد شد زان عروس	فرستاد بازش بر فیلقوس

ناہید حاملہ تھی داراب سے لکھا تھا جسدم روم مین پہونچی لڑکا پیدا ہوا فیلقوس کا بیٹا کوئی نہ تھا سکندر نام رکھا اور اپنا فرزند ظاہر کیا **فردوسی**

سکندر پسر بود قیصر پدر	نیا و رو کس نام داراب بر	ولیعہد گشت از پے فیلقوس	جہان را بیاراست ہمچون عروس

سکندر زور و طاقت مین رستم کا یادگار تھا بلائے روزگار تھا دن رات حکیمونکے سوا اور کسی سے بات نکرتا تھا بیہودہ صرف اوقات نکرتا تھا آخر کو ارسطاطالیس شاگرد رشید افلاطون مشیر اور رہنمون ہوا ایدہر ناہید کے بعد داراب نے ایک دو مشتری خصال زن صاحب جمال سے نکاح کیا فرزند نرینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرط محبت سے داراب نے جشن کا سر انجام کیا لڑکے کو ہمنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دنیا سے گذر گیا صغر سن مین یہ تخت نشین فرمانروائے ایران زمین ہوا مثل پدر امور جہانبانی طریقہ حکمرانی مین سرگرم رہا وضیع و شریف پر احسان کیا سب بادشاہونسے خراج مقرری لیا لیکن سکندر نے سرتابی کی دینے کا انکار کیا

خاص و عام مشکور رہوے دارا کے حقوق دلوانے دور رہے چوتھی بار مردم ایران متفق ہوے فردوسی

سپاہ دو کشور کشیدند صف ۔ همه خنجر و گرز و نیزه بکف ۔ برآمد ز لشکر ز ایرانیان خروش ۔ کز [illegible] فلک آمد بر [illegible] گوش

پدروار نه بد بر سپہر جای مهر ۔ ببخشید گفتی بر ایشان سپهر ۔ شب آمد در آمد بدارا شکست ۔ سکندر [illegible] پیاده [illegible] میان [illegible]

دارا اصطخر فارس مین آیا و سپاہ سے ہند کا عزم کیا سکندر نے چار طرف سے راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد تدبیر تھے ماہیار دوسرا جانوسیار بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخرکار یہ گرفتار ہوجائیگا رفیق بھی اسکا ذلیل و خوار ہو جائیگا مصلحت یہ ہے کہ اسکو قتل کرکے سکندر پاس لیجائین تو عزت پائین شبکو راہ مین جانوسیار نے دشنہ آبدار جگر کے پار کیا اور ماہیار نے تیغ برق کردار کیا دارا گھوڑے سے خاک پر آیا لوگون نے آسمان مین سر گرایا سکندر دم سحر بالین دارا پر آیا نفس چند سینہ مین باقی تھی زندہ پایا فردوسی

سکندر ز اسپ اندر آمد چو باد ۔ سر مرد خستہ بران بر نهاد ۔ دارا نے آنکھ کھولی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پر درد سے

کھینچی پھر کہا کہ میرا کام تمام ہے ایران کی سلطنت تجھکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ نہ چاہتا تھا کس واسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہون لیکن کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بغیر اطاعت یارا نہین دارا نے کہا جو ہوتا تھا وہ ہوا اگر تیرے کلام سے مین تجھ کام راضی چلا دو تین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین لانا منہ نہ پھیرنا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک میری بیٹی ہے اوسکو حرم خاص کرنا اور رسم آتشکدہ اور جشن سدہ و نوروز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجھانا سکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار دستِ سکندر گرفت ۔ بزاری خروشیدن اندر گرفت ۔ کف دست او بر دہان بر نهاد ۔ به [illegible] یزدان پناه تو باد

سپہر دم تیرا جان اور فتم بخاک ۔ روانش بسوے دم بہ یزدان پاک ۔ سکندر نے گریبان چاک کیا سر و رو آغشتہ بخاک کیا

مهد زرین مین سلا کے لاش رکھی پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کرکے خیمہ شاہانہ ایستاد

سر قبر قاتلون کو بر سردار کیا فردوسی

دو بد خواه را زنده بر دار کرد ۔ سر خواجه کُش با نگونسار کرد ۔ یکے دار بر نام جانوسیار ۔ دگر از بر کینہ ور ماہیار

چو خون خداوند ریزد کسے ۔ درنگش نباشد بدنیا بسے

پھر روشنک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اوسنے سنکے حال اپنا تباہ کیا پھر مع زندہ جوا[illegible] اور روشنک پری پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا بیان اوس سے عقد ہوا

ببستند آئین بشهر اندرون | پراگنده لیهاو کل زعفرون | چو ماہ اندر آمد بشکوی شاه | دل شاه ازو بر ز ادل نگاه

سکندر ہمی جان بدو می فشاند | وزان عشوہ ناز حیران بماند | چندے سکندر مبتلای محبت و شکنکاہ ہو کے ایرانیون ہا ہم

سفر ہند کا سامان کیا محتصر حال مگر ربانی حاکیان حکایت نا آوران سرزمین عجم
ناقلان آثار راویان اخبار یعنے محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہے کہ جب داراب مسند سلطنت پر متمکن
نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نکی داراب بہ لشکر اور بجمع کثیر جو مند با
عقل اور محاسب وہم سے گنا نگیا یکجا کیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب سامان جنگ بڑا کر درست کر کے
کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین و توازی صفین مرغ تیر سفیر ہوا اور خنجر زندگانی تہ تیغ شمشیر ہوا

مرغ چوبین آہنین منقار | طائر روح پاک داشت شکار | آب آئینہ فام از دریا | گوہر جان بود کردہ شنا
سرگران شد یکے کہ خورد دمن | بادہ از کاسۂ سر دشمن | آخر الامر نسیم فتح و فیروزی عنایت فے والمنن ہیسے وارث

ملک گشتا سب اور بہمن کیطرف چلی قیصر کی شکست ہوئی ہوا بگڑ گئی اور فوج گئی فیلقوس بیست سے مایوس بقیۃ السیف کو
لیکے کسی قلعے مین مرز بوم روم کے کہ رفعت اور برتری اوسکی چشمک زن بلندی چرخ چنبری کاخ اخضر ما
تھی روپوش ہوا اندوہ سے ہم آغوش ہوا مگر داراب نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ
منعکس شادی پر اور صلح طریقۂ دامادی پر ٹھری شہریار ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس
نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی پھیر لی اور یہ بھی مقرر ہوا کہ ہر سال سہر حال ہزار بیضۂ طلائی خالص کا یک ایک کا
وزن چالیس چالیس مثقال ہو خزانۂ عامرہ میں ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیدا ہونیکی فردوسی کے قول کے
مطابق ہے اسواسطے تکرار تحریر دلپذیر نہوئی دس بارہ برس داراب سلطنت کر کے دنیا سے روانہ ہوا
دارائے اصغر کا زمانہ ہوا دارا جو مشہور ہے لکھا ہے کہ تیج خلق طبیعت خشن رکھتا تھا اسپر غفلت شعار نا تجربہ کار
لہو و لعب مین مشغول ہوا سلطنت کے کام مین مجہول ہا یہ امتحانکی بات ہے کہ جب والی ملک کی طبیعت زیادہ
عیش پسند ہوتی ہے نمک حراموں کی بن آتی ہے رعیت بگڑ جاتی ہے روپے کی آمد ملک سے بند ہوتی ہے وہ
خیر خواہ سر فروش جان نثار مرد میدان کہان جو بادشاہ کو راحت و آرام مین رکھین آپ جانفشانی سے
سرانجام کرین جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی انتظام کرین القصہ دارا کے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہوے

سکندر کو حال لکھا نامے لیکے وہان نامہ دار حاضر ہوے سکندر نے یہ حیلہ نکالی خراج بھیجنے کی راہ بند کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضے بھیجنے والے کا مرغ روح قفس جسم سے پرواز کر کے آشیانۂ آخرت مین پہونچا یہان اور کچھ جنجال ہے دینا کیسا اور لینے کا خیال ہے جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے سبب طیش کھایا پھر گو مع چوگان اور تھوڑے سے تل بھیجے سکندر کو نادان بنایا اپنا زور اور شور دکھایا جس دم یہ سامان سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کھلوا دیے اور دبیر خوش تحریر سے جواب لکھوایا کہ اس مرسلہ تحائف سے تفاءل نیک حاصل ہوا تل بیک آن کبوتر کھا گئے مضمون ہم پا گئے اور تھوڑا اینہ حنظل بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ قریب ہمارے غضب کی تلخی سے تمہاری جان شیرین وہ ذائقہ چکھے کہ تا حشر مزہ یاد رکھے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور جنگ مردان ایران و روم کی چار دانگ مین دھوم ہوئی باہم مقابلہ و مقاتلہ کی نوبت پہونچی اور نظر زمانہ ناہنجار استرداد ودیعت دارا کیطرف پھری پیک اجل فرمان کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا لیکے اردوی سلطان ایران مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جانکی خریداری ہر جانی پر جوانکا دم شمشیر بران زبان خنجر نوک سنان نے ایک بھاؤ لگایا بھیانے مین سر و تن کی جدائی لڑائی مین خون کا بازار ملا چوک جیالے کو دشت کارزار ملا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا فلک اخضر چادر شفق اوڑھ کے سرخ پوش ہوا قضائے کار دارا قریب شام غم انجام دشت نبرد سے آلودہ گرد مین خیمہ گاہ کو ہمراہ دو مرد ہمدانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ حاجب بارگاہ گردون اشتباہ تھے خنجر بیداد جفا سے دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس مرحواس پہونچے شہریار روم حرکت سے اون دونون شوم کی مطلع ہوا فوراً اونکو ذلیل و خوار گرفتار کر کے سرہانے کشتہ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا مہمان پایا دہ سر جو فلک فرسا تھا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تھا اوٹھا کے بر سر زانو رکھا گرد چہرے سے پاک کی آہ دردناک کی دارا نے آنکھ کھولدی سکندر نے قسم غلیظ اور شدید کھائی کہا بخدا مجکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نتھی دارا نے یہ جواب دیا نظم

پذیرفتگاری کنون میکنی
کہ از ملک خویشم برون میکنی
مگر از گوہر مر سر افسر نہی
نہ انیست آئین فرماندہی

مرا دوست تدبیر ایام بود
چنینم زگیتی سرانجام بود
پدر کرد ہر گہ زدنیا گذر
مرا گفت اے نور چشم پدر

ترا مرین من نصیحت دست | جہان یادگار فراوان کس ست

چودہ برس دارا اصغر نے سلطنت کی چند قول اوسکے تحریر کیے لَا تَطْمَعْ فِي كُلِّ مَا تَسْمَعُ یعنے یہ امید نرکہ کہ جو سنے گا وہ پائے گا ہاتہ مین آجائے گا اور وم نزع کہ وقت جب براہوتاہے خدا جانے تصور کیا کیا ہوتاہے اوسنے یہ کہا تھا یا اخی انظر الی ملک الملوک وصاحب اقلیم السبعة جریحا ساقطا علی التراب متفردا عن الاصحاب الاحباب قد زال ملکہ وحان ہلکہ فاعتبر بما تری قبل ان یقیر عبرة للناظرین اے بہائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہونکے جو ہفت اقلیم کا صاحب تھا زخمی خاک پر تنہا پڑاہے یار ہے نہ آشنا ہے ملک اوس سے چھٹا ہلاکت کی گہڑی سر پر کہڑی ہے سانس سینے مین اٹری ہے عبرت کو جو دیکھتا ہے اوس سے پہلے کہ تو غیر نگاہ دیکھنے والونکا ہو یعنے اگر تو زور و طاقت بہم پہونچاوے کہ آسمان پر جائے سہیل و سہا کو ہم پہلو پائے اور چرخ بلند سقف ایوان ہو زمین کی وسعت دالان ہو یا قرص ماہ گردہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ پر جوہر ہو ضرب شمشیر بھی نہ رکے گی بہر کیف گردن جھکے گی مضبوط ہو یا بودا ہوگا تیر اجل کا تودا ہوگا بجز حی لا یموت سبکو فنا ہے نہ کوئی رہیگا نہ رہاہے

رباعی

ہر ذرہ کہ در رہ او در رہ سوست | کیخسرو و کیقباد و افریدون ست
از خیرہ کشی گردش گردون ست | اینعالم خاک پیکر ارخ و نست

ہند مین سکندر کا آنا کید کا اسباب دیکہ خواب دیکہکے اور فور کا لڑائی کے بعد شکست پانا مر جانا

فردوسی نے لکہا ہے کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا مہیا سفر کا سامان کیا کید نام راجہ تھا عظیم الشان عالی منزلت باساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس و تک متواتر خواب عجیب و غریب دیکہے کوئی اوسکی تسکین کر سکا نہ خوابکا مطلب ذہن نشین کر سکا آخر کار تلاش بے شمار ایک مرد تعبیر دان نام مہربان ہاتہ آیا کید ہندی نے خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان مع در دروازہ بہی اوسکے موافق دیکہا اور ایک سمت کو دیوار مین سوراخ نظر آیا یکایک ہاتہی قوی ہیکل وہین آیا اور سوراخ کی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گہٹا نہ میلا ہوا دوسرے دن یہ دیکہا ٹکڑا کپڑے کا باریک ہے اوسکو چار شخص کہینچتے ہین نہ کپڑا پہٹتا ہے نہ کہینچنے والا کوئی تہککے ہٹتا ہے تیسری بار ایک جوان خوش پیکر تخت پر جلوہ گر دیکہا دفعہ چہارم لب دریا ایکمرد پیاسا تہا ناگاہ دریا سے مچہلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اوسکے پیچہے مچہلی بہی اور دریا بہی روان ہوا پانچوین دن

ایک شہر ہین نظر آیا باشندے وہانکے اندھے ہین لیکن خرید فروخت باہم کرتے ہین کوری ہونیکا اندیشہ ہے نہ غم
کرتے ہین چھٹی بار اور راہ مین دیکھا وہانکی خلقت بہت تو بیمار اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ جو صحیح و سالم ہین
وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستونکی عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجھاتے ہین
ساتوین مین اشہب تیز گام زین نہ لگام دو منہ رکھتا ہے دونونسے گھاس کھاتا ہے لید کرنے کی راہ نہین فضلہ
بچ جاتا ہے آٹھوین مین انکو تین گھڑے دیکھے دو پانی سے بھرے ایک خالی اوپر سے بھرے گھڑے گراتے ہین اونکا
پانی کم ہوتا ہے نہ خالی گھڑا بھر ہوتا ہے نوین بار عجب اسرار دیکھا کہ ایک گائے اور بچہ علفزار مین ہے بچے کا
دودھ گائے پیتی ہے سوکھتی جاتی ہے مگر جیتی ہے اور بچہ جو دودھ پلاتا ہے ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہے دسوین مین
ایک چشمۂ آب موجب حیرانی نظر آیا اندر خشک کنارہ نیر پانی نظر آیا مہران یہ داستان سن کے کہنے لگا کچھ
ڈر نہین جانے خطر نہین کچھ دنونمین سلطان روم تیری مرز و بوم مین تشریف ارزانی فرمائیگا عزم جنگ و خبرداری
نکرنا اطاعت کا دم بھرنا وہ چار چیزین نادر یکتا تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت و تاج
دیگا تیرا راج دیگا کید نے کہا یہ تو مین نے سنا اب امیدوار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتایئے کہ انتشار
دور ہو دلکو فرحت و سرور ہو مہران نے کہا اچھا پہلے جو مکان عالیشان تھا وہ خانہ دنیا ہے سوراخ تیرا چھوٹا ہے
ہاتھی جو گذر گیا وہ سکندر ہے اس ملک سے چلا جائیگا گزند نہ پہونچائیگا اور چار کھینچنے والے اور کپڑا جو دیکھا
یہ قصہ طولانی ہے بڑی کہانی ہے پہلے زردشت کا طریقہ رواج پائیگا پھر ایک منافق آئیگا موسی علیہ السلام کا
نام بر زبان لائیگا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ مذہب حق ہوگا سبکا انگ فوق ہوگا
اور تخت پر بیٹھیگا نہ جو تھا اسکندر سکے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آئے تیری حکومت بگڑ جائے اور وہ مچھلی
اور پانی پیاسے کے پیچھے دوڑے زمانہ آخر مین پیمبر خدا سبکا راہ نما ہوگا حماقت شعار اوس سے تکرار کرینگے
وہ شفقت و عنایت کی راہ سے سبکے پیچھے دوڑ کے سمجھائیگا راہ راست پر لائیگا وہ جو اندھے چلتے پھرتے لیتے
دیتے تھے تیرہوین صدی مین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع و ضرر نسوجھے گا دنیا کی حرص بہرا اونکو کریگی
اور بیمار اچھونکی عیادت جو کرتے تھے ایسا بھی زمانہ ہوگا کہ حماقت سننے کو دانایان دہر کے پاس جائینگے
وہ ہیچ ہو بخشائینگے گھوڑا دو منہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص ہوا خلق خدا کی دنی ہو جائیگی یہ قصہ ہوگا کہ جو بہر

میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاج جنکو غم کیجیے پیٹ مین بھر لیجیے دو گھڑے بھرے ایک خالی یہ حالی کرتا ہے ایک زمانے مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہونگے مگر دنیا کی ہوس مین اسیر ہونگے گائے کا اور گوسالے کا حال یہ ہے کہ توانگر محتاج جنکا مال تاکین سے گے خاک پھانکینگے اور وہ چشمہ خشک کنارہ تر ادسکا یہ ثمر ہے کہ اوس سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ عقلمند اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کید ہندی نے بڑا لطف اوٹھایا زر و مال سے اوسکو نہال کیا باخاطر شگفتہ گھر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس نواح مین پہونچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب دیا ع

مرا جان چه چیست کلند جهان ‌ ‌ کسے را بندا شکار و نہان

فرستم چو فرمایدم پیش او ‌ ‌ اگر جان تازہ گردد طلب زلیش او

فرستادہ پر خردہ فرحت اثر لایا اوسنے کید کی بیٹی ہے چہارہ کہ وہم نظارہ خورشید تابان کی آنکھ چہپاتی ہے چمک دمک اوسکی چہرۂ پر نور کی حجاب نقاب سے بجلی کیطرح کوند جاتی ہے دوسرا عمرو دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکھتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمان سے گذر جاتی ہے پر نہین کھتا اگر حکم ہو حرارت آفتاب برودت ماہ بیک نگاہ دور کرے زنجبیل کا رکا فور کر جو دہنیت مین نفع عام ہو خاک کا بیس کموے کیفیت روغن بادام ہو اگر شاہ فی الاجاہ اوس سے امتحانا کہے پانی مین رطوبت نہ رہے بحر مواج شبنم ہے دوران سر مغز آسمان جاے سبز ہر صحرا اوکی تپ نپائے چوتھا قدح زرین آب ہے کہ وہ سب سے نایاب ہے اگر تشنگی جمشید مین ڈالو گے برف سے زیادہ سرد ہوگا جب نکالوگے تمام لشکر اوسکے پینے کو سیم ہوگا سب سیراب ہونگے اوسمین سے ایک قطرہ نہ کم ہوگا سکندر کو سنکے سکتا سا ہوا ارسطو کے ہوش پران ہوے پادشاہ اور وزیر حیران ہوے سکندر کو انتظار کی تاب نہ آئی چند معتمد بھیجے کہ جلد لاؤ جسدم یہ لوگ کید کی صحبت مین پہونچے اوسنے بعد مہمان نوازی اوس پری خصال کو مع اسباب و زر و مال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشیر دانا کو اور طبیب پر تمکین کو باقدح زرین بھیجا اسکندر نے اوس لعبت چین کو اور قدح زرین کو سراپردۂ خاص مین اختصاص بخشا طبیب و مرد ادیب کو امتحانا دربرد طلب کیا فی الحقیقت دم تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف حظ زندگانی نظر آیا شبکو اوس آغنچہ جانے عقد کیا تاب دیکھنے کی نہ لایا غش آیا پھر اوس جام کو بھر کے حیرت سے نگاہ کرکے نظم

ہم از دست خود رو رطل گران ‌ ‌ پران حسن بیا نظارہ کنان

لبسان نزہ بر گل ارغوان ‌ ‌ ز دیدار شد دیدہا ناتوان

پھر کید ہندی بڑے حشم و جاہ سے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک
اور مال سب وسپر بحال رکھا اور سکی مزید آبرو کا خیال رکھا **قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی**
پھر وہانسے مع فوج دریا موج قنوج کیطرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدبدبہ سطوت کمال
لکھا فورًا فور نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کر کے آپ دلیر ہوئے زیست سے
سیر ہوے کید سی ہند کیدی تھا پلیدی نفس سے دب کے آپ سے ملگیا نظم

منم فور از نژاد رستم نژاد	دہم رومیان را بیکدم بباد
بگیتی ہمین تخم زشتی مکار	بترس از گزند بد روزگار

اس جواب سے سکندر آشفتہ خاطر ہوکے باوجود فوج کثیر جم غفیر اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب
لیکے چلا ادہر سے فور ساٹھ ہزار ہندی بانک پٹے برچھے کا اُستاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی مردم در
سونڈ مین پٹا میسوٹا گگر ارہ دہا سر پر غرور آسمان فرسا فیلبان سامنے سے نظر نہ آتا ایکر نکلا سکندر کے
لوگ ہاتھیونکو دیکھکے خوف کھانے لگے بزدلے تھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیونکا چارہ پوچھا
بعد تامل اوسنے کہا ایک سوار اور گھوڑا لوہے کا تیار ہو جون دونوکا خالی رہے اوسمین ال ور بارود
بھر دو پھر گھوڑا اور سوار عجلے پر رکھا ایک پیادہ حتاب لیکے ساتھ ہوا اور پیادے کے بدن پر دوا ملی
تا حرارت ضرر نکرے گرمی اثر نکرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیتہ دم کے پاس لگا دینا
بارود کو آگ جو پہونچی وہ لے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی وحشت ہوان تھا لشکر پر غبار ہوا سکندر
نے اس ترکیب کو پسند کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی لوہا رجا بجا سے طلب ہوے
تیاری ہونے لگی جسدم ایک ہزار گھوڑا اور سوار تیار رہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھید سے
آگاہ نتھے ہاتھیونکو پیلکے دفعتہً عرابون پر آگرے ہاتھیون نے گھوڑونکو سونڈ مین لپیٹا ادہر سے
لوگون نے آگ دی حدت سے جلگئے کتنے شور سے ٹلگئے اپنی فوج پر جھلا کے پھر سے جب ادس سے
رومی و ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی فور نے و فور جرات سے فوج پراگندہ کو
جمع کیا ہاتھی تو نہ آئے پیادہ و سوار پھر لڑنے لگے تا شام قیامت کا قیام رہا سا لیا لے ورا ز جنگ کا جو کا
نام رہا جسدم رخ روز پر تیرگی چھائی رات کی کیفیت نظر آئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام گئے

دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت اور جرأت کی دہوم روم مین سنتے تھے اور میرا حال بھی تجکو معلوم ہے ہمت نہین چاہتی کہ ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے رہین اور ہزارہا بندۂ خدا کا ہمارے واسطے خون ہو لازم ہے کہ دونون لشکر تماشائی ہون ہم تم طالع آزمائی کرین باہم لڑین جسکو پروردگار فتح و نصرت دے وہی ملک و مال لے سلطنت کرے نور نے جواب دیا جوارشاد ہوا میرا عین مطلب یہی تھا الغرض

دو خنجر گرفتند ہر دو بکف	دلیران نظارہ کنان از دو صف

اسکے فور نے تیغ ہندی چمکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے نپایا تھا کہ بجلی کیطرح تڑپ کر سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلا وار کیا خود کو کاٹکے سر گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک بکشادہ پیشانی اوتر آئی دو ٹکڑے ہوگئے ہندیونکے بخت سو گئے فور کے بعد نامداران فوج اوسکے لڑائی کے آمادہ ہوے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بیجا ہے بغیر رئیس کوئی لڑا ہے آخر کار وہ دست بستہ حاضر ہوے قلعے مین لیگئے خزانے اور دفینے سے آگاہ کیا سکندر نے کسی فور کے وارث کو بادشاہ کیا وہ چھینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پھر وہانسے خانہ کعبہ کا سرانجام کیا سکندر نے سنا تھا کہ ابراہیم خلیل نے خانہ رب جلیل بنایا ہے اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہے لامکان ہر مگر وہ جگہ پرستشگاہ ساکنان جہان ہے قنوج سے کوچ کرکے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت نصر افلیت نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اوسنے استقبال کیا تھا اوسکو مالا مال کیا پھر آل اسمٰعیل نے خذاعہ کے خدع سے فریاد کی طالب امداد کی کہ یمن ہمارا اوس نابکار نے بزور و تعدی ہمسے چھین لیا ہمکو وہانسے نکال دیا سکندر نے کچھ جرار اور جانباز حجاز کو بھیجے خذاعہ کی جان گئی ریاست ظالم رسیدونکو ملی پھر سکندر نے جدے سے ہوکے مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس کے ملک مین ایک عورت بے نظیر صاحب تدبیر تھی قیدافہ نام سکندر نامہ بر بنکے وہان گیا دم تقریر پہچانا کہا اے پسر فیلقوس خوب ہاتھ آیا اب زندہ جانا تیرا محال ہے سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگواکے انکی شبیہ سامنے رکھدی

بیاورد بنہاد پیش حریر	نوشتہ بر و صورت دلپذیر
بدندان سکندر بخائید لب	بر و تیرہ شد روز چون تیرہ شب

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جھکایا اور سامان اپنی اولاد کیواسطے چاہی سکندر وعدہ کرکے

رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا وہان کے حاکم کو پہلے یہ لکہتا نظم

مرا باشما نیست آہنگ بزم	بدل آشتی دارم ورای بزم
نخواہم کہ جائی بود در جہان	کہ دیدار آن باشد از من نہان

اسیطرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اوسکو مارا جسنے اطاعت کے وہ اچہا رہا

جانا سکندر کا ظلمات مین بخواہش آب حیات رہبری خضر علیہ السلام کی نایافتہ پہر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی ایکی کسینے خبر دی کہ اس پہاڑ کے اوسطرف اندہیرا ہے اوسمین چشمہ آب حیات ہے جسنے اوسکا پانی پیا موت سے امان پائی زندگانی جاوید ہاتہ آئی وہانکا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سا راہبر ہوا مگر چشمے پر نگذر ہوا وہانسے ناکام جب پہر ایک شہر مین پہونچا خاقت وہانکی مہمان نواز مسافر دوست تہی اونسے پوچہا کوئی چیز عجیب و غریب بہی تمہاری بستی مین ہے اون لوگونے کہا درخت کا جوڑا ہے ایک نر ایک مادہ ہے جو کوئی اونسے دنکو سوال کرتا ہے تو نر قیل و قال کرتا ہے جو رات ہوئی تو مادہ سرگرم حکایات ہوئی یہانتک کہ آئندہ کی خبر دیتے ہین جو کچہ ہونے والا ہے لوگ اونسے پوچہ لیتے ہین یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعتہً بآواز درخت نے کہا کہ اے سکندر تمام عالم مین پہر کے یہان تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کر کے اپنی قضا کا زمانہ پوچہا جواب ملا کہ بہر حال چار سال در دشت غربت مین وطن سے دور غریب رہنے سے مجبور یہ کلمہ سنکے بر جناح استعجال وہ با اقبال وطن کیطرف روانہ ہوا اسکے بعد قصہ بے سند یعنے بنائے سد نظر ثریا الکلام خدا کے خلاف تہا فقیر کے نزدیک جہوٹ ماننا تہا نہ لکہا کہ ذو القرنین اکبر تہا یا یہ رومی سکندر تہا ماحصل کلام یہ کہ جب تین برس گذر گئے وہ لوگ جو تسلسل کیا ان سے جانفشان اور مدت سے سرگردان تہے سبکو ملک بانٹا لیاقت اور حصلے کے مطابق اور تقسیم شدید و ایمان غلیظ و موکد اقرار لیا کہ کوئی آپسمین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا طور نکرے بلکہ ممد و معاون رہے وہی فرقہ طوائف الملوک مشہور ہے کتب معتبر مین مسطور ہے کہ جب ملک تقسیم کر چکا صحت نے منہ پہیرا مرض الموت نے گہیرا کوچ کا زمانہ اس جہانسے قریب ہوا در خزانہ کہولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پہر وصیت کی کہ اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بہی اس عرصے مین آ پہونچا دیکہا کہ وہ چل بسے چالیس دن ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا روپیلے پوشیدہ تہ خاک کیا

نمانی ہمی در سرای سپنج | چہ نازی بتاج و چہ نازی بگنج | نہفتند صندوق و رانجاک | ندارد جہان از کسے ترس و باک

صدی و شش ہوش باد شد زان گذشت | نگر تا چہ دارد زگیتی بہ مشت

مذکور ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابل مین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اردوانکا مانگ لینا

جن شاہزادونکی نوبت شاہی بدولت سکندر رائی اونکو اسکانیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دو سو برس انکی حکومت رہی

بدین گونہ بگذشت سالی دویست | تو گفتی کہ اندر جہان شاہ نیست | نکردند یاد این از ایشان زمین | بر آسود یکچند روی زمین

تواریخون مین بجز نام اور تفصیل تمام نہین دیکھی اور فردوسی نے بھی یہی لکھا ہے | از ایشان بجز نام نشنیدہ ام

نہ در نامۂ خسروان دیدہ ام | اور زوال انکا ساسان جو نسل دارا سے تھا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی
یہ ہے کہ جب دارا سرہنگونکی کورنگی سے مارا گیا ساسان نام جو اوسکا بیٹا تھا وہ بھاگ کے ہند مین
آیا وہانسے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکھ لیا وہان فلک کے سانگ دیکھیے بابک نام
ایک نامدار با وقار تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک جوان ذی شان ہاتھی پر سوار ہے گرد اوسکے سوار و
پیادہ کی قطار ہے اور سب کہتے ہین کہ اے خوشخو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچھا وہ بولے
ساسان آردشیر صاحب شمشیر دوسری رات کو پھر وہ فیل کوہ پیکر اور وہ جوان مد نظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک
بلند ہے وہ کہ رہا ہے اسکو پوچھو کہ مذہب و ملت ہمارے باپ دادا کی روشن ہو خلقت اوسکا فرمان بجا لاتی ہے
آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہے بابک نے اوسدن بھی نام اور مسکن اور مقام پوچھا وہ بولے کابل مین
فلانے چوپان کا ملازم یہ جوان ہے دم سحر بابک اوٹھا اوس گڈریے کو مع چرانے والے کے بلایا جسدم وہ برد
آیا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دو بار دیکھا تھا اکیلا لیجا کے اوس سے نام اور وطن کا مقام
اور باپ دادے کا حال پوچھا ساسان ہراسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمین کھائین کہ بخوف و خطر یہ مقدمہ
اظہار کرین تجسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوسوقت اوسنے کہا ساسان آردشیر اور میرا باپ مثل خورشید
آشکارا تھا نام دارا تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکھ لیا کچھ دنونکے بعد اپنی بیٹی
کا عقد ساسان سے کیا وہ باردار ہوئی اوسی سال بخت لائی فرزند پری پیکر پیدا ہوا صورت مین مہر درخشان
چہرے پر فر و شوکت کیان نام اوسکا آردشیر بابکان مشہور ہوا جب جوان ہوا علم و ہنر سبکے بہرہ ور ہوا قابل

ریاست شایان حکومت وہ پرشوکت کہا فردوسی

جہان شہر مند کو بیدار و تخت	تو گفتی از و بر فروزد سپہر

اون روز دن رکا بادشاہ اردوان تھا اوسنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہے اوسنے
بابک کو نامہ لکھا کہ میرے پاس اوسکو بھیجدے تعلیم و تربیت پائیگا آوارگی سے کیا ہاتھ آئیگا مجبور بابک کو کچھ بن نہ آیا جواب لکھا
کہ آردشیر بابکان کو بھیجدیا

توآن کن کہ از تخم شاہان سزد	میادا کہ بادی بروبر وزد

اردوان اوس نوجوان کو
دیکھکے بہت شاد ہوا فرزندونکی روش پرورش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ساتھ یہ بھی سیر شکار
کو جاتا باہم چوگان بازی شکار افگنی تیراندازی ہوتی ایک روز اسمین تکرار ہوئی بہت طول ہوا اردوان
وہ حکایت سنکے ملول ہوا بلکہ اتنا برہم ہوا کہ اسکا رتبہ کم ہوا آردشیر بابکان غمگین ہر آن رہتا تھا غیر جنسو نسے
حال کہتا تھا قضاے کار اردوان کی کنیز با تمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی
بڑا اعتبار رکھتا جز و کل پر اختیار رکھتا وہ اسیر عاشق زار تھی ایکدن رات کو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی
حرکات ہوئی اوسنے کہا اب یہ مقدمہ چھپا نرہیگا کھل گیا تو ہمارا تمہارا لہو بہے گا مصلحت یہ ہے فرار ہو
کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بروز معین وہ زن مردانہ کچھ جواہر کچھ خزانہ اور دو گھوڑے جو ہوا سے جلد
روانہ ہون لائی آدھی رات تھی جو وہ قول کی پوری نے نکلی پہر دن چڑھے ایک چشمے پر پہونچے کسل
راہ سے دونونکے حال تباہ تھے اوترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا غیب سے پیدا ہوے انسے کہا فوج
تمہاری تلاش مین آتی ہے یہان نہ ٹھرو سیدھے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو آزماؤ یہ دونون سنبھلکے
باقدم تیز گرم خیز ہوے اردوانکو یہ حال جو معلوم ہوا فورًا تھوڑے پہلوان بہت زبردست جوان
گرفتاریکو روانہ کیے یہ تو وہان سے چل نکلے کچھ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہونچے خستہ و خراب
دوا دوش سے گھوڑے ہلاک سوار بیتاب تھے انکا حال پوچھا لوگون نے کہا دم سحر دو گھوڑے
رشک صرصر اور دو سوار آندہی سے تیز گرم خیز تھے بجلی کیطرح چمک کر نکل گئے اونکا ہاتھ آنا بہت
محال ہے اگر یہ عزم ہو تو فاسد خیال ہے وہ تو تھک چکے تھے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دنکو تمام کیا
صبحکو جیسے آئے تھے ویسے ناکام اردوان کے پاس گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچھا
اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان ہوگا تیرا نشان اور نام مٹائیگا پھر اس شہر مین آئیگا

بہ کثرت اندوہ سے بیمار ہو پہلوانونکو پارس بھیجا کہ پکڑ لائین اور بابکان گلنار کو لیکے اصطخر پارس مین وارد ہوا وہانکے حاکم نے اوسی شبکو خواب مین دیکھا تھا کہ اردشیر بابکان نسل کیان سے یہان آیا ہے حاکم ایران ہوگا سلطان ہوگا یہ جو چونکہ بڑی تلاش سے اوسکو بجستجو کرکے آردشیر کو اپنے گھر مین لایا رؤسائے شہر اور رعیت کو بلایا خواب سنایا اونکو دکھایا وہ سب دست بستہ مطیع ہوے مع گھر بار جانفشانی اور سر دینے کو تیار ہوے

قصہ آردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی اوسکی گرفتاری و قتل پھر حاکم ہونا سرزمین ایران کا

جسدم آردشیر بابکان بشوکت و شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم مدنظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردوانکو شکست دیجیے پھر اور ملکا بندوبست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسنے تباک نام پہلوان تھا اوسکو سپہ سالار کیا اور بہمن جو اوسکا بیٹا تھا اوسکو ہمراہ کرکے روانہ کیا آردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بھیجا تباک سے لکھا کہ ادھر چلا آ وہان سپہ سالاری ہے یہان آنے سے حکومت ساری ہوگی وگرنہ سر میدان دیکھ لینا جو ذلت و خواری ہوگی وہ تو اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سن چکا تھا جسدم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و اقربا یار آشنا ساتھ لیکے آردشیر کی فوج مین چلا آیا بہمن بدحواس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا **فردوسی**

چو شیران جنگی در آویختند
چو جوی روان خون ہمی ریختند

آخرکار بہمن زخمی ہوکے فرار ہوا تمام لشکر آردشیر کا مطیع ہوا اوسنے بقدر لیاقت فراخور حال سبکو زر و مال مرحمت کیا لشکر کثیر جم غفیر لیکے رے مین آیا

اردوان یکی با فراوان گروہ
چہل روز و ہر روز جنگ آورد

بدان سان پرستان جہان تنگ بود

اردوانکی شکست ہوئی بھاگا نامداران فتح نصیب دوڑے زندہ گرفتار کیا آردشیر کے روبرو لائے

گرفتار شد در میان اردوان
بردندش پیش شاہش دوان

بخنجر میانش بدو نیم کرد
دل بدسگالان پر از بیم کرد

اس فتح کے بعد آردشیر بابکان شہنشاہ ایران ہوا تمام ملک قبضے مین آیا کسی نے سر نہ اوٹھایا چھتیس برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اوس جماعت کو ساسانیان لکھا ہے **تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانی ہوئے ہین اور تعین سلطنت کے گھٹنے کا اور دنیا سے جانے کا** آردشیر بابکان کے بعد شاپور اوسکا بیٹا بدستور تخت نشین ہوا تیس برس حکمرانی کی پھر خالی سرائے فانی کی سیر لوچھینے

ایک سال آذر مرد اوسکا خلف سریرآرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر رہا تین برس تین مہینے
کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا انیس برس کمال آسائش تمام حکمران رہا پھر
بہرامیان بن بہرام چار مہینے کارفرما ہوا اوسکے بعد شاپور ذوالاکتاف نے سترہ برس حکومت پر باانصاف
کیا پھر آردشیر نکوکار ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پر دسترس ہوا اسکے بعد شاپور آردشیر
پانچ برس بادشاہی ملک کے پھیر مین رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس نامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا
بیٹا یزدجرد بائیس برس مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد لقمہ دہن گور ہوا بعد پندرہ برس تک
فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے پیچھے قباد دل شاد چالیس برس باعدل و داد تخت نشین ہوکے برباد ہوا
پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم مین عدالت کی بدولت نام ہوا
آجتک شاعر مثال دیتے ہین عاد لوگ پہلے اوسی کا نام لیتے ہین انصاف و عدل کا اوسپر اختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے
ایک سال بہرحال آردشیر کارفرما ہوا پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا دو دن یکو تمام کیا الغرض
زبردست باہم زور ہوا سو برس بیگانہ سلطنت کی آخرکار درگور ہوا فردوسی نے یہین تک لکھا ہے

بیان سکندر کا تقریر مختلف سے تحریر راویان سلف سے ابتدائے نشو و نما سے انجام تک صبح زیست سے موت کی شام تک

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے مین قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہین

سکندر که آفاق بین دیده است
پے دانش و نیکنامی شتافت

بورزش همه معدلت کار بود
شبش تا سحر پیشه تکرار بود

بہرام ارچہ کوشش نمودی برزم
بدانش همی فخر کردی ببزم

بفرزانگان سیم ولولی وزر
فرومایگان را ندی زور زر

ہنرمند را همچو جان داشتے
زمرہ اتیش برتر افراشتے

اور سکندر کا نام یونانی لغت مین اخشیدروس ہے یعنے فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلاسوف ہے یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہین یعنے محب حکمت اور وہ لوگ جو صراف زر نقد ہنر کے ہین اور جوہری سلک بے بہائے سیر کے ہین کھرا کھوٹا اونکی زبان سے کھلاتا ہے بٹا اونہین کے بیان سے لگ جاتا ہے اونکی ذات سے اخبار کہن کا رواج آجتک ہے زمانے مین چلن ہے تقریر اونکی بیت الضرب سخن کا گھن ہے ماحصل یہ کلام کا ہے

کر سکے اونہین کے نام کا ہے وہ سکندر ذوالقرنین اصغر لکھتے ہین اور ذوالقرنین اکبر صاحب سد بلا رد و کد لکھا ہے جیسا قرآن مجید فرقان حمید مین آیا ہے پروردگار نے فرمایا ہے القصہ بقول آئینہ نگار سلف و ناسخان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذوالقرنین اور رومی یونانی لکھا ہے بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب شہریار کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحۂ روزگار پر مسطور ہے خاص و عام کی زبان پر مذکور ہے اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان شکر گزار ہے عالم مین اشتہار ہے نیستان جنگ و جدال مین پنجۂ شیر پر ہات پھیر کرتا تھا زبردستی زیر کرتا تھا اور عرصۂ قتال مین کار شمشیر کرتا تھا ایک کو دو کرنے مین درنگ نہ دیر کرتا تھا قہر کی نگاہ عدو کے لیے ناوک کا تیر ہوتی تھی نظر کے پھرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تھی ؎

در صد ہزار قرن سپہر پیادہ رو
نارد چو او سوار بمیدان کارزار

لشکر منصور اوسکا مرز بوم روم سے ختا و ختن تک اور ہند سے تا سند کا شکن دشمن کار رہا وہی کیا جو زبان سے کہا مالک بساط بسیط ہوا کرۂ عالم پر محیط ہوا حسب و نسب مین بھی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف دارا ے اکبر لکھا ہے جیسا تحریر ہو چکا ہے بعضو نکا قول ہے کہ بادشاہ اسکندریہ دارا تھا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی مدت کے بعد بسبب ورود قصور مخدرۂ قیصر کو با وجود حمل روم کیطرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا ملال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکھدیا وہان بکریان چرتی تھین بحکم خالق بیچون و بالہام فرمان روا ے کن فیکون ایک بکری اوس غول سے جدا ہو کے لحظہ لحظہ سکندر کو دودھ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بوڑہی نخیف تھی اوسنے دیکھا میری بکری بار بار جنگل مین جاتی ہے آتی ہے وہ بھی اوسکے پیچھے گئی سکندر تک پہونچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال سرو نو خیز بوستان دولت و اقبال تنہا نظر پڑا الفت جو آئی اوٹھا لائی بآئین شائستہ پرورش کرنے لگی جسدم قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین ذہن رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہان سے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی مان رہتی تھی اوس شہر مین آیا ایکروز بر سر رہگذر سکندر کی ماں کی نظر اسپر پڑی بمجرد نگاہ فراست شاہانہ کی راہ سے اور بجوش مہر مادری سے آگاہ ہوئی کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکو صحرا مین چھوڑا تھا بھیڑ کا سے منہ موڑا تھا

فرط الفت سے طلب کیا حال جو دریافت کیا خیال سچا نکلا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گذشتہ
بیٹے کی باپکو سنائی قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل ابہت و فرزانگی سکندر کے رخ انور سے
مہر کے مانند درخشان اور اختر رفعت طلعت زیبا طالع سلطنت نما سے تابان دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی و
بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی اور نیر اقبال و دولت کی چمک دمک شمع طور سے
زیادہ دور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا لاولدی کا غم فراموش ہوا دھوم سے جلسہ
طرب و سرور کیا فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنونکے بعد قائم مقام اور ولیعہد بصد احترام
کیا رطب و یابس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے زیب و زینت پائی
فیلقوس نے بتاکید اکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم مجمع خدم عامہ رعایا کافہ برایا اطاعت و فرمانبرداری
سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف مانین جب سب کچھ کہہ چکا اور اوسی آن بخت
سعادت نشانکو بسان موم لائق نقش نصیحت پایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی مین
اور رسوم ایالت و جہانبانی مین پیروی خصال برگزیدہ آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت
پروری مین بسان شاہان گذشتہ قدم دہرنا کہ خبر نیک اور آثار فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہونچے
اور بنیاد سلطنت تا گاو ثرا پہونچے اور معاملات شرع مبین مین اور رفعت اعلام ملت و دین مین کد و جہد
رکھنا اور مشہور ہے کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جرار یعنے پیادہ و سوار ناممکن ہے پس
لازم ہے کہ نظر عنایت و الطاف ارباب سلاح کے حال پر بہت ہونا مقدور اضعاف کرنا کہ زبان انکی تیغ
و خنجر کی بیان کرنیوالی آیت فتح و ظفر ہے اور نوک انکی سنان جانستان کی اور پیکان انکے تیر آبدار کی
ہنگامہ کارزار دم گیر و دار سینۂ عدو مین شرر افشان بسان آتش سقر ہے اور حرمت صاحب قلم کی
واجب سمجھنا کہ نوک خامۂ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر و روزنامچہ ضبط و انتظام ہے اور فہرست جمعیت خاص و عام
ہے اور عزت و توقیر علماے صاحب فضل و کمال کی دلیل قوی ہے ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و
اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی مین شرائط عبادت کسب ریاضت سے غافل نہین رہتے
ہین ضرور ہے اسواسطے کہ اثر انفاس کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہے جو مس کو زر کرتا ہے

سوکھی ٹہنی کو پر برگ و ثمر کرتا ہے بارگاہ کبریا مین انکو رسوخ ہے صفائے قلب سے ماضی و مستقبل کا حال نظر آتا ہے تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہو جاتا ہے اور صیقل عدل و انصاف سے آئینۂ جمال رعیت بہر حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفع حاجت و اجرائے امور سیاست اور حرج کار ریاست مین فقیر و غنی شریف و دنی مقیم ہو یا گذری ہو زمرۂ رعیت سے ہو یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا نزدیک ہو ہند ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو مساوات کو کار فرما ہونا نہ کہ انپر جبر ہو اور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کیواسطے آدمی کار دیدہ تجربہ رسیدہ عالیخاندان والا دودمان مقرر کرنا اگر ٹکسال باہر ہوگا کارپردازی سے نا ماہر ہوگا پست ہمتی کا لت اصلی سے روپے کے لالچ مین اپنا رو سیاہ کریگا ملک کو تباہ کریگا رعایا پر رعب نہوگا دلمین ذلیل جانینگے سرتابی کرنے لگینگے حکم نمانینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑہانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا نگہبانی کو اپنی ذات کی خبرداری کو قلعے اور مکانات کی جنگجویان جرار یلان خنجر گزار معین کرنا کہ دم کار یار رزم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین کڑی مین نرم ٹہرتا نہین برے وقت مین اصل رفاقت کا دم بھرتا نہین اور مقدمۂ اخبار کہ سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہے بہت معتمد امانت دار دیانت شعار کو دینا جو کوئی خبر کسیکا حال پوشیدہ اور اخفا نرکھے بہاٹ کیطرح ٹہاٹ بدلکے پرچہ نہ بھیجے اور مملکت کی راہونکو چور ٹہگ قزاق راہزن سے پاک کرنا اس کام پر مقرر مرد چالاک سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر ایذا نپائین سونا اچھالتے چاندنی رات مین اپنے گھر جائین مستحق محروم نہونے پائے داد خواہونکا ہجوم نہونے پائے زیردست کو زبردست سے گزند نہ پہونچے عرش تک نالۂ دردمند نہ پہونچے غریب باجب و بیداد از حد کرتے ہین اسپر بھی جو کوئی نہین سنتا تو تھکلے دعائے بد کرتے ہین اور فرصت کا وقت غنیمت جانکے بیکار نکھونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ پھر نہین آتا ہے افسوس رہجاتا ہے بیت

سدا دور دوران دکھاتا نہین	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

خود غرض اگر دربار مین بار پائیگا فتنۂ خوابیدہ کو جگائیگا ظلم و جور سے کسی کا مال نہ لینا مظلوم کا دبال نلینا اور محتاج غریب جو روزی کی تلاش مین جو بنات النعش کیطرح پریشان غریب دیار ہوگئے ہون اونکو

عقد ثریا کی صورت جمع کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہے رعیت کا اوجاڑنا نشان بدعت
علامت بربادی ہے کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہے فقیر نے انہین چند فقرون پر ختم کیا کہ
تقریر کا طول دیکھنے اور سننے والیکو ملول کرتا ہے عقلمند کو نکتہ کافی ہے جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہے
یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہے وہ مختصر مین طول کا مطلب حصول کرتا ہے اور شمس الدین محمد بن محمود
شہروزی نے لکھا ہے کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہے چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف کی اوسمین جہان
بیان حکما تواریخ فضلاے وہان لکھا ہے کہ فلوس نے فیلقوس کو مارا اور سبب یہ ہوا کہ فیلقوس کا ایک امیر
فلوس نام اراکین سلطنت سے تھا وہ حرم محترم خاص یعنے سکندر کی مان پر فریفتہ ہوا یہانتک نوبت
پہونچی کہ خواب و خور سے گذرا شب و روز خیال محال وصال مین اوبھار **رباعی**

کشتست کہ تیغ زبون آید زو	صد گونہ بلا آفت و خون آید زو	گر دوستی کنند کہ جان آساید	گر دشمنی کہ بوے خون آید زو

ہرچند فلوس نے بہیا روپیا زر و جواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا
جب مدما اور افسون اوس نطفہ ردگرگون کا چلا فیلقوس کا مارڈالنا دل مین مصمم کیا وقت کا منتظر ہوا ناگاہ
نیلاطوس ایک بادشاہ تھا بیٹا اوسکا سخت گمراہ تھا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ
بلوقا کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانے مین سکندر کو بھی افوس پر تسخیر مدینہ کیواسطے با فوج کثیر بھیجا جتنی
شیر بیشہ شجاعت تھے شہزادہ باسعادت کے ساتھ چلے گئے فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگامہ
گروہ اشرار جو اوسکے یار تھا یہی اونسے قول و قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے
اوس بے تقصیر کو مجروح کرکے سطح خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہوکے سلطان نیم جان کو اوٹھا لائے
قضارا اسکندر اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ سنکے محل مین بر محل پہونچا دیکھا تو وہ نابکار اوس
عصمت شعار سے دست و گریبان ہے سکندر تدبیر سوچنے لگا کہ اوس ملعون کو اس انداز سے زیر و زبون
کیجیے کہ انکار خون نہو وہ دلفگار پکاری اگر تجکو میرے زخمی ہونیکا خیال ہے تو مجکو زیست وبال ہے
میرا قتل منظور کر اس حرامزادیکو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر
آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کے سرہانے آیا اوسکو آفتاب لب بام چراغ

سفری دنیا سے سفر کا کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر ترقی خواہان دولت کو بلایا
بیعت سکندر مین سبکا سر جھکایا پھر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت مین تا دیر گفتگو کی سرای فانی کو چھوڑ کے
مقام جاودانی اہل سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضائے ایام تعزیت بار دگر خاص و عام کو
طلب کیا تخت سے اوتر کے مجمع مین کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہو کے
وہان گہرفشان زبان معجز بیان سے فرمانے لگا کہ ایہا الناس بخوف و ہراس آگاہ ہو کہ بادشاہ تمہارا
مثل شاہان گذشتہ بحکم کل نفس ذائقۃ الموت فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چھوڑ کے راہی
عالم بقا ہوا مجکو تمیز حکومت اور رعیت پروری مین کبھی سے نے ایسا کام کیا نہین مجھے آپنا ممد و معاون ناصح لیوین جانو
جو مین کہتا ہون اوس بات کو مانو میرے کلام کو ورثمین مجکو صادق بالیقین سمجھو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ
جو بہتر کار ہو امور دنیا مین پروردگار کا فرمانبردار ہو ضعفا اور مسکینو پر رحم کرے ظلم و جور حکومت سے
تباعین کم کرے رعایا برایا لشکری کے حال سے خبردار ہو تم لوگ شر سے امین ہو کے خیر کے امیدوار ہو
یہ خطبہ طول و طویل ہے راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت مین آغاز سے تا انجام ہے
بیان خوف طوالت کلام ہے حاضران جلسہ نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی بادشاہ عالی مقام سے نہ سنا تھا
سنکے تعجب کیا پھر اس طرح یک زبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر ہمنے سنی اور یہ نصیحت جان و دل سے قبول کی
سعادت دارین حصول کی لیکن تیرے سوا ہم کسی اور کو قابل سلطنت لائق حکومت نہین جانتے یہ کہکے وفور
رغبت سے سبکے سب اوٹھے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت مکرر با پیمان موکد کی اور تاج شہریاری قبائے
کامگاری کو اوسکے بر و سر سے تزئین کامل بخشی سکندر نے بحسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت رعایت کی
پھر ملکو مین نامے لکھے رسول اور نامہ بردار روانہ کیے خلق کو بوحدت و یگانگی خالق دعوت کی بت پرستی کی
ممانعت کی تمام فوجکو جمع کیا سبکا بقدر استعداد وجوہ اضافہ مقرر کر کے بدعت اور ظلم کا مچلکا لیا
انصاف و عدالت کا حکم دیا وضیع و شریف راضی ہوئے غریب نوازی غربا پروری کی چار دانگ عالم مین
دھوم ہوئی فرمانروائی سکندر کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ
طلا فیلقوس ارسال کرتا تھا انکے زمانے مین نہ پہونچے تھے نامہ بر بھیجکے اوسنے طلب کیے سکندر نے جواب دیا

کہ بھیجنے والا بیضہائے طلائی کا صیاد اجل کے دام مین پھنسا اوسکی قضا آئی اور اکثر شاہان زمین یونان کوس لمن الملک بجاتے تھے سر پر غرور پیش سلطان جہان فرمانروائے انس و جان جھکاتے تھے سبکو وعدہ و وعید فقط گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پھر لوائے ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند حیطۂ تسخیر مین لا تا خیر آئی سب پر فتح پائی وہانسے منصور و مظفر مصر مین آیا منارۂ عظیم الشان ہمسر آسمان بحر اعظم کے کنارے پر بنایا ساتوان برس تخت نشینی کا تھا جو اوس بنا سے فراغ پایا وہانسے خیام ذی احتشام ملک شام کو گئے پھر ارمینیہ مین مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے اہل طرس کو نامہ لکھا کہ خبر خروج اوس دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس مین پہونچی لازم ہے کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا سامان اونکا چھینکے دریا مین بہا دو اور سردار قوم کو مطوق اور مسلسل باغل و زنجیر اسیر کر کے یہان بھیجو کہ تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہے رومی حقیر اسمین تاخیر نکرنا و گرنہ تقریر عذر پذیر نہوگی اس عرصے مین سکندر نے وہانسے کوچ کر کے شہر اسطوخودوس کو شرف قدم سے زینت بخشی دارا یہ خبر سنکے جوش مین آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا نامہ آگاہ ہو کہ خالق زمین و آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور تاج و دیہیم بے دغدغۂ شراکت غیر مجھکو عطا کی ہے اور بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہے مینے سنا ہے کہ تو کچھ چور کچھ حرام خور بڑی پریشانی سے جمع کر کے اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہے سر پر باد مین فتور ہوا ہے اوس بھروسے پر دعوی سلطانی تمنائے حکمرانی ہے شور و فساد مملکت مین برپا کیا ہے بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے سے محروم ہین عجب نہین جو دماغ پر خلل مین آج کل یہ ہوا بھری ہو کلاہ پر نخوت عجب بے کج دھری ہو لازم ہے کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے مضمون سے مطلع ہو فورًا اپنے کردار بد سے منفعل اور پشیمان جلد ادھر آیا ہے اوسطرف روان ہو اور اس حرکت کا ڈر ہمارے سطوت و سیاست کا خوف و خطر نکرنا اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور عتاب کے قابل ہین تو اوس زمرے مین نہین ہے یہ تھوڑے تیل نام کے شامل پہونچتے ہین ہمارے لشکر کی کثرت اس سے نظر آئیگی اور گوئے چوگان ہے اس سے کھیلنا طبیعت بہل جائیگی سکندر جو نامے کے مضمون سے مطلع ہوا جلادونکو بلایا نامہ برونکو تہ تیغ بٹھایا مصلحۃً یہ امور تھا قتل کرنا منظور تھا وہ ادبیار کا غل مچانے لگے

بیقرار ہو کے چلانے لگے پکارے کہ اے شہریار خجستہ اطوار یہ نئی رسم جاری نکر نامہ بر کا خون حلال نہین
مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر نے کہا تمہارے آقا نے مجکو جو لکھا ہے اوس گروہ کا عمل مین تمسے
کیا ہے وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے آپکو دیکھا نہین فقط حال سنا ہے ہمنے تیری زیارت کی سلطنت کی
کیفیت ریاست کا ڈھنگ لطف و عنایت کا رنگ دیکھا البتہ ہماری جانبخشی کرتا ہم وہان جا کے تیرے حال سے
آگاہ کرین کو وفر حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر نے کہا تمہاری منت و زاری ذلت و خواری کی مانع ہوئی
قید سے رہا کیا نوازش شاہانہ سے انعام بے انتہا دیا پھر دبیر مسلسل تحریر طلب کیا نامے کا جواب لکھوایا
یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکو لکھا ہے جو مدعی اوسکا ہے کہ مین بادشاہون کا بادشاہ ہون خیمے بے ستون گردون کی
پناہ ہون ہر دم انا ربکم الاعلی کا دم بھرتا ہے بخیلے مین یہ ہے کہ مجسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہے باوجودے کہ
کھاتا پیتا ہے جاگتا سوتا ہے ایسا ہی خدا ہوتا ہے جب عبد کو معبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو ضعیف
بندے سے مغلوب کرتا ہے یقین جانے کہ جاہ و حشمت ملک و مال دولت پر زوال آیا اب تجسے عزم جنگ مصمم ہوا
تیرے ملک مین آتا ہون دیکھتا جو خرابی لاتا ہون اور اشیائے مرسلہ مین فال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے
امیدوار ہون کہ تیرا دعوے خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجپر فروغ ہوا اسواسطے کہ یہ بھی از ظرفہ اتفاقات خدا ہی
ہے تجکو شیطان نے ورغلاتا ہے سراسر تو خطا پر ہے والسلام نامہ تمام ہوا مہر کرکے نامہ برونکو دیا
آپ آذربائیجان کیطرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا لاشون سے صحرا بھر گیا پیچ خالی ہے کشتے بے وارث
وہان سے گیلانین آیا اوسکو تسخیر کیا حاکم کو اسیر کیا دفعتہ ماں کے بیمار ہونیکی خبر ملی ماقدونیا مین پہونچا
بعد صحت اوس صاحب عصمت کے فارس کو چلا دارا بھی فوج ظفر موج اور وہ لشکر جو کثرت مین اختران
چرخ اخضر سے زیادہ تھا لیکے آپہونچا سکندر نے قلب فوج دلاوران زرہ پوش بادہ شجاعت سے مدہوش
جو تھے انسے آراستہ کیا دونون دل سوار و پیدل گھٹا اور بادل کی صورت گھر کے طرفین سے حملہ آور
ہوئے گھوڑونکے سُم کی گرد سے میدان نبرد تیرہ و تار ہوا اندھا دھند معرکہ کارزار ہوا صدائے بوق
نالے کوس اور دم کرنائے غنیم سے کوسون تک اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ کا سامنا ہوا ہر طرف سے غوغ
لرمنیکا جو تلی نزدیک سے سیر ہو لی تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ کی حقیقت دلونپر کھلی دلاوران روم کے کائین

نَصرٌ مِّنَ اللہِ وَ فَتحٌ قَرِیب کی صدا آئی نصرت و ظفر کی سند پائی آتش حرب جو بھڑکی تیغ و گلو مین لاگ لگی خرمن
ہستی مین آگ لگی کہین سر کے انبار تھے کہین دہیریان تھی دھڑ کی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر
بسان ابر مطیر لہو برسانے لگے اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدہ جوہر سے یاقوت کی بوندین
ٹپکانے لگی ؎

نوک ناوک چو عقل در تگ و پوی
از درون دیدہ مردم جوی

اوسوقت سے کہ شاہ یک اسپہ ثابت و سیار محمل لاجوردی مین نجتی فلک پر سوار نظارہ کرتا بحد استوا پہونچا تھا اوس ساعت تک
کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ سر کے تارونکی اوڑھکے سیر دیکھنے کو نکل آیا طرفین سے کسینے منہ نہ پہیرا یا
شعلہ شمشیر کا ہر بار بھڑکتا تھا مرغ روح دام اجل مین مچھلی کیطرح پھڑکتا تھا نعرہ وا نارہا میہ کا آتا تھا اوس
گیر و دار سے پیادہ و سوار کی اِذَا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزَالَہَا کا شور زمین سے آسمان پر جاتا تھا من چلونکی تلوار کی
زبان تفسیر مَسحًا بِالسُّوقِ وَالاَعنَاقِ سناتی تھی لاشونکی کثرت سے جنگل پٹ گیا تھا جنکے قفو ٹوٹے تھے اونکو
تیمم کو مٹی ہاتھ نہ آئی تھی خون کے بخار بر سر افلاک ہو پہنچے اور زخم کے آثار گلو تر کے قدم تک ہو پہنچے ؎

چو پیمائے خون تشنہ شمشیر داغ
جہان شد ز تیغ شب چون چراغ
ز آواز اسپان و گرد سپاہ
ہوا گشت چون روی زنگی سیاہ
فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بماہی نم خون و بر ماہ گرد

آخر کار جب فقاے نامدار دلاوران شجاعت شعار
معرکہ کارزار مین لقمہ دہان اجل برچھی اور تلوار کے پہل کھائے ہو گئے اور نصیب گاشن آرائے گلزار عجم کے جاگتے جاگتے
سو گئے خسروِ ایران یادگار کیان با معدودے چند دشت گریز سے با قدم تیز گرم خیز ہوا جتنا کہ اسباب تجمل و برد دولت کا
سامان و ساز تھا جس پر بھروسا اور ناز تھا اور جسکے باعث غرور ہوا تھا اور جسکے بدولت ہزارونکی جان گئی
برپا فتور ہوا تھا اوس شکست پر خطر خانہ بے سقف و در مین چھوٹا سکندر کے لشکر نے خوب لوٹا اور پردہ نشینان
حجاب عفت و عصمت مبتلائے بلائے بے وارثی ہو کے اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئین فرمانروائے ایران
نے بیت السلطنت مین داخل ہو کے ناظم ہندوستان سے مدد چاہی اوسکی بہی قضا آئی فور ہندی
نے فے الفور کئی ہزار سوار و پیادے پیلتن شیر افگن روانہ کیے اور سکندر بہی اوس سرحد مین
جا پہونچا خلاصہ یہ کہ ہندی ایسا لڑے کہ جنگجو پڑے پہلی جنگ کا بیان اس معرکے سے روبرو
وہی داستان ہو گیا ہنوز اسکا فیصلہ نہونے پایا تھا کہ دارا کی قضا کا زمانہ قریب آیا مقربان درگاہ

سے دوسر ہنگ بے ننگ طبیعت کے شوم خصلت مین یوم بیوفا پر دغا حقوق ولینعمت بھولے قتل پر آمادہ تھے بایں تصور کہ تقرب بارگاہ سکندر اس ذریعے سے میسر ہوگا اوسکے دلمین گمر ہوگا تھے نسمجھے کوتہ اندیش کہ چاہ کن راچاہ درپیش مصرعہ ہے تصور باطل ہے خیال محال ہے اور دارا قبل ہنگامہ عزم مراد ان دونون بے ایمانونکے شامت زدہ نادانونکے مطلع ہوا تھا تنبیہاً کچھ عتاب کیا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلوا کے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قتل پیش سکندر وسیلہ رسوخ کا نہوئیگا تمہاری بہی جان کہوئیگا وہ بادشاہ ذی فہم عالیجاہ ریاست کے قرینونسے خوب آگاہ ہے شاہان نامدار گو باہم تشنہ خون یکدگر ہون سلطنتین زیر و زبر ہون لیکن ناممکن ہے کہ بادشاہ کے قاتل کو جیتا چھوڑین حمیت سے منہ موڑین تمام عمر اوسکا اعتبار نہو قدر حاصل نہو وقار نہو سے

یار مارا ہیچ برنگرفت ہرچہ گفتیم ہیچ درنگرفت

آخر کار وہ غدار اپنے قصد سے باز نہ آئے فرصت پاکے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے برشے زمین گرایا زمین کانپی آسمان تھرایا نفسے چند سینہ پرہوس مین بس باقی تھے کہ سکندر آیا گھوڑے سے کود کے وہ سر جو کل صاحب افسر کس کر و فر سے تھا جسکا جہان مین ہمسر نہ تھا آج خوار پر غبار خاک پر تھا اوسکو اوٹھا کے بر سر زانو رکھا اپنا سر در آغشتہ بخاک کیا اوسکو گرد و غبار سے پاک کیا اور کہا اے شاہنشاہ گیتی پناہ رنج و ملال کو اس دم دلسے دور کر خوشی خیال رب غفور کر کہ فرمانروایان ستودہ آثار شاہان نامدار ہنگام نزول حوادث مبتلا جب ہوتے ہین خاص و عام سے زیادہ صابر ہوتے ہین اور یہ ارشاد کر کہ تجھے باوفا سے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے اسطرح انتقام لون کہ جائے عبرت خاص و عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کو دیکھا ہاتھ اوسکا اپنے سینے پر رکھا اشک کے قطرہ چند نکل کے سکندر کے زانو پر ڈھل پڑے پھر کہا اے ذوالقرنین اسباب شاہی ساز و سامان کشورستانی و جہان پناہی کے مہیا ہو جانے پر مغرور نہو بادہ عجب و نخوت سے مخمور نہو بچشم عبرت غور کر کہ فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار نے مجھسے بادشاہ سے کیا کیا ایک گردشمین تخت سے تختہ تابوت نصیب ہوا کوس رحیل کس تعجیل سے بجایا موت کا زمانہ قریب ہے

عذر روزگار سے دو رنگی لیل و نہار سے غافل ہونا عمر عزیز کو زندگانی سی چیز کو لہو و لعب مین بکار کھونا حوادث جہان تلون آسمان کسی صاحب جاہ جلال کو یا دولت اور مالکو ایک حال پر نہین رکھتا اگر نیرنگی دنیا دیکھنے دون اور رنگ چرخ چنبری گوناگونکے دیکھنے کی ہوس ہے تو غیرت کیواسطے میرا حال اور یہ مآل بس ہے تیری مروت اور فرط محبت سے امید یہ ہے کہ میری مان آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزارون رنج و الم مین جریدہ ہے اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ اور نگہبان سمجھنا میرے ناموس کا پاس اور خیال ہر حال رکھنا اور روشنک جو میری لخت جگر نور بصر بے پدر ہے اوسکو پردہ نشینان سرا پردہ خاص مین اختصاص بنا نظر عنایت پھیر نہ لینا کہ یتیم نازک مزاج اور جی اوسکا تھوڑا ہوتا ہے دل اوسکے سینے مین نہین ہوتا پھوڑا ہوتا ہے اگر سخت کلمہ کسی نے کہا گویا ٹھیس لگی پھوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچھ ارشاد ہوا نیازمند سب بجا لائے گا سر مو فرمان سے سر نہ پھرائے گا اسکے بعد دارا شعر

دم چند تشمر دو ناچیز		بخندہ جہان گفت کو نیز شد

ذو القرنین بے چین ہوکے دارا کا جسم مشک و عنبر سے دھو کے جامہائے گرانبہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کار عمدہ جواہر لگا کے تیار ہوا لاش کو اوسمین رکھا پھر حکم کیا دس دس ہزار مرد نبرد جرار تلوارین کھینچکے پیش و پس راس و چپ چلین اور آپ سرداران فارس کہ سپاہ نامدار عالم فضلائے روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا حزین و غمگین جنازے کے ہمراہ ہوا جسطرح سے شاہان نامدار دفن ہوتے ہین جیسے عزیز کو روتے ہین اوس انداز سے بصد گریہ و بکا دخمے مین لیجاکے خاک کو سونپا اور اوسکے دروازے پر دو دارین کھڑے کرکے دونو بدکردار نکو ذلیل و خوار سر بازار پھراکے سرنگون بر سر دار کیا انصاف کا کار کیا پھر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کرکے بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو مملکت فارس حوالے کی بغیرے ملوک طوائف فرمانبردار ہوئے وہ سلطنت ایران کے مختار رہے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ زبان فارسی سے لغت یونانی مین لکھوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلا دین آتشکدے سرد کیے اوس مذہب کے عالم تمام عالم سے طلب فرد فرد کیے بلا تاخیر سبکو تہ تیغ کیا اسی اثنا مین سکندر کی مان نے نامہ لکھا کہ روقیا کیطرف سے سکندر کو جسنے بقدرت باری دشمنون پر فتح و نصرت پائی مملکت اور دولت اوسکی

مددگار ایسے ہاتھ آئی معلوم ہو کہ اے فرزند ارجمند عجب و تکبر سے پرہیز کرنا و گرنہ یہ صفت تجاوز
آسمان سے زمین پر گرائیگی یہ جو تیری ہوا بندہی ہے برباد جائیگی اور بخل و طمع سے ڈرنا
حد سے حذر کرنا نہین تو یہ حرکت مہلکہ جانگزا مین پھنسائیگی نام و نشان مٹائیگی اور جتنا مال اور
اسباب تجھے نے پایا ہے جو کچھ تیرے ہاتھ آیا ہے ایک سوار تیز رفتار کے ہاتھ میرے پاس جلد بھیجدیے
سکندر نامہ پڑھکے حیران ہوا حکیمونکو جمع کر کے مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کسیکی سمجھ مین نہ آیا
سبنے غوطہ کھایا لیکن دُرِ مطلب غواصی فکر رسا جودت فہم و ذکا سے سکندر نے بہم پہونچایا کاتب
جلد دست کو طلب کر کے جمع و خرچ کا بند قلم بند کیا پھر فرمایا کہ کوئی جفاکش کارآزمودہ سانڈنی
ہاموں نورد جہانگرد پر سوار ہو کے یہ طومار یونان مین مادر غمخوار کے پاس پہونچاوے جتنے فضلا اور حکما
تھے سکندر کے ذہن رسا اور سرعت فہم پر تحسین و آفرین کرنے لگے قریب جیحون شہر وسیع
بوقلمون بنا کیا چار طرف سے سب کام کے لوگ بلا کے اونکو شاد کیا ملک خوب آباد کیا اوس
شہر کا نام مرجالوس تھا اب مرو مشہور ہے ہند سے دور ہے اور ہرات و سمرقند بھی سکندر کی بنا سے ہین
وہانسے فرصت پاکے شہر بساکے ہند مین آیا فور ہندی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے تحریر ہو چکا
ہے بعد فتح جنگ فور براہمہ پاس گیا اونکے علم و فضل کا شہرہ سنا تھا کہ متوکل بخدا ہین دنیا کے
جنجال سے رہا ہین جبکہ دم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی عرضداشت لکھی کہ اگر مال شاہ
سپاہ نکے آنے سے اخذ زر و مال ہے یہ محال ہے ہم فقیر محتاج دنیا کے بکھیڑونسے فارغ بیرنج
ہین نہ پاسبانکی تلاش نہ چور کا ڈر ہے نہ قفل کی حاجت نہ کنجی کی خواہش گھر وہ ہے جسمین سقف ہے
نہ دالان ہے کوٹھری کیسی دیوار ہے نہ در ہے نہ ملک نہ خزانے کے مالک سانپ کیطرح سر برہنہ
ہین بال پہنتے ہین گھاس کھاتے ہین جسکو اوڑھتے ہین اوسکو بچھاتے ہین ٹیلا مین پاتے ہین
اگر مباحثۂ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہے تو یہ انبوہ اور شان و شکوہ بیکار ہے سکندر نے نامہ
جو پڑھا فوج و لشکر سامان سب وہین چھوڑا دو چار حکیم ندیم ساتھ لیکے آگے بڑھا جب اونکے پاس پہونچا
عجب حال دیکھا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار تھے واقعی حاجب و پاسبان بیکار تھے ملاقات کے بعد

بہت سے مباحثے اور مناظرے ہوگئے ہے علم کے قوانین مسئلہ حکمی کے آئین دریافت
کیے ذوالقرنین نے اونکی صحبت سے بڑا لطف اوٹھایا علم و حکمت مین کسب و ریاضت مین اکمل پایا
اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا جو انکی خواہش ہووہ دو اونھون نے التماس کیا بے موت
زندگانی بقائے جاودانی چاہیے سکندر نے کہا یہ امر مقدور بشر سے باہر ہے جو شخص اپنے نفس
نفیس پر اکیدم کی کمی و بیشی گھٹا بڑھا نہ سکے وہ عمر ابدی بقائے سرمدی دوسرے کو کسطرح سے دے
برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہے کہ زیست سے مرگ شامل ہے اور ہر کمال کو زوال
مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہے پھر کسواسطے قتل بندہائے خدا اور شہرونکا ویران خراب کرنا جمع کرنا
کنجیان گنج اور مالکی جمع پر کھپنا مال کی اون چیزونکی تلاش کرکے مشقت سے جوڑنا بحسرت چھٹنے
سررشتہ توڑنا ہوا ایکدن ناکام چھوڑنا ہو ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مین پروردگار کی طرف سے
انہین کامون پر مامور ہون اس سے معذور ہون نہین تو اس تھلکے مین ہاتھ نہ ڈالتا در دانے سے
قدم باہر نہ نکالتا یہ خوب جانتا ہون جسطرح آیا ہون اوسیطرح جانا ہے معاملات جہان بے ثبات
سیر خرابات نظارہ طلسمخانہ ہے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر مین آیا بعضی تواریخ مین لکھا ہے
کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان مین صدا آئی کہ بلاد ہند مین کید نام حاکم
ذی احتشام ہے مملکت اوسکی آباد ہے فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد ہے خداوند انصاف
صاحب عدل و حکمت ہے عجب اوسکی سلطنت ہے تین سے مرحلے منزل زندگانی کے قطع ہوے ابتک
لطف جوانی ہے ہوش حواس بھوک پیاس بدستور ہے ہند مین بمثل لاثانی ہے ہمت مردانہ طبیعت
جوانانہ مشیر و ندیم ہر ایک عاقل و دانا ہے سکندر نے نامہ لکھا کہ اسکو دیکھتے ہی جس حال مین ہو فورا
برجناح استعجال بے قیل و قال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ مین حاضر ہو نہین تو شعلہ قہر سلطانی سے
وہ دیکھے گا جو فور ہندی کو نظر آیا قاصد صبا دم تیز قدم شہریار کشور ہند کے پاس پہونچا نامے کی
تعظیم و تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی شرط مہمان نوازی بجالایا جواب بعنوان شائستہ لکھوایا
کہ بمجرد ورود فرمان واجب الاذعان چاہا تھا کہ سرکو قدم بناکے در دولت ابدمدت پر آکے شرف ملازمت

حاصل کردن لیکن اے شاہنشاہ ضعف پیری سد راہ ہے خدا شاہد ہے سن کا طول گواہ ہے ضعف و نقاہت کا سلسلہ پاؤن مین بدتر از زنجیر ہے زندان مین بڑھاپے کے سبب بے تقصیر اسیر ہے لیکن اس طول مدت مین چار چیزین با ربع عناصر کی صورت بہم پہونچی ہین چار دانگ عالم مین وہ کسیکے پاس ہونگی حواس خمسہ بشر اونکے دیکھنے سے بجا نہین رہتے ہین ساکنان شش جہت نایاب سمجھتے ہین ہفت اقلیم کے بادشاہ خزانہ خیال مین ایسی دولت لازوال یہ مال نہ رکھتے ہونگے ایک تو عورت ایسی صاحب جمال ہے کہ حور جنا نہین اور پری پرستان مین اوسکے چہرہ درخشان کی ضیا سے روپوش ہے نادم ہے خجل ہے اور رفتار گفتار نزاکت رفتار سے کبک پہاڑون مین سر ٹکراتے ہین عندلیب ہزار دستان بند ہوجاتے ہین سرو لب جو پا در گل ہے شیرین بیانکی نہ بات پوچھیے قند کے دانت کھٹے ہوتے ہین عجیب غریب عورت ہے سیرت سے خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی قدرت ہے دوسرا فیلسوف ہے تیسرا طبیب ہے چوتھا پیالہ ہے ایک سے ایک چیز بہتر ہے اعلے ہے اگر وہ ظرف پر آب ہو تو ایک قطرہ اوسکا کم ہو اور عالم سیراب ہو امیدوار ہون کہ یہ پیشکش بلا زبان وہ الا کو قبول ہو اور میری عمر جاتی ہے سلطان عالیشان کی طبیعت نہ ملول ہو سکندر کو یہ خبر اسکے نہایت اشتیاق ہوا فوراً طلب کیا اور برائے امتحان آیا پہلے فیلسوف کے پاس ایک پیالہ تیل سے بھر کے بھیجا اوسنے ہزار سوزن اوس قدح پر روغن مین ڈالکے واپس کیا سکندر نے سوزنکو گلا کے گردہ بنائے پھر بھیجا مرد بالطبع نے اوسکا آئینہ درست کرکے دکھایا ذوالقرنین نے سلطنت پانی سے بھر آئینہ جو اوسمین چھوڑا وہ بیٹھ گیا پھر اوسکو دکھایا مرد صناع نے اوسکے پیالے بنائے وہ پانی پر تیرنے لگے پھر سکندر نے اوسمین خاک بھر کے اوسکے پاس بھیجدی حکیم نے دیکھکے اپنا گریبان چاک کیا بہت بد حواس ہوا سکندر نے حکما اور فضلا ارکان دولت اعلیان مملکت کو جمع کیا پھر اوس حکیم ہندی کو بلا کے فرمایا جسدم وہ آیا طویل القامة لحیم شحیم پایا سکندر نے قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس کیب مین حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہے فیلسوف سمجھ گیا کلمہ کی انگلی پھیر کے گرد پھر اپنے ناک پر رکھی سکندر نے پہلے اس حرکت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ تمیز جو بادشاہ کے دلمین آیا تھا اوسکا یہ جواب ہے جسطرح ناک بشر کے چہرے کی زینت ہے اور یکتا ہے اوسیطرح مجھسے سرزمین ہند کی وقعت ہے دوسرا نا پیدا ہے پھر سکندر نے فرمایا پر روغن پیالے مین سوزنکا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مطلب شاہ اوس سے یہ تھا کیون علم و حکمت سے مملو ہون اب گنجائش نہین خادم نے جواب یا ہزار رکھنے کی جگہ باقی ہے گرفتہ [illegible]

میرے ذہن مین یہ آیا کہ قلب اوسکا مثل شاہ پرتمکین سنگین ہے قابل پرورش وسائل حکمی نہین ہے مین نے آئینہ بنایا کہ ترکیب کو بہت
دخل ہے جب لوہیکو صفا اور جلا حاصل ہونہ کہ دل ہوا اور آئینے کے پانی مین بیٹھنے سے یہ معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہے
مدت قلیل مین علم کثیر تحصیل نہین ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا کہ جسطرح تہ کی مٹی جذیر تی ہے پانی پر پھرتی ہے آدمی اندازے
کم فرصتی مین بجد کہ اکتساب فضل و کمال بہر حال ہو سکتا ہے پھر جب وہ مملو از خاک ہوا اوسکا جواب بجز یہ کچھ و ممات نہین
ہے کہ اوسمین خلاصہ سلطانؑ مان یہ تھا کہ فنا ممکنات کی واجبات سے ہے اور بقا مخلوقات کی ممتنعات سے ہے یہ سب قطرہ پاک ہوگا
ہر شخص زیر خاک ہوگا سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہے جو تو نے کہا مین نے اپنا مطلب پایا تیری صحبت فائدے سے خالی نہین
بڑا لطف اوٹھایا پھر خلعتہائے گرانمایہ حکیم کو اور ندیم کو سرفراز کیا ممتاز کیا امتحان مین کامل پایا کید ہندی راست گو
نظر آیا اور مسعودی نے لکھا ہے کہ مملکت ہند تک وہ ندیم ساتھ رہا پھر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ وہ معالجے اوسنے
کیے کہ زبان و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہے اور تاریخ حکما مین یہ لکھا ہے کہ بعد فتح ہندوستان ذوالقرنین چین مین آیا
سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر رکھی سر جھکایا برسم تحفہ ہزار من طلائے احمر ہزار قطعہ سفید حریر کے پانچ ہزار جامہ
دیبائے بے نظیر کے اور سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر بے مثل سے کہ دیکھنے والونکی آنکھ مین چکا چوند آتی تھی بجلی سی
کوندھ جاتی تھی اور سو گھوڑے بے عیب سبکدوش نسیم صرصر سے تیز رو چینی کے زین زرین مغرق بجواہر ثمین سو تودہ
عنبر سارا مشک اذفر و سے رطل عجب بیلے دو دو سو ہزار مثقال مشک اور چینی کے ظروف با نقشہائے عجیب و صورتہائے
غریب جسپر سے نظر نہ اوٹھنے پائے خیال نظارہ مین پھسل پڑے اور سمور و قاقم بہت سا سکندر کے حضور مین گذرانا ملک اوسکا
بحال رہا بدستور زر و مال رہا تختہ زمین مشرق تا حد و چین زیر نگین ہوا خراج حسب لیاقت بسسے مقرر کیا اور
تاریخ معجم مین یہ مرقوم ہے کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شاہزادہ مجرم اور بیگناہ سکو
قید کرکے ارسطو کو نامہ لکھا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس و ایران عموماً اور خصوصاً از در تدبیر
اور حسن تدبیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفاقت فلک دوار یار تھے اہل صلاح و تقوی
کو صراط مستقیم جادۂ قدیم پر ترغیب دی اور ارباب جہل و شر کی مصائب پے تحریص کرکے تخریب کی
اور قانون رعیت نوازی مین بیکسون کی چارہ سازی مین عقل کا اقتدا کیا غیر سے مشورہ لیا
ہمت و غیرت نے اجازت نہ دی کہ وہ کام جسمین بدنام ہون کرنے لگون لیکن یہ شاہزادے جو قید مین

انکے معاملے مین عقل حیران ہے اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت پریشان ہے کہ اگر انکو رہا کرون
قید و بند سے آزاد ہون بے تکلف بنیاد سلطنت مین رخنے پڑین سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و
تدارک مین طول عمل ہو سر رشتہ بڑا خلل ہو جو قتل کرون تو دنیا مین خونخوار عقبیٰ مین روسیاہ حاکم روز شمار
شرمسار گنہگارونمین شمار ہون معلم اول نے آخر یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون بہت
زبون ہے اگر یہ عمل تجھسے سرزد ہوگا پروردگار ناراض ازحد ہوگا تیرے خاندان کا بھی استیصال ہوگا خدا جانے
کیا حال ہوگا مصلحت یہ ہے کہ ہر شخص کو بعد علامت کھکے شہرونکی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین مشغول رہین
ایک کو دوسرے کی خبر نہو ہنگامہ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت حکیم ایک ایک کو جا بجا ایران کے
شہرونکو اونپر بانٹا مورخان سلف اونکو ملوک طوائف لکھتے ہین اور تاریخ حکما کے ترجمے مین ہے کہ
سکندر کا گذر بطواف بلاد مین ایک قریے پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی
یکسان تھی در و دیوار نقش و نگار ایک قریے کا نظر آیا اور سبکے دروازے پر قبر کا نشان پایا وہان
نہ کوئی حاکم نہ شہر مین کوتوال نہ قاضی تھا ہر شخص خوش بشاش راضی تھا سکندر نے اون مکانونکا ایک طور پر
بنا فرمانروا کا نہونا قبرونکا دروازونپر نشان مفصل پوچھا وہ بولے مکانونکا پست و بلند ہونا ترفع اور تفوق
کی دلیل ہے اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات خوار و ذلیل ہے اور قبر دروازونپر اسواسطے ہے
کہ دروازے سے قدم بڑھا گور مین گیا ہر ساعت مرگ مد نظر رہے باز پرس کا خوف و خطر ہے دو دن کی زندگی
سرائے فانی مین نیکی سے بسر ہو عجب و نخوت سے دور رہین یہ نہو کہ ایکدن بحسرت چھٹ جائیگی بہانکے اسباب سے
غرور نہو کہ یہ حرکت مورد آفات عظیم ہے نفس امارہ لئیم ہے پروردگار کی رحمت ہمسے دور نہو حسب اوقات ہماری
سراسر عدل و انصاف ہے حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو معاف ہے سکندر نے کہا اگر تمھارے
شہرونکو جگہ پر فضا راحت افزا کہین ملے تو یہانسے وہان چلوگے یا نہین وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان نمرگ نہ فقط کا
اور ضرب تیغ ابویحییٰ کی سپر ہو موتے مفر ہو سکندر کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت روا مجھسے کون
زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ بھی اس کام مین ہماری طرح عاجز ہے تو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑدے
کہ شب وطن از نظارہ صد گلشن ہے لکھا ہے کہ اثنائے جہان گردی مین ذوالقرنین ایک شہر مین وارد ہوکر

سات باوشاہ بطنًا بعد بطنٍ و نسلًا بعد نسلٍ وہان سلطنت کر چکے ستے اوسنے رؤسائے شہر سے پوچھا
کہ کوئی شخص انکی نسل سے باقی ہے اونھون نے عرض کی کہ ایک جوان فی شان فلانے گورستان مین
مقیم ہے نام کا بادشاہ ہے امور سلطنت سے اوسکو اکراہ ہے سکندر با مخصوصان چند اوس جوان ارجمند کے
پاس گیا ملاقات ہوئی وہ تقریر امور فرمانروائی نفرت اور وجہ غبعت کی اوس جائے پر وحشت سے پوچھی
اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ ذی جاہ مین ایک کام مین
مشغول ہون جبتک اوس سے فراغت ہوگی کفالت کافۂ انام حکومت خاص علم پر متوجہ طبیعت نہوگی ذوالقرنین
نے کہا وہ کونسا مشکل امر ہے اظہار اوسکا ضرور ہے ملک زادے نے کہا بے ثباتی دنیائے دون
نیرنگ چرخ سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر بوقلمون جو مد نظر ہوئی چتر شاہی سریر فرمانروائی سے طبیعت متنفر ہوئی
خلق سے جدا گورستان مین مکان بناکے بیٹھ رہا بڑا امر املتا ہے کہ یہ جائے بازگشت شاہ و گدا ہے اور قصد
یہ کیا ہے کہ عظام ملوک عظّام اور ہڈیان بندہا ہے محتاج ناکام کی جو ملگئی ہین اونکو جدا کرون ہر بار شبہ ہو جاتا ہے
فرق ہین اور تفاوت نظر نہین آتا ہے فقیر دہوکا کہا کے اسی اولٹ پھیر مین دن گنواتا ہے وَلَقَدْ نَظَرْتُ اِلَی الْقُبُوْرِ
فِیْ مَا تَمَیَّزَتْ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہے لیکن معلوم نہین ہوتا ہے
کون آقا کون غلام ہے اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہے گدا ہے یا شاہ یا اوسکا وزیر ہے کم سن تھا
جوان تھا یا پیر ہے سکندر نے کہا یہ وہ علم ہے جسکا علم منحصر بذات باری ہے سارے جہانکی عقل عاری ہے
اگر ہمت مردانہ ہے میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادے سے زیادہ ہو جائیگا ملک
وسیع روپیہ بہت ہاتھ آئیگا ملک زادے نے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہے اور ہمت میری اسکی
خواہشمند ہے کہ بے دغدغۂ مرگ زندگانی ملے بے خوف پیری نوجوانی ہاتھ آئے اور سرور بے رنج و غم اور
طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہو وہ صنم اور صحت بے آزار ہو ایک طرح پر بسر لیل و نہار ہو ذوالقرنین نے
کہا یہ مطلب مجھسے نملیگا شاہزادہ بولا تو پھر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے
روبرو کیون ہاتھ پھیلاؤن سرور بہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روائے فرمانروایان ہے
کہ اے خالق لیل و نہار بتصدق سید ابرار احمد مختار و بطفیل آئمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ سب

عطا کر ہفت اقلیم زیر نگین ہو ذوالقرنین کیطرح آرام وچین سے فرمانروائے روئے زمین ہو **نقل** ایک وزیر سکندر سے مشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوئے کہ عنایت کردگار داور دادار سے ربع مسکون ہفت اقلیم زیر نگین ہے الا وارث تخت وتاج یعنے فرزند نہیں ہے حور نژاد پری پیکرون کیطرف کثرت سے اگر میلان ہو تو ملک و دولت بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فوراً جواب دیا کہ سخت تاسف کی جا ہے اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کونسا ہے جو شخص سر معرکہ مردان نبرد آزما شیران دشت وغا پر غالب ہا وہ لونڈی بنکے عورتونکا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو **نقل** ایک شخص بحال خستہ تباہ لباس کشیدہ بر سر بر کلاہ بحضور سکندر آیا مگر اپنا مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پہ سب بیان کیا بادشاہ نے جواب باصواب ارشاد کرکے فرمایا جیسا تو نے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا اگر ظاہر بھی لباس تکلف سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہے اوسنے بے تامل عرض کیا کہ حسن تقریر مین مجکو دسترس ہے اور تقدیر اپنے کو آراستگی پوشاک کیواسطے بادشاہ بس ہے یہ کلمہ ذوالقرنین پسند آیا اوسی دم خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا **نقل** زیتون نام شاعر تھا اوسنے سکندر سے دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہے شاعر نے کہا اگرچہ یہ میری منزلت سے تھوڑا زیادہ ہے کیا غم ہے کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہے فوراً مرحمت کیے **نقل** کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ ہم رعیت کی فکر مین رہنا انکو سوچمین جانا دنکو اوسکا بجا لانا **نقل** سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہے لیکن وہ کونسی بات ہے جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہے جواب دیا مرتبہ بڑہانا اوس انسان کا جسنے مجپر احسان کیا **نقل** ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ استاد کا مرتبہ تیرے نزدیک باپ سے زیادہ ہے جواب دیا کہ استاد سبب ہے حیات جاودانی کا اور باپ باعث زندگانی فانی کا باپ مجکو آسمان سے برسے زمین لایا ارسطو نے فلک چارمین پر مثل خورشید پہنچایا پدر بوسیلہ نطفہ منجمد ذریعہ علقہ منعقد ہوتا ہے کہ اوسکے صلب سے رحم مادر مین آیا کچھ دن بے نقش طرازی خامہ بیرنگ رہے مدد نقاش صورت نگار بقدرت پروردگار صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا دہانسے دشت وجود مین

موجود ہوا جسدم مقرری دم بھر چکے سمجھو مر چکے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ثمرۂ زندگانی ہے حکما عین الحیوٰۃ نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندھیر ظلمات جہل کو گردانتے ہین پس جو نفس کہ تیرگی سے جہل کی عین الحیوٰۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور حمق سے تسکین ملی وہی ثانی زیست جاودانی ہے وگرنہ کلبہ خراب آباد فانی ہے **سکندر کا قول** صاحب جود و کرم ہر دم محترم اور مکرم رہتا ہے اگرچہ باسباب ظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی قارون کا ثانی خداوند خست قابل لعنت ہمیشہ ذلیل و خوار بے اعتبار رہتا ہے گو امیر کبیر ہو **قول** سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہے کہنا اور نکرنا اور کیا احسن اور عزت ہے کرنا اور نکہنا چپ رہنا **نقل** نجومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکھا تھا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا موتکا وقت آیگا تو لوہیکی زمین اور آسمان زرین ہو جائیگا جسدم ذو القرنین نے ملک ستانی اور سیر آفاقی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قومس کی نواح مین جب آیا دفعۃً دماغ سے خون جاری ہوا یہانتک کہ عاری ہوا فرش اوسوقت نہ آیا تھا بضرورت کسی امیر نے اپنا جوشن بچھا دیا اور دھوپ کے بچانے کو سپر زرین چھتری کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین نجومیونکی مراد اس سے تھی افسوس دشت غربت عالم تنہائی مین قضا آئی اور فراق دیدہ ہماری صورت دیکھنے نپائے

افسوس کہ نامۂ جوانی طے شد
وین تازہ بہار زندگانی دے شد
آمرغ طرب کہ آشیانش دل بود
خود دیکھ ندانیم کہ آمد کے شد

اوسیدم دبیر خوش تحریر کو بلایا ماں کو نامہ لکھوایا کہ یہ نامہ بنج اسکندر پسر بندۂ داور کا ہے جسنے مدت قلیل اور تھوڑے عرصے مین بندہائے جلیل اہل زمین سے بجسد رفاقت کی اور قربنہائے دیر باز زمانہائے دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی اوس ماں کیطرف جسکی ملازمت اور مصاحبت میسر نہوئی لیکن جو خدا چاہیگا تو عالم نوردار سرور مین زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہے مختصر لکھا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لبیک اجابت کی صدا دی دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون کو تابوت زرین مین رکھا امیر وزیر علما اوسکو اوٹھا کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم سرور مجلس کھڑا ہوا سب سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے گروہ انام مین خاص و عام سے کہتا ہون کہ جسکو دیکھا بادشاہ پر تمنا ہو بارے برین وگر تعجب کی ہوس معاملات

دنیا سے یہ اہو بائے ازین یعنے اگر بادشاہ کو رویا چاہیے تو اسپر روے دیگر نیرنگی جہان بے ثبات
سے عبرت کیا چاہیے تو اس سے ہوش کھوئے پھر حکیمون سے کہا چند کلمے جسمین تنبیہ
خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کرکے بیان کرو پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹھا پیہات دونون ہاتھ
سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکھے تھے کہ تمام عالم سمجھے اور جانے کہ باوجود سلطنت
ہفت اقلیم اور خزانہ بحساب کے یہ صاحب دیہیم دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے دو گز کفن ہمراہ لیے چلا ہے یہ ادرونکا
دیا ہے اون ہاتھونکو اوٹھائے ذوالقرنین کے سر پر رکھا پھر کہا اے سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان
خوش بیان وہ کونسی چیز تھی جسنے تجکو گونگا کردیا کہ بول نہین سکتا لب کھول نہین سکتا باوجود وسعت
میدان علم و فسحت صحرائے حکمت صید غافل کیطرح تجسا عاقل دام تنگ تابوت مین گرفتار ہے نہ ہمدم ہے
نہ دم ہے نہ مشیر ہے نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہے بیکس مرنا چاہیے دوسرا بولا کل سکندر سیم و زر نظر سے
چھپاتا تھا آج چرخ اخضر لبسان سیم و زر خلق کی آنکھ سے اوسکو زمین مین چھپاتا ہے تیسرے نے کہا
کل یہ بات کرنے پر قادر تھا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نتھا آج اونکو کلام کا اختیار ہے
یہ سن نہین سکتا کان بہکا ہے چوتھا بولا یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جو شرق سے تا غرب بسیط زمین پر
محیط تھا آج دو گز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی پانچوان یہ بیان کرنے لگا کہ یہ وہ اسکندر ہے
جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تھا آج اپنی مہم کے
سرانجام مین اہتمام مین عاجز ہے فَسُبْحَانَ الَّذِی کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تقریر سے جب فرصت پائی لاش
اسکندریہ کو روانہ کی اہل شہر نے باحشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکھکے خلق کو حیرت ہوئی رو رو کے
برا حال کیا جسدم سکندر کی مان نے تابوت دیکھا بصد نالہ و آہ یہ کہا کہ اے قرۃ العین ذوالقرنین میرے
جی کے چین سخت تعجب ہے کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون کو وہ دہامون تحت حکومت
لائے جہانکے ملوک مملوک ہون خفتگان خاک کی نیند خوف سے اوچٹ جائے وہ ایسا سوئے کہ
اوٹھ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نتھا القصہ امیر وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کیے بعد رسم
تعزیت بجالائے سب نے بادل خاک زیر خاک سونپا اسکے بعد مجبور حسب دستور دسترخوان بچھا خاصہ چنا

وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین امرائے نامدار رئیسان ذی اقتدار کی حاضر ہوئین دسترخوان کے گرد
بیٹھین حکم ہوا پہلے وہ ہاتھ بڑہائے جسنے حزن ملال ماتم کی مصیبت اور تعزیت کی کیفیت نہ دیکھی ہو
سبنے ہاتھ کھینچ لیا ایک دوسری کی منتظر ہوئی اوس مجمع مین ایسا کوئی نہ نکلا کہ دو دمرگ وزن دو دمانسے جسکے
نہ اوٹھا ہو سکندر کی مان سمجھی کہ بیٹے نے فقط میری تسکین کو یہ آئین نکالا تھا مطلب اس حرکت سے یہ تھا
کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت
طابت اضطراب اور بیقراری ہر دم کی کم کی یہ کہا کہ دوام بے انتہا و بقائے بے انقراض ملک یزوال
وحیات لم یزل و لایزال خالق ذوالمجد والجلال کہ پیدا کرنے والا جزو کل کا ہے اوسکو زیبا ہے دوسرے کو یہ مرتبہ ہو گا
منوا ہے وہو الحی الذی لاینفنی و لایموت انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ سکندر کی صورت
مان باپ سے ملتی تھی جدا تھی ایک آنکھ سیاہ دوسری ازرق تھی ایک سے آسمانکو دیکھتا دوسری زمین کی طرف
متوجہ رہتی تھی اور کلہ اوس تہ بر نیتیان سلطنت کا شیر سے مشابہ تھا اونیس برس کے سن مین سلطنت ہاتھ آئی
سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹھ برس اطمینان سے بادشاہت کی داد دی
بائیس مملکت عظیم الشان شرق و غرب جنوب اور شمال کے تحت حکومت ہین اور تیرہ بادشاہ شوکت ذی جاہ دست بستہ
سفر اور حضر مین حاضر رہے اور اکثر ربع مسکونکی سیر دو برس مین مع الخیر ہوتی تھی پیک وہم و خیال کے ہوش کھوتی تھی
اگر کمیت خوشخرام خامہ میدان صفت مین جولان ہو بگام اول ٹھوکر کھائے لنگا ہوے باز آئے تین لاکھ تیس ہزار مرد
جرار سے تمام عالم اور روئے زمین زیر نگین کرکے آخر الامر ناکام ملک مال خزانہ فوج اور لوگون کیواسطے چھوڑ کے
مال دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا و لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب اور ذو القرنین
جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین لکھین ہین بعضے لکھتے ہین ساٹھ برس سلطنت کی دو قرن ہوے اور بعضونکا قول ہے
کان بڑے تھے اور بہت کچھ لکھا ہے طول بیجا ہے اسیواسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تھم گیا ؎

الحمد للہ شکر کی جا ہے کہ حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان باوقار شاہنشاہ شب زندہ دار دو مہینے کے عرصے مین یہ نسخہ تیار ہوا ؎

گر پسند افتد زہے عز و شرف		ادریکہ آرائے بزم سخندانی صدر نشین بزم معانی کو اگر قبول ہو محرر کی آبرو بڑھے تمنائے دلی حصول ہو تمام شد

اللہ کا شکر ہے کہ یہ کتاب مطبع نامی لکھنؤ ماہ دسمبر ۱۸۸۴ء مین بار اول طبع ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت این فرہنگیست برائے دانستن نامہائے پادشاہان و مبارزان وغیرہ کہ در سر رشتہ سلطانی آمدہ از کتب لغت تا مقدور بصحت نوشتہ بحروف مفرد اشارہ بماخذش رفت ق قاموس ب برہان س سراج اللغات م موید الفضلا ف فرہنگ شاہنامہ غ غیاث اللغات

الالف ابتین بروزن عابدین نام پدر فریدون و بسکون ثالث ہم گفتہ اند و بتقدیم فوقانی بر موحدہ نیز آمدہ ب

آذربایجان نام آتشکدہ و شہر تبریز

آذر بہرام نام آتشکدہ سوم از جملہ ہفت آتشکدہ فارسیان ب

اردشیر بابکان نام پسر ساسان بن بہمن کہ اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطہ دار نام پہلوانے ایرانے از لشکر منوچہر بے نظیر در صنعت تیر اندازی چنانچہ تیرے از آمل بر و انداختہ کہ چہل و نہ روزہ راہ است و نام پسر دوم کیقباد ہم ست کہ او را کے آرش میگفتند ب

آزاد سرو نام شخصیکہ فردوسی قصہ کشتہ شدن رستم بگفتہ او نوشتن

آزر نام پدر ابراہیم علیہ السلام و گویند کہ نام عم آنجناب ست ب

ابو علی نام حکیم مشہور

ارش بفتحتین و سکون معجمہ نام شہرے از ولایت شیروان ب

ارمین بروزن پروین نام پسر چہارم کیقباد ست کہ برادر کوچک کاؤس باشد ب

ارمینہ بکسر اول نام شہر معروف کہ آتش نہ ورزش آنجاست ب

ارنواز بروزن سرفراز نام خواہر جمشید ب

.... نام قلعہ ایست از ولایت استمداد کہ

اخشیدردس نام سکندر یونانی

ادریس بالکسر نام پیغمبر مشہور کہ در بہشت ست ب

ارجاسپ بوزن طہماسپ نام نبیرہ افراسیاب ب

اردوان بوزن پہلوان نام پادشاہے از نسل گشتاسپ و نام الالتیم ب

ارژنگ نام دیوے کہ در مازندران بدست رستم جنگید و رستم او را کشت و نام پسر زرہ داود از پہلوانان توران بود و طوس او را بقتل آورد ب

ارس بفتحتین و مہملتین نام رود خانہ مشہور کہ از کنار تفلیس و مابین آذربایجان و آران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و مہملات و الف کشیدہ و کسر لام و تحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو ارسطاطالیس ب

اصفہان نام شہر مشہور

اغریرث بکسر اول و ثالث تحتانی رسیدہ و را بے نقطہ مفتوح بمثلثہ زدہ نام برادر افراسیاب کہ بسبب موافقت ایرانیان بر دست برادر کشتہ شد ب

افراسیاب نام پادشاہ ترکستان ب

افلاطون نام حکیم مشہور استاد ارسطو ب

بجمانت تمام اشتهار دارد وبالکسر نام قریه از سمرقند ب
اسفندیار نام پسر گشتاسپ ب
اسکندریه نام شهریست بنا کرده اسکندر در کنار دریا صد فرسنگ ب
اشکبوس بفتح اول و ثالث و موحده بواو رسیده و بسین بے نقطه
زده نام مبارزے کشانی که بمدد افراسیاب آمده بود و افراسیاب
او را باسپه پیران ویسه فرستاده و رستم پیاده بمیدان آمده
بیک تیرش بقتل آورد ب
اشموئیل نام پیغمبرے از اولاد حضرت یعقوب علیه السلام
اصطخر بروزن و معنی استخر که قلعه فارس است ب
ایران بروزن پیران نام هوشنگ بن سیامک است باشد و ولایت عراق فارس و
خراسان و آذربایجان و اهواز و طبرستان اکثر حد و شام ب
الوا بروزن حلوا نام نیزه دار رستم ب
الیاس بروزن اجلاس نام پیغمبر مشهور و نام بادشاه
بحر خزر که دریاے گیلان باشد ب
اُندلس بضم اول و ثالث و لام و سکون ثانی و سین
بے نقطه نام شهریست در حدود مغرب ب
اولاد بروزن فولاد نام دیوے از مازندران ب
اهرن بروزن بهمن نام داماد قیصر روم ب
اهواز بروزن شهباز نام شهرے از ولایت خوزستان
و نام ولایتے باشد ب
ایرج بکسر اول و رای مجهول و فتح مهمله و جیم زده نام پسر فریدون ب

اکوان بفتح نام دیوے که رستم اورا بدریا انداخت آخر بدست رستم کشته شد ب
الباء التازی بابکان بفتح موحده دوم و کاف عربی
منسوب با بابک که نام جد مادری اردشیر بن ساسان است چون
اردشیر از وے پرورش یافته بود با و منسوب شد و گویند
بابک نام مهترے که ساسان را بشارت تولد اردشیر داده غ
بخت نصر بالضم و فتح نون و تشدید صاد مهمله نام بادشاهے کافر
بربر نام ولایتے در مغرب که مردم آنجا سبز چهره باشند
بشوتن بکسر اول بروزن فرزدن نام برادر اسفندیار ب
بقراط نام حکیم معروف
بلغار بروزن گلزار نام شهرے نزدیک ظلمات و گویند نام ولایتے ب
بهمن نام اردشیر پسر اسفندیار ب
بابل بروزن قابل نام شهرے مشهور وسط عراق ب
باربد نام مطرب خسرو پرویز ب
بارمان بروزن آرمان نام یکے از پهلوانان توران ب
بازور بروزن کافور نام جادوگرے از توران که بسوے لشکر ایران را
شکست داد و آخر بدست رهام بن گودرز کشته شد
برزوے نام است بروزن بالضم اول و سکون ثانی و زاے نقطه دار
بواو رسیده و فتح تحتانی نام مبارزے تورانی و ظاهر زده مخفف آن
بلخ بالفتح نام شهرے مشهور از خراسان ب
بهزاد نام اسپ سیاوش و نام شاهی نام نقاشے و نام اسفندیار بن گشتاسب
بیجن بیژن نام پسر گیو بن گودرز ......

بیدرفش نام پہلوانے از لشکر ارجاسپ ب

الباء الفارسی **پشنگ** بروزن پلنگ نام پدر افراسیاب و پسر او که شیده میگفتند ششم و نام مبارزے از ایران و نام پدر منوچہر شاہ ب

پولاد نام پہلوانے ایرانے و نام دیوے مازندرانے که اور اپولاد غندی میگفته اند ب

پیران بروزن ایران نام پہلوانے مشہور از توران لشکر افراسیاب و پدرا و ویسه نام داشت ب

پیشداد اول پیشدادیان را گویند که ہوشنگ باشد ب

پیلسم بفتح را بع نام برادر پیران ویسه است او بدست رستم کشته شد ب

التاء الفوقانیة

تباک بالفتح نام مرد ے م

ترمد نام شہرے ف

تور بالضم پسر بزرگ فریدون که توران باو شد و ولایت توران از نیز گویند ب

توران نام ولایتے آن طرف آب آمو یعنے ماوراء النہر ب

توراندخت نام دختر خسرو پرویز که یکسال جایگاه بادشاہی کرد ب

تہمتن بروزن تلمزن از القاب رستم و بہمن تن نے آن بے ہمتان تن ب

تہمینه نام دختر شاہ سمنگان مادر سہراب ب

الجیم التازی **جاماسپ** نام حکیمے ب

جانوسپار بروزن فانوس دار نام شخصے ہمدانی ملازم دارا که آقائے خود را در جنگ سکندر بقریب کشت ب

جشن سده بفتح سین و دال مہملتین جشنے ست که فارسیان در روز دہم بہمن ماه کنند ب

جمشید بالفتح نام بادشاہے معروف ب

الجیم الفارسی **چنگش** بکسر اول و کاف فارسی و معجمه در آخر نام مبارزے تورانی که بیاری افراسیاب آمده بود و رستم او را بقتل رسانید ب

چہرزاد نام دختر بہمن مادر داراب و نام دختر اسفندیار ب

چین نام شہرے مشہور

الحاء المہملة **حجاز** نام ولایتے مشہور در عرب ب

حزقیل بالکسر نام پیغمبرے

الخاء المعجمة **خراد** بروزن شداد نام بادشاہے و دیگرے از پہلوانان ایران ب

خزر بفتحتین و زای نقطه دار زده نام شہرے ب

خرزدان بروزن نگلان بکسر ثانی ہم نام مبارز تورانی ب

خسرو بالضم و فتح ثالث نام بادشاه کیان ب

الدال المہملة **دارا** نام بادشاه مشہور که دارائے اکبر باشد و دارا داراب نیز گویند و دارائے اصغر او است ب

داراب دارائے اکبر را گویند و نام شہزاده جہین بہمن ب

دانیال نام پیغمبرے ب

درفش کاویانی بکسر اول و فتح ثانی و سکون

قاوشین قرشت نام علم فریدون ب

دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب

الذال المعجمة دیمقراطیس نام حکیمے یونانی

الراء المهملة رخش اسپ رستم و مطلق اسپ ب

رستم پہلوان مشهور پسر زال

رشنواد بفتح اول و سوم و بدال ابجد زده در آخر نام

یکے از نوکران ہمائے دختر بہمن ب

رودابه بروزن نوشابه نام دختر مهراب کابلی که زال

اورا خواست و رستم ازو تولد شد ب

روشنک بضم اول و فتح شین و نون نام دختر دارا که سکندر

اورا بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب

روم ملکے مشهور بحد و دشام ب

رویین دژ نام قلعه که در بلاد توران که ارجاسپ والی آنجا بود ب

رهام بروزن غلام نام پسر گودرز ب

رے نام شهر یست از عراق و نام پادشاهزاده هم ب

ریونیز بروزن پاشیز نام پسر کیکاوس داماد طوس ب

الزاء المعجمة زابلستان زابل بروزن

کابل نام ولایت سیستان ب

زال نام پدر رستم ب

زردشت بالفتح و ضم دال ابجد نام شخصیکه

دین آتش پرستی بهم رسانید ب

زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسب ب

زو بالفتح نام پسر طهماسپ که در ایران بنجسال پادشاهی کرد ب

زواره بروزن هزاره نام برادر رستم و نام قصبه از عراق نواح کاشان هم ب

زیتون نام شهرے در چین و قریه در صعید ق

السین المهملة

ساری بروزن جاری نام شهرے از مازندران نزدیک آمل ب

ساسان نام پسر بهمن بن اسفندیار از همای ب

سام نام پسر نوح و نیز نام پدر زال که جد رستم باشد ب

سپند بکسر اول نام کوهے ب

سرخه بضم اول و فتح خاء نقطه دار نام پسر افراسیاب که فرامرز اورا زنده گرفته

در رستم بکین سیاوش بکشت و نام موضعی از مضافات سمنان ب

سکندر نام پادشاه معروف از روم ب

سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب

سمنگان بفتح اول و کاف فارسی نام شهرے در راه خوارزم

درین زمان آنرا امیر مرز گویند ب

سنجاب بالکسر نام ولایتے که کاموس کشانی ضابط آن بوده ب

سندل نام شهرے از هند ق

سودابه سوداوه بروزن خونابه بالفتح میم گفته اند

نام دختر شاه هاماوران که زن کیکاوس بود ب

سهراب بالضم نام پسر رستم از دختر شاه سمنگان که رستم اورا نادانسته کشته ب

سیامک بکسر اول و فتح میم نام پسر کیومرث و نام یکے از پهلوانان توران

که در جنگ دوازده رخ بدست گرازه ایرانی کشته شد ب

سیاوخش بکسر اول و فتح واو و سکون خاء معجمه و شین معجمه در آخر

سیاوش بر وزن بناگوش نام پسر کیکاوس ب

سیستان ولایت نیمروز ب

سیمرغ پرنده که پرورش زال کرده گویند نام حکیمی که زال از وی کسب کمال کرده

الشین المعجمة شاپور بباء سوم فارسی نام بادشاهان چند و نام

پهلوانے از آل فریدون که پدرش نستو نام داشت در جنگ افراسیاب

کشته شد و نام خدمتگار کیخسرو ب م

شاپور ذوالاکتاف نام بادشاہے از آل اشک بن یافث

که زکریا در عهد او شهید شد ذوالاکتاف از آن میگفتند که هر کرا

از اعراب میگرفت شانهاے او را بر آورده رها میکرد ب

شعیب نام پیغمبرے علیه السلام

شغاد بر وزن سواد نام برادر رستم که رستم را مع رخش

در چاه انداخت و خود هم بیک تیر رستم کشته شد ب

شماساس بفتح اول و مهملتین نام مبارزے تورانی که بدست

قارن کشته شد و نام پهلوانے ایرانی در لشکر سیاوش ب

شنگل بالفتح و ضم سوم نام بادشاه هند که بمدد افراسیاب آمده بود ب

شهرزور نام شهرے بنا کرده خسرو پرویز ب

شهرناز بنون معجمه در آخر نام خواهر جمشید که با خواهر دیگرش ارنواز نکاح ضحاک بود ب

شیداسپ نام دستور طهمورث و شیدسپ نام پسر گشتاسپ ب ق

شیده بالکسر و یاے مجهول و فتح دال نام پسر افراسیاب نام

یکے از شاگردان سنمار گویند نام حکیمے ب

الضاد المعجمة ضحاک معرب اژدهاک نام بادشاه

ظالم که بر دو دوش او مار پیدا شده بود که مغز مردم غذاے

آن می شد بر دست فریدون کشته شد ب

الطاء المهملة

طوس بالضم نام پسر نوذر ف

طهمرس بفتحتین و ضم میم نام قریه در مصر ق

طهماسپ نام یکے از بادشاهان ایران ب

طهمورث نام بادشاہے از نبیرهاے هوشنگ ب

الغین المعجمة

غور بالضم و ثانی معروف نام ولایتے معروف نزدیک قندهار ب

الفاء فرات بالضم نام رودے نزدیک کوفه ع

فرامرز بفتح اول و میم نام پسر رستم ب

فرانک با نون بر وزن تبارک نام مادر فریدون ب

فرعون لقب بادشاه مصر

فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و تحتانی کشیده و آخر مهمله نام

دختر افراسیاب و در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر اوست ب

فرود بفتح اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش ب

فرهاد نام کیکاوس شاه ایران و نام پسر گودرز و نام پسر نرسین م

فریبرز بفتح اول و ضم معجمه و سکون مهمله و آخر معجمه نام پسر کیکاوس که

در جنگ دوازده رخ کلباد پسر ویسه را بقتل آورد و نام نیسے هم ب

فریدون بفتح و کسر اول نام پادشاہے معروف کہ ضحاک را در بند کرد ب

فلاطون همان افلاطون کہ گذشت

فیلقوس بفتح اول و ثالث نام پادشاہ روم گویند پدر مادر سکندر بود ب

القاف

قابوس بروزن ناموس نام حکیمے و پادشاہ استرآباد ب

قابیل نام یکے از اولاد آدم عم کہ ہابیل برادر خود را کشت است

قادسیہ قریہ ایست قریب کوفہ ق

قارن بروزن آہن نام پہلوانے از زمان رستم ب

قباد بروزن مراد نام پدر نوشیروان ب

قراخان نام پادشاہ ہند معاصر سکندر و نام یکے از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و فتح میم ناحیہ میان خراسان و بلاد جبل و ملکی ہم در اندلس ق

قیدافہ بالفتح و دال مہملہ و فتح فا نام زنے حاکم بردع و اندلس ب

قیصر بروزن حیدر بزبان روی فرزندیکہ مادرش پیش از زادن بمیرد و پس شکم شگافتہ آنرا بیرون آرند و چون اول پادشاہان قیاصرہ اغسطوس نام ہمچنین بوجود آمد بدین اسم موسوم گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شہریست مشہور

کاکو نام پہلوانے از پسر زادہائے سلم بن فریدون

کاموس بثالث مجہول نام مبارزیست کشانی و پادشاہ نجیب بود ب

کاوس بروزن ناموس نام یکے از پادشاہان کیان بتشدید بعضے بمزدور را گویند و جمعے فرعون را واللہ اعلم ب

کاوہ بفتح واو نام آہنگرے مشہور کہ فریدون پیدا کرد ب

کتابون بروزن فلاطون نام مردے و نام زنے بودہ است و در فرہنگ جہانگیری و غیرہ نام دختر قیصر روم نوشتہ است ب

گرگسار با کاف فارسی بروزن شرمسار نام ولایتے و نام پہلوانے ہم بود ب

کشواد بروزن فرہاد نام پہلوان ب

کلات بروزن حیات نام شہریست از ترکستان ب

کندرو بروزن گفتگو نام وزیر ضحاک بودہ ب

کہرم بروزن رستم نام مبارزے ب

کید بروزن صید نام پادشاہ قنوج معاصر اسکندر

کیخسرو نام پادشاہے مشہور ب

کیقباد نام پادشاہے مشہور در ایران کہ در ہند پادشاہے بزرگتر از نبود ب

کیکاوس بروزن فیلاقوس نام یکے از چہار پسر کیقباد است ب

کیومرث بفتح اول و میم و سکون یا و ثائے مثلثہ اول کسے است کہ از فرزندان آدم علیہ السلام پادشاہ بودہ است ب

الکاف الفارسی

گردآفرید نام دختر گژدہم کہ با سہراب جنگ کردہ گریخت ف

گرزم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم برادر اعیانی اسفندیار ب

گرسیوز بروزن نیکخو برادر افراسیاب ب

گرشاسب با فا بروزن بمعنی گرشاسب کہ پسر اثرط و نام پسر طہماسپ باشد

گرگین بضم اول بوزن فرجین نام پهلوانے ایرانی ب

گستهم بضم اول وفتح ها بروزن محترم نام پسر نوذر بن منوچهر
ونام پسر کژدهم نیز ست ب

گشتاسب بضم اول بروزن لهراسب نام پادشاهیست
معروف داد پدر اسفندیار روئین تن بود ب

گل شهر بضم اول بوزن پر زهر نام زن پیران ویسه ست

گنگ دژ بکسر دال ابجد وسکون زاء فارسی نام قلعه ایست که
ضحاک در شهر بابل ساخته بود ونام موضعیست در حدود
مشرق که بقیة الارض مشهور ست ب

گودرز بضم اول وفتح سوم پسر کشواد که پدر گیو بود ب

گیلان نام شهریست مشهور ف

گیو بروزن دیو پسر گودرز ب

اللام

لاد بروزن شاد نام شهرکه در زبان قدیم
بجاے دال ابجد رلے قرشت بوده است ب

لهراسب بروزن گشتاسب نام یکے از پادشاهان ایرانست ب

المیم

مازندران ملک طبرستان باشد ومخفف آن مازندر
بروزن غارتگر هم مستعمل ست ب

مامون رشید نام پادشاهے ست

مانوچهر صاحب برهان می فرماید چون یکے از مستورات
حرم ایرج بمنوچهر حامله شد گریخته پناه بکوه مانوش برد
چون منوچهر دران کوه متولد شده بود او را مانوش چهر
نام کردند ظاهرا مانوچهر مخفف آن باشد

مانوشان بروزن خاموشان نام کوهیست که منوچهر
دران متولد شد وآنرا مانوش هم میگویند ب

ماه آفرید نام کنیزک ایرج بود بعد از کشته شدن ایرج معلوم شد که حامله بوده
بعد ازان دختری آورده تور نام کردند ومنوچهر ازان دختر بهم رسید ب

ماهیار نام کشنده دارا ف

محمود نام پادشاه غزنین

مدینه شهر مشهور ب

مرداس نام پدر ضحاک که بحیله ضحاک کشته شد ف

مصر بکسر اول وسکون ثانی ورلے قرشت بلغت عربی بمعنے
شهر ست عموماً وشهرے که معروف ومشهور ست خصوصاً ب

منوچهر مخفف مانوش چهر است ب

منیژه بتحتانی مجهول وزاے فارسی بوزن منیجه نام دختر افراسیاب ب

مهراب بروزن محراب نام پادشاه کابل ب

مهراج بروزن معراج نام یکے از پادشاهان هندوستان ست
وهندوان آنرا مهاراج خوانند ب

مهران بکسر اول بروزن طهران نام رودخانه ایست عظیم
ونام مردیست صاحب فضائل ونام پادشاهے هم بوده ب

میرین بکسر اول وفتح راے قرشت نام داماد قیصر روم ست ب

میلاد نام سردارے از لشکر کیکاوس ب

النون

ناہید بہا بوزن جاوید نام مادر اسکندر رومی س

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا بکسر و کاف فارسی یا معروف و سین مہملہ بالف کشیدہ نام چنگی خسرو پرویز کہ نظیر باربد و او مرد بود س

نودر بروزن کوثر نام پسر منوچہر ب

نوشادر بفتح اول و ضم خامس کہ دال باشد و سکون رائے قرشت نام کوہیست نیز دیگ مندان از توابع کرمان ب

نوشیروان نام بادشاہے معروف و اغلب بمعنی مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س

نیمروز ولایت سیستان و در تواریخ مسطور است کہ چون سلیمان در آنجا رسید زمین زیر آب بود دیوان را فرمود کہ خاک ریز کنند در نیم روز خاک ریز گردند و بعضے گویند کہ خسرو چین نیمروز در آنجا لشکرگاہ کردہ بود س

الہاء

ہاماوران بوزن نام آوران ملکیست بعضے شام گفتہ اند و بعضے گویند نام ولایتے کہ پدر سودابہ زن کیکاؤس بادشاہ آن بود

ہاجیر بروزن نظیر نام پسر گودرز س

ہری نام شہریست از خراسان کہ بہرات مشہور است ف

ہفتخوان و عقبہ است یکے آنکہ کیکاؤس بمازندران بند آبہ بود و رستم از برائے خلاصی او رفت در اثنائے راہ جادوان و دیوان را کشت و ہمفت روز بمازندران رفتہ کیکاؤس را خلاص نمود آنرا ہفتخوان عجم میگویند بسبب آنکہ ہر روزے کہ میگذشت بشکرانہ آن ضیافتے مینمود دوم عقبہ راہ روئین دژ بود کہ ارجاسپ بادشاہ توران خواہران اسفندیار را در قلعہ مذکورہ بند کردہ و اسفندیار از راہ ہفتخوان بلا ہائیکہ در راہ پیش آمد دفع آن نمودہ خود را بدان قلعہ رسانیدہ خواہران خود را خلاص کرد س

ہوشنگ با ثانی مجہول و فتحہ ثالث و سکون نون و کاف فارسی نام فرزند چہارم آدم علیہ السلام ب

ہوم بروزن موم نام مردیست از آل فریدون ب

ہمای بضم اول نام یکے از خواہران اسفندیار ست و نام دختر بہمن و نام بادشاہزادہ کہ ہمایون عاشق بود و نام دختر قیصر روم ب

ہومان بروزن خوبان نام برادر پیران ویسہ ب

الیا ریامین شہریست نام ابن خالد الحضرمی ق

یزدجرد پدر بہرام گور است و یزدگرد در فارسی مستعمل ست و نیز نام آخرین ملوک عجم س

یسع بفتح یا و سین مہملہ نام پیغمبرے

یمین بتحریک آنچہ جانب یمین قبلہ است از شہر ہا غور ق

تمام شد فرہنگ سرور سلطانی

۱۹۷۱

کردیا وےگی اگر کوئی مفید عام کتاب کسی صاحب نے
تالیف فرمائی ہو وہ بلا معاوضہ مطبع طبع کردیگا۔

العبد
قطب الدین احمد عفی عنہ مالک مطبع نامی
لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان